آپ حج کریں

محمد منظور نعمانی ۔ مولانا ابوالحسن ندوی

آپ حج کیسے کریں؟

از

مولانا محمد منظور نعمانی

و

مولانا سید ابوالحسن علی (ندوی)

ناشر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ

قیمت مجلد گلیز

دو روپے

عرض ناشر

حج و زیارت کے موضوع پر اردو زبان میں اب اتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے واقف کار کے لیے بھی ان کی تعداد بتانا ناممکن ہے ــــــ لیکن یہ کتاب "آپ حج کیسے کریں؟" اپنی اس خصوصیت میں بحمداللہ اب بھی منفرد اور عدیم النظیر ہے کہ یہ حج و زیارت کے اعمال و آداب اور اسکے طریقہ کی پوری رہنمائی بھی کرتی ہے اور دل میں سوز و گداز اور وہ جذبہ و ذوق کی وہ کیفیات بھی پیدا کرتی ہے جو حج و زیارت کی روح اور جان ہیں۔

اللہ کے جن بندوں نے اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھکر حج کیا ہے ان کا عام احساس اور تاثر یہ ہے کہ حج کو جانے والے جو حضرات اسکو سفر حج میں اپنے مطالعہ میں رکھیں گے ان کو بالکل ایسا محسوس ہوگا کہ اللہ کا کوئی بندہ ان کا ہاتھ پکڑ کے عاشقانہ اور مسنون حج ادا کرا رہا ہے اور قلب و قالب اور ظاہر و باطن کی یکساں رہنمائی کر رہا ہے۔

یہ کتاب جب پہلی بار شائع ہوئی تھی تو اسمیں چند اور مضامین بھی شامل کر دیے گئے تھے جنکی وجہ سے کتاب کی ضخامت بہت بڑھ گئی تھی اور لاگت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے قیمت بھی تین روپے رکھنی پڑی تھی ــــ اور اگرچہ ہم نے یہ اعلان اسی میں کر دیا تھا کہ

جو عازمین حج پیسوں کی کمی کی وجہ سے اس کتاب کو خرید نہ سکتے ہوں وہ اگر ہمیں لکھیں گے تو ہم ایک نسخہ ان کی خدمت میں بلا قیمت پیش کر دینگے ـــ لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ پچھلے سالوں میں حج کو جانے والے بہت سے حضرات نے اسکی قیمت کو اپنے لیے زیادہ سمجھ کر شوق کے باوجود خرید ابھی نہیں اور از راہ شرافت ہم سے مفت منگوانا بھی پسند نہیں کیا۔

اسلیے قیمت کم کرنے ہی کی غرض سے ہم نے دوسرے اڈیشن کی طباعت کے وقت بعض وہ مضامین اس میں سے کم کر دیے جو مقصد کے لحاظ سے زیادہ اہم نہیں تھے یا جو الگ بھی شائع ہو چکے تھے، اور صرف مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی ہی کے دو مقالے اسمیں باقی رکھے (اور واقعہ یہ ہو کہ یہی دو مقالے دراصل اس کتاب کی جان تھے) یہاں تک کہ دوسرے اڈیشن سے ہم نے نظم کا حصہ بھی نکالدیا تھا، لیکن اب اس چوتھے اڈیشن میں چند منتخب شوق انگیز نظموں کا پھر اضافہ کر دیا گیا ہو، امید ہو کہ ناظرین کرام کیلئے، خاصکر اس مقدس عاشقانہ سفر کے مسافروں کیلئے یہ اضافہ بہت مبارک اور مفید ثابت ہوگا۔

ہماری دلی آرزو یہ ہو کہ حج کو جانیوالے تمام تعلیمیافتہ حضرات کے ہاتھوں تک کسی طرح ہم اسکو پہنچا سکیں اسلیے دل کے پورے خلوص کیساتھ پھر یہ پیشکش کیجاتی ہو کہ حج کو جانیوالے جو حضرات پیسہ کی کمی کی وجہ سے اس کم قیمت پر بھی یہ کتاب نہ خرید سکتے ہوں وہ ہمارے کسی جانے پہچانے صاحب کی تصدیق کے ساتھ ہم کو خط لکھدیں ہم ان کی خدمت میں کتاب کا ایک نسخہ انشاء اللہ بلا قیمت پیش کر دیں گے۔

اور یہ ہماری طرف سے ان پر ہرگز کوئی احسان نہ ہوگا بلکہ ان کا بہت بڑا احسان ہم پر ہوگا کہ اس سعادت کا ہم کو انھوں نے موقعہ دیا ـــ البتہ محصولڈاک (۱۰؍) بذریعہ منی آرڈر ان کو پیشگی روانہ فرمانا ہوگا۔

ناچیز، ناظم کتب خانہ الفرقان

اگر

اسی دنیا اور اسی زندگی میں
آرام گاہ نبوی تک رسائی کی کوئی صورت ہوتی
اور یہ سیاہ بخت بھی کسی طرح وہاں پہونچ سکتا

تو اپنی مرتب کی ہوئی

یہ چھوٹی سی کتاب

اپنے دونوں ہاتھوں سے حضور اقدس میں پیش کر کے

عرض کرتا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

فہرست عنوانات بقید صفحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگلے صفحہ سے جو مضمون شروع ہو رہا ہے دراصل یہ ایک خط ہے جو ۱۳۶۹ھ میں حج کو جانے والے اپنے ایک مخلص دوست کو مخاطب کر کے اس طور پر لکھا گیا تھا کہ حج کو جانے والے جو بھی اللہ کے بندے اس کو مطالعہ میں رکھیں وہ اس مقدس سفر کی ہر منزل میں اس سے پوری رہنمائی حاصل کر سکیں۔

اس کی پہلی اشاعت پر ۸۔۹ سال گزر چکے ہیں، اور یہ ناچیز اپنے رب کریم کے اس فضل و احسان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے کہ ان سالوں میں اسکے ہزارہا بندوں نے سفر حج میں اس سے رہنمائی حاصل کی اور ان میں سے بہت سوں نے اپنا یہ احساس بتایا کہ اسکو مطالعہ میں رکھکر حج کرنے والے کو بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اللہ کا کوئی واقفکار اور تجربہ کار بندہ ساتھ ہے اور وہ انگلی پکڑ کر صحیح اور مسنون طریقہ پر حج ادا کرا رہا ہے۔

اسی طرح اللہ کے بہت سے بندوں کے متعلق معلوم ہوا کہ اس کتاب کو پڑھ کر ان کا دل حج و زیارت کیلئے بے چین ہو گیا اور انھیں جانا بھی نصیب ہو گیا ــــ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اللّٰھم لک الحمد لا احصی ثناء علیک۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

شوال ۱۳۷۷ھ

عازمِ حج کے نام

باسمہٖ سبحانہٗ

بڑے خوش نصیب، میرے دینی بھائی! تم پر اللہ کا سلام اور اسکی رحمتیں!
اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر و عظمت کو پوری طرح محسوس کیجیے اور اس کا
شکر ادا کیجیے کہ اپنے مقدس گھر اور اپنے محبوب رسول کے محترم شہر کی حاضری کا ارادہ
اس نے آپ کے دل میں ڈالا اور اس کا سامان بھی مہیا کر دیا۔ ع

"کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

اور سب سے بڑا شکر اس نعمت کا یہ ہو کہ وہاں کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات
کے لیے تا بحدِ امکان اپنے کو تیار کرنے میں، اور حج کے اعمال اور اس کا طریقہ سیکھنے کی
کوشش میں ابھی سے مشغول ہو جائیے! ـــــ بڑا بے نصیب، بڑا ناشکرا اور اپنے رب کی
اتنی بڑی نعمت کی بڑی ناقدری کرنیوالا ہو وہ بندہ جسکو اس کا مولا ایسا موقع دے اور وہ وہاں
کی حاضری کے آداب اور طریقے سیکھنے اور وہاں کے لیے اپنے کو بنانے سنوارنے

کی کوئی فکر نہ کرے، اور یوں ہی غفلت اور لاپرواہی اور بدسلیقگی اور بے شعوری کے ساتھ وہاں جا اُترے۔

چند ورق کے اس خط میں جو کچھ لکھنے کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے لکھوا دیا تو حج کے اعمال و آداب معلوم کرنے میں انشاء اللہ اس سے آپ کو کافی مدد ملے گی۔ واللہ ولی التوفیق۔

اچھے رفیق کی تلاش

اس راستہ میں سب سے زیادہ ضروری اور پہلی چیز یہ ہے کہ حج کو جانے والے اللہ کے کسی ایسے بندے کا ساتھ تلاش کیجئے جو حج کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہو، اور مرد صالح ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی ایسے بندے کا ساتھ نصیب فرما دیں جو مسائل حج سے واقفیت اور صلاح و تقویٰ کے علاوہ حج کا تجربہ بھی رکھتا ہو تو نور علیٰ نور، بس اُن سے اجازت لے کر اُن کے ساتھیوں میں شامل ہو جائیے، اور پھر پورے سفر میں اُن کے مشوروں پر عمل کیجئے۔ لیکن اس کی پوری احتیاط کیجئے کہ آپ ان کیلئے تکلیف کا سبب نہ بنیں، اللہ کے صالح بندے چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حساس اور لطیف مزاج ہوتے ہیں اسلئے خلاف مزاج باتوں سے انھیں دوسرے لوگوں سے زیادہ تکلیف پہونچتی ہے۔ اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔

ساتھ رکھنے کی چند کتابیں

سفر حج میں کچھ دینی کتابیں بھی ضرور اپنے ساتھ رکھئے، کم از کم ایک کتاب

ایسی ہو جس سے بوقت ضرورت حج کے مسائل معلوم ہو سکیں، اور ایک دو کتابیں ایسی ہوں جن کے مطالعہ سے آپ کے دل میں عشق و محبت اور خوف و خشیت کی وہ کیفیات پیدا ہوں جو دراصل حج کی اور ہر دینی عمل کی رُوح ہیں ضروری مسائل کے لیے مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کی "رفیق حج" یا مولانا مفتی سعید احمد صاحب (سہارن پوری) کی مختصر کتاب "حج و زیارت کا مسنون طریقہ" کافی ہے (مفتی صاحب موصوف ہی کی دوسری کتاب "معلم الحجاج" ہے، جو حج کے مسائل پر بہت جامع اور مفصل کتاب ہے، لیکن میرے خیال میں اس سے صرف علم والے ہی پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔)

اور کیفیات و جذبات پیدا کرنے کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کی کتاب "فضائل حج" اور الفرقان کے "حج نمبر" کے بعض مضامین قابل مطالعہ ہیں[1]، ان کے علاوہ عمومی دینی مطالعہ اور تعلیم کے لیے اس عاجز کی تالیف "اسلام کیا ہے؟" انشاءاللہ کافی ہے۔

یہ کتابیں اس سفر میں خود اپنے مطالعہ میں رکھیے، دوسروں کو پڑھوائیے اور بے پڑھے بھائیوں کو پڑھ کر سنائیے، اس شغلہ میں آپ کا جتنا وقت گزرے گا انشاءاللہ اعلیٰ درجہ کی عبادت میں گزرے گا۔

---

[1] یہ کتاب جو اس وقت آپ کے سامنے ہے اس میں حج نمبر [illegible] اور حج نمبر [illegible] کے وہ خاص خاص مضامین جمع کر دیے گئے ہیں جو عشق و محبت اور خوف و خشیت کی کیفیات پیدا کرنے اور بڑھانے میں خصوصیت سے مفید ہو سکتے ہیں اور حج کا طریقہ بتانے کے لیے بھی اب یہی کتاب کافی ہے اس لیے اب آپ کو کسی اور کتاب کی خاص ضرورت نہیں ہے۔

(اور یہی بہتر بھی ہے) تو جب ٹرین روانہ ہو جائے اور اپنے اپنے سامان وغیرہ کی طرف سے سب ساتھی مطمئن ہو جائیں تو کسی ایک سمجھدار ساتھی کو قافلہ کا امیر بنا لیجیے[۱]، اور یہ بھی طے کر لیجیے کہ اس پورے سفر میں حج کے مسائل اور اس کا طریقہ اور اس کے علاوہ بھی دین کی اور ضروری باتیں سیکھنے سکھانے کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رکھیں گے۔ جن لوگوں کو ساری عمر دین سیکھنے کی نوبت نہیں آتی، انھیں حج کے سفر میں اس کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ الغرض سوچ سمجھ کے پورے قافلہ کا ایک تعلیمی نظام بھی بنا لیجیے، یہ بڑی اہم اور بڑے کام کی بات ہے ـــــ حج کو جانے والے بکثرت ایسے ہوتے ہیں جنھیں نماز پڑھنا بھی نہیں آتا ہے، اور بیچارے بعضے تو کلمہ تک سے ناواقف ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی دینی تعلیم پر وقت صرف کرنا بلاشبہ نوافل اور ذکر اذکار سے افضل ہے۔

ریل میں نماز اور جماعت کا بھی پورا اہتمام کیجیے، اگر غفلت کی وجہ سے ایک وقت کی نماز بھی خدانخواستہ قضا ہو گئی تو بیت اللہ کی سو نفل نمازوں سے بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔

جہاز کے انتظار کا زمانہ

ریل کا سفر ختم کر کے جہاز کے انتظار میں بسا اوقات اچھی خاصی مدت تک حاجیوں کو بمبئی یا کراچی میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ آپ اس قیام کے زمانہ میں اچھی طرح اس کا خیال رکھیں کہ آپ حج و زیارت کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہیں اس لیے بے فائدہ سیر و تفریح اور خواہ مخواہ بازاروں میں گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں اور پورے اہتمام سے اپنا تعلیمی نظام

---

(۱) کسی ساتھی کو قافلہ کا امیر مقرر کرنے کا کام اگر ریل میں سوار ہونے سے پہلے یا اپنے شہر یا بستی سے چلنے

اور دوسرے معمولات یہاں کے زمانۂ قیام میں بھی جاری رکھیں۔

بمبئی اور کراچی میں تبلیغی جماعتیں

ان دونوں بندرگاہوں پر (بمبئی میں حاجیوں کے مسافرخانوں میں اور کراچی میں حاجی کیمپ میں) آپ کو انشاء اللہ تبلیغی کام کرنے والے اللہ کے کچھ بندے ملیں گے۔ آپ ان کے تبلیغی اور تعلیمی نظام میں شریک ہو جائیے۔ اور اگر ان کی کوئی خاص جماعت حج کو جانے والی ہو (اور چند سالوں سے اکثر جہازوں میں تبلیغی جماعتیں جاتی ہیں) تو آپ کے لیے سب سے بہتر یہ ہو کہ آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیے انشاء اللہ ان کی رفاقت میں آپ کو بہت کچھ دینی برکتیں حاصل ہوں گی۔

پورے سفرِ حج کیلئے بمبئی یا کراچی سے کیا کیا آپ کو ساتھ لینا چاہیے، یہ سب آپ کو ان تبلیغی دوستوں سے ہی معلوم ہو جائے گا، اور اگر آپ ان کے رفیق بن گئے تو آپ کے یہ سارے انتظامات بھی انشاء اللہ آسانی سے مکمل ہو جائیں گے۔

بمبئی اور کراچی کی مدتِ قیام میں آپکے مشاغل

بمبئی اور کراچی میں اکثر حجاج کا وقت بڑے انتشار اور پریشانی میں گزرتا ہے، آپ اپنی طبیعت میں جب انتشار اور پراگندگی اور پریشانی کی کیفیت محسوس کریں تو اپنے کو کسی اچھے کام میں لگا دیں، مثلاً نفل نماز پڑھنے لگیں یا اللہ کے ذکر میں یا قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جائیں یا اسوقت بیٹھ کر بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ اقدس کی زیارت کے تصور سے لذت حاصل کرنے لگیں یا کوئی شوق انگیز کتاب پڑھنے لگیں۔ ایسے

وقت کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کی کتاب "فضائل حج" کے اس حصہ کا مطالعہ انشاء اللہ خاص طور سے مفید ہوگا جس میں اللہ و رسول سے سچی محبت رکھنے والے بزرگوں کے حج و زیارت کے واقعات بیان کیے گئے ہیں ــــ گذشتہ سال (۱۳۷۶ھ) کے "الفرقان" کے "حج نمبر" میں رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی کا جو مضمون زیر عنوان "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" شائع ہوا تھا وہ بھی اس مقصد کے لیے بہت مناسب اور دل پر بہت اثر کرنے والا اور بڑا شوق انگیز ہے[۱] ــــ نیز ہمارے دوست زائر حرم حضرت حمید صدیقی لکھنوی کے کلام کا مجموعہ "گلبانگ حرم" بھی اس مقصد کے لیے بہت خوب ہے۔

بہر حال بمبئی یا کراچی میں (اور اسکے بعد بھی ہر منزل و موقع پر) جب طبیعت میں انتشار اور پراگندگی کا اثر ہو تو مذکورۂ بالا شغلوں میں لگ جائیے، انشاء اللہ طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے گا۔

جہاز پر سوار ہوتے وقت

جب جہاز پر سوار ہونے کا وقت آئے تو سلامت و عافیت اور معاصی سے حفاظت کی دعا کرتے ہوئے بسم اللہ کہہ کے سوار ہو جائیے اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھیے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ رَبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ

---

[۱] یہ مضمون بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے مضمون ہذا کے بعد آپ اسی کو پڑھیں گے۔

أَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

سمندری سفر کا زمانہ

اگر کوئی تیز رفتار جہاز آپ کو ملا تو بھی کم از کم سات آٹھ دن ، ورنہ بارہ تیرہ دن آپکے جہاز میں گزریں گے ـــــ بہت سے لوگوں کو بحری سفر کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے اور جہاز کی غیر معمولی حرکت سے دوسرے ہی دن سے چکر آنے لگتے ہیں۔ اور اس کا سلسلہ کئی کئی دن رہتا ہے۔ بعضوں کی طبیعت زیادہ خراب بھی ہو جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو ایسی کوئی تکلیف ہو تو وقت پر نماز کی ادائیگی کا اس حالت میں بھی پورا اہتمام کیجئے۔ ہوش و حواس کی حالت میں جس شخص کی ایک وقت کی نماز بھی فوت ہو جائے وہ بڑے خسارہ میں ہے۔ اور جن دنوں میں طبیعت اچھی رہے تو تبلیغ و تعلیم اور ذکر و نوافل کے معمولات ہمت سے پورے کرتے رہیے خصوصاً مناسک حج کے سیکھنے ضروری مسائل کے یاد کرنے یا دوسروں کو تبلانے اور یاد کرانے میں اپنا وقت گزاریے۔ نیز دوسرے حجاج بالخصوص بوڑھوں اور کمزوروں کی خدمت کی سعادت ضرور حاصل کیجیے ، اور یہ سمجھ کے خدمت کیجئے کہ یہ اللہ و رسول کے مہمان ہیں اور میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کا غلام ہوں اس لیے اس نسبت سے مجھ پر ان کی خدمت کا حق ہے۔ بعض اہل معرفت کا ارشاد ہے کہ :-

"طاعت و عبادت سے تو جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت کے صلہ میں خود مولا ملتا ہے۔"

میقات آنے سے پہلے احرام کی تیاری

جدّہ جب قریباً ایک دن رات کی مسافت پر رہ جاتا ہو تو وہ مقام آتا ہو جہاں سے ہندوستانی یا پاکستانی حجاج احرام باندھتے ہیں، جہاز میں بہت پہلے سے اس کا چرچا شروع ہو جاتا ہو، جہاز کے کپتان کی طرف سے بھی اعلان کر دیا جاتا ہو کہ فلاں وقت جہاز یلملم کی پہاڑیوں کے سامنے سے گزرے گا، جب وہ وقت قریب آئے تو آپ بھی احرام باندھنے کی تیاری شروع کر دیں[۱۰]۔ اگر حجامت بنوانے کا موقع ملے تو بنوالیں، ناخن ترشوالیں، بغل وغیرہ کی بھی صفائی کرلیں، اور خوب اچھی طرح غسل کریں، جس میں میل کچیل اور ہر قسم کی گندگی سے جسم کی صفائی اور پاکیزگی کی پوری کوشش کریں اور احرام باندھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

حج کی تین صورتیں

احرام کا طریقہ معلوم کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجیے کہ ہمارے آپ کے لیے حج کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں اور احرام کے وقت صرف حج کی نیت کریں، اس کو "اِفرادْ" کہتے ہیں[۱۱]، دوسری صورت یہ ہو کہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں، اور ایک ہی احرام میں دونوں کو ادا کرنے کی نیت کریں، اِسکو "قِران" کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں حج سے

۱۰؎ جو حضرات حج سے پہلے جدّہ سے سیدھے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ یہاں احرام نہ باندھیں ان کو مدینۂ طیبہ سے روانگی کے وقت احرام باندھنا چاہیے۔ ۱۱؎ جو صاحب کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کریں ان کو افراد ہی کرنا چاہیے!۔۱۱

فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن کا نباہنا اکثر لوگوں کے لیے مشکل ہوتا ہے اور بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام اور ایسی باتیں کر بیٹھتے ہیں جن کی احرام کی حالت میں ممانعت ہے، اس لیے آج کل عوام کو ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا ـــــ تیسری صورت یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور مکہ معظمہ پہونچ کے عمرہ کر کے احرام ختم کر دیا جائے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جائے، اسکو "تمتُّع" کہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے لیے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر ہوتی ہے اسلیے تفصیل سے اسی کا طریقہ لکھتا ہوں۔

حج تمتع کا طریقہ

بہر حال اگر آپ میرے مشورہ کے مطابق تمتع کا ارادہ کریں تو جب میقات قریب آئے تو جیسے کہ اوپر ابھی بتلایا پہلے غسل کریں اور اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو ہی کر لیں اور سلے کپڑے جسم سے اتار کر ایک لنگی پہن لیں اور ایک چادر اوپر اوڑھ لیں اور ان ہی دونوں کپڑوں میں دو رکعت نماز نفل پڑھیں، اس نماز میں سر چادر سے ڈھانک لینا چاہیے۔ پھر جیسے ہی سلام پھیریں سر سے چادر اتار دیں اور دل سے عمرہ کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے بھی کہیں کہ:-

"اے اللہ! میں صرف تیری رضا کے لیے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان فرما، اور صحیح طریقے پر ادا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل و کرم سے قبول فرما۔"

تلبیہ

پھر اس نیت کے ساتھ ہی کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ یہ تلبیہ پڑھیں:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔"

(میں حاضر ہوں خداوندا تیرے حضور میں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں، اور ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں)

اس کو تلبیہ کہتے ہیں' یہ حج و عمرہ کا خاص ذکر اور گویا حاجی کا خاص ترانہ ہے۔ اور در اصل یہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی پکار کا جواب ہے حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اللہ کے بندوں کو پکارا تھا، کہ آؤ اللہ کے در پہ حاضری دو ...... پس جو بندے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کے اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادہ سے جاتے ہیں وہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیمؑ کی اس پکار کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب تو نے اپنے مقبول بندے ابراہیمؑ سے ندا دلوا کے ہمیں بلایا تھا ہم حاضر ہیں' حاضر ہیں' تیرے حضور میں حاضر ہیں۔"

بہرحال تلبیہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرکے ہوئے براہ راست اسی سے خطاب کریں' اور شوق اور خشیت کے ساتھ بار بار کہیں:۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ○

تلبیہ پڑھ کر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ سے دعا کریں ــــــ اس موقع پر یہ دعا خاص طور پر مستحب ہے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ [۵۱]

اس کے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں، اب تلبیہ ہی آپ کے لیے گویا افضل ذکر ہے۔ جب کسی سے ملنا ہو، جب بلندی پر چڑھنا یا نشیب میں اترنا ہو تو ہر موقع پر اللہ کی عظمت اور خشیت و محبت کی کیفیت کے ساتھ یہی کلمہ پڑھیے ! :-

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ○

احرام کی پابندیاں

جب آپ نے احرام کی دو رکعتیں پڑھ کے عمرہ یا حج کی نیت کر لی اور تلبیہ کہہ لیا تو اب آپ "مُحرِم" ہو گئے، اور آپ پر احرام کی ساری پابندیاں عائد ہو گئیں، اب آپ سلا کپڑا نہیں پہن سکتے، سر اور چہرہ نہیں ڈھک سکتے، ایسا جوتا بھی نہیں پہن سکتے جو پاؤں کے پشت کی ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھک لینے والا ہو، حجامت نہیں بنوا سکتے بلکہ جسم کے کسی حصہ

---

[۵۱] ترجمہ :- "اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں، اور تیری ناراضی سے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں"۔۱۲

کا ایک بال بھی نہیں توڑ سکتے، ناخن نہیں تراش سکتے، خوشبو نہیں لگا سکتے، بیوی سے ہم بستر نہیں ہو سکتے، بلکہ ایسی کوئی بات بھی نہیں کر سکتے جو اس خواہش کو ابھارنے والی ہو اور جس سے نفس کو خاص لذت ملتی ہو، کسی جانور کا شکار نہیں کر سکتے، بلکہ اپنے جسم یا کپڑے کی جوں بھی نہیں مار سکتے۔[1]

حج اور عمرہ کے سلسلہ کا پہلا عمل یہی احرام ہے جو جدہ پہنچنے سے پہلے جہاز ہی پر باندھ لیا جاتا ہے اب مکہ معظمہ پہنچنے تک آپ کو کوئی خاص کام کرنا نہیں ہے بس احرام کی پابندیوں کو نباہیے اور شوق و محبت اور خوف و انابت کی کیفیت اپنے اندر بیدار کر کے تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیے۔ اس زمانہ میں جذب و عشق اور خوف و خشیت کی جس قدر کیفیت آپ کے اندر پیدا ہو جائے بس وہی اصل ابراہیمی میراث ہے اور وہی حج و عمرہ کی روح ہے۔

۱؎ عورتوں کے احرام کے بھی یہی احکام ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ سلے کپڑے پہن سکتی ہیں اور سر کھولنے کا حکم بھی ان کیلئے نہیں ہے البتہ چہرے پر کپڑا ڈالنے کی ان کیلئے بھی ممانعت ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ ان کا احرام بس یہی ہے کہ چہرے پر کپڑا نہ ڈالیں حتیٰ کہ جب کسی اجنبی آدمی اور نامحرم شخص کا سامنا ہو تب بھی کسی اور چیز سے آڑ کر لیں کپڑا منہ پر نہ ڈالیں۔ اس مقصد کے لیے بمبئی وغیرہ میں جو ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے وہ نہایت مہمل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کام کے لیے عورتیں اپنے ہاتھ میں پنکھا، یا اس قسم کی کوئی اور چیز رکھیں جس سے چہرہ الگ رہے

سے پنکھا رکھیں - ۱۲

معلّم کو پہلے سے سوچ رکھئے

جدہ اترتے ہی آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کا معلّم کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ جس معلّم کا نام بتلا دیں گے اسی کے وکیل کے سپرد آپ کو کر دیا جائے گا، لہذا پہلے ہی اسے سوچ سمجھ کے طے کر لیجئے کہ آپ کس کو اپنا معلّم بنانا چاہتے ہیں۔

حجاج کو عموماً اپنے معلّم کی شکایت کرتے ہی دیکھا گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ معلمین بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور حجاج کی رہنمائی اور راحت رسانی کا جو انتظام انھیں کرنا چاہیے اور جتنا وہ کر سکتے ہیں اکثر معلّم اتنا بھی نہیں کرتے لیکن اس عاجز کے نزدیک ان شکایتوں کی بڑی بنیاد خود حجاج کی یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ معلم سے ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئیں۔ بہت سی انتظامی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں بیچارے معلّم بھی بے بس اور دوسروں کے دست نگر ہوتے ہیں، پھر بھی اس میں شبہ نہیں کہ بعض معلم تجربہ میں دوسروں سے اچھے ثابت ہوتے ہیں لہذا سمجھدار اور تجربہ کار حجاج اگر کسی معلم کو اچھا بتلائیں اور مخلصانہ طور پر اس کے متعلق مشورہ دیں، تو آپ اسکو اپنا معلم بنالیں، بعض لوگ معلموں کی باقاعدہ ایجنٹی بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

جدّہ

جدہ کے ساحل پر اتر کر آپ کو خوشی ہوگی اور ضرور خوشی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حجاز کی اس زمین پر قدم رکھنا آپ کو نصیب فرمایا جس کی محبت ہر مومن کے دل میں تمام

ملکوں سے زیادہ ہو۔ جدہ گویا حجاز کا سب سے بڑا بحری اسٹیشن ہے اور مکہ معظمہ کا تو گویا دروازہ ہو۔ آپ کا پاسپورٹ آپ سے یہاں لے لیا جائے گا اور پھر آپ کو واپس نہیں دیا جائے گا بلکہ اندراج وغیرہ کی کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے معلم کے پاس پہونچ جائے گا۔

جدہ میں آپ کے معلم کا وکیل مکہ معظمہ جانے کے لیے آپ کے واسطے سواری کا انتظام کرے گا۔ اس میں کبھی کبھی ایک دو دن کی دیر بھی لگ جاتی ہے

جدّہ سے مکہ معظمہ

آپ کی طبیعت چونکہ مکہ معظمہ پہونچنے کے لیے بیتاب ہوگی اس لیے جدہ کا یہ تھوڑا سا قیام بھی آپ پر بہت گراں گزرے گا۔ بہرحال دیر سویر انتظام ہو ہی جائے گا اور آپ موٹر کار یا لاری سے مکہ معظمہ روانہ ہو جائیں گے۔ جدّہ سے مکہ معظمہ کا راستہ صرف دو ڈھائی گھنٹہ کا ہے، سڑک بہت اچھی ہے۔ ڈرائیور بھی عموماً تیز چلانے کے عادی ہیں۔

حدِّ حرم

مکہ معظمہ جب قریباً دس میل رہ جاتا ہے تو شمیسیہ وہ مقام آتا ہو جہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہو۔ جہاں سنہ ۶ھ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عمرہ کرنے سے کفار مکہ نے روک دیا تھا اور پھر صلح کر کے بغیر عمرہ کیے آپ مدینہ واپس ہو گئے تھے۔ یہیں حدیبیہ کا وہ میدان ہو جس کے ایک درخت کے نیچے آنحضرت (صلی اللہ علیہ

وسلم، نے صحابۂ کرام سے موت پر بیعت لی تھی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ بہر حال یہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے یہاں سڑک کے قریب ہی بطور نشانی کے ایک مینارہ بھی بنا ہوا ہے اور ایک لکھی ہوئی تختی بھی لگی ہوئی ہے۔ جب یہ مقام آئے تو شوق و محبت اور خوف و ادب کی کیفیت کو پوری طرح اپنے پر طاری کیا جائے اور اللہ سے دعا کی جائے، کہ:۔ "اے اللہ یہ تیرا اور تیرے رسول کا حرم ہے اس میں جانوروں کو بھی امن ہے، تو اس کی برکت اور حرمت سے میرے گوشت پوست اور سارے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دے اور قیامت کے عذاب سے مجھے امن نصیب فرما۔"

اور اگر معنی مطلب کے ساتھ آپ کو یاد ہو تو اچھا ہے کہ پھر یہ دعا ان عربی الفاظ میں کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ؕ

مکۂ معظمہ میں داخلہ

تھوڑی دیر کے بعد آپ کو مکۂ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں گی، اس وقت پھر اپنے اندر خشیت و ادب کی کیفیت پوری طرح پیدا کر کے اللہ سے دعا کیجئے:۔

"اے اللہ! مجھے اپنے اس پاک اور مبارک شہر میں سکون و اطمینان سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق اور آداب ادا کرنے کی توفیق دے اور حلال رزق عطا فرما۔"

پھر جب آپ کی موٹر اللہ کے مقدس شہر میں داخل ہونے لگے تو پھر دل حاضر کرکے دعا کیجئے:

"اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرا فرض ادا کرنے اور تیری رضا اور رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں، تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور قیامت کے دن کی معافی اور بخشش میرے لیے مقدر فرمادے اور میرا حج صحیح طور سے ادا کرادے۔"

مسجد حرام کی حاضری اور طواف

موٹر آپ کو معلم کے مکان پر پہونچادے گی، بہتر یہ ہو کہ آپ سامان اتار کے، اور اگر وضو نہ ہو تو وضو کرکے اسی وقت مسجد حرام جائیں۔ مسجد حرام کے بہت سے دروازے ہیں "باب السّلام" سے داخل ہونا بہتر ہے۔ داخلہ کے وقت "بسم اللہ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولِ اللہ" کہہ کے داہنا پاؤں اندر رکھیے اور یہ دعا پڑھیے:۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔"

پھر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو "اللہ اکبر لا الٰہ اِلّا اللہ واللہ اکبر" کہہ کے اور ہاتھ اُٹھا کے خوب دل سے دعا مانگیے:۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَكْرِیْمًا وَّمَھَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّتَكْرِیْمًا وَّبِرًّا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(ترجمہ) اے اللہ اپنے اس مقدس گھر کی عزت، عظمت، شرافت و ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنے والوں میں جو اس کی تعظیم و تکریم کریں ان کو بھی شرافت و عظمت اور نیکی عطا فرما۔ اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، تو ہم پر سلامتی بھیج۔ میں اس مقدس گھر کے رب سے پناہ مانگتا ہوں، قرضہ سے اور محتاجی سے اور سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔"

اس کے بعد سیدھے حجر اسود کی طرف آیئے[1]۔ اور چونکہ آپ کو اس طواف کے بعد عمرہ کی سعی بھی کرنی ہوگی اسلیے اضطباع کر لیجئے یعنی احرام کی اوڑھنے کی چادر داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لیجئے اور پھر حجر اسود کے مقابل اس طرح کھڑے ہو کے طواف کی نیت کیجئے کہ آپ کا داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کی سیدھ پر ہو، اور پورا حجر اسود آپکے داہنی طرف ہو۔ پھر نیت کرنے کے بعد ذرا داہنی جانب ہٹ کر حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہیئے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد"

پھر اگر موقع ہو تو آگے بڑھ کر ادب سے حجر اسود کو بوسہ دیجئے اور اگر اژدحام ایسا ہو

---

[1] مسجد حرام میں داخل ہو کے پہلے تحیۃ المسجد نہ پڑھنی چاہیے۔ بلکہ طواف کرنا چاہیے، یہاں کا تحیہ طواف ہی ہے۔

کہ اس کو بوسہ دینا۔ یا صرف اپنا ہاتھ بھی اس تک پہونچانا آسان نہ ہو تو پھر اپنی ہی جگہ پر کھڑے کھڑے، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف کر دیجئے اور یہ خیال کیجئے کہ گویا آپنے اپنی ہتھیلیاں حجرِ اسود پر رکھ دیں، اور اس وقت یہ دعا پڑھیے:۔

"بسم اللہ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ و للہ الحمد"

پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لیجئے، اور طواف شروع کر دیجئے۔

ایک طواف میں خانۂ کعبہ کے سات چکر لگائے جاتے ہیں یعنی سات چکروں کا ایک طواف ہوتا ہے پہلے تین چکروں میں رمل[۱] کیجئے، یعنی ذرا مونڈھے ہلا کے اور اکڑ کے قریب قریب قدم ڈالیے اور پہلوانوں کی طرح کسی قدر تیز چلیے، باقی چار چکروں میں اپنی معمولی رفتار سے چلیئے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ تلبیہ جو احرام کے وقت سے شروع ہوا تھا وہ عمرہ کا طواف شروع کرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس طواف میں اور اس کے بعد آپ تلبیہ نہیں پڑھیں گے۔

طواف کی دُعائیں

معلم لوگ طواف میں حاجیوں سے بعض خاص دعائیں پڑھواتے ہیں جو عام طور سے بیچارے حاجیوں کو یاد نہیں ہوتیں اور نہ وہ بیچارے ان کے کسی لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں یہ نہایت مہمل اور غلط طریقہ ہے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ طواف کے لیے کوئی

۱؎ رمل اور اضطباع صرف اس طواف میں کیا جاتا ہے جس کے بعد سعی کرنی ہوتی ہے اور صرف مرد کرتے ہیں، عورتوں کو نہ رمل کا حکم ہے نہ اضطباع کا۔۱۲

خاص دعا ہرگز ضروری نہیں ہو۔ اگر کوئی بھی دعا یاد نہ ہو تو صرف

"سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر"

پڑھنا ہے[۱]۔ تاہم عوام کے لیے سب سے بہتر یہ ہو کہ قرآن و حدیث کی دو تین چھوٹی دعائیں معنی مطلب کے ساتھ یاد کرلیں اور وہی طواف میں پڑھتے رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت جامع اور مختصر مندرجہ ذیل تین دعائیں طواف میں پڑھنی ثابت ہیں۔ ان میں سے پہلی دُعا قرآن مجید کی ہے۔ یہ دُعائیں بڑی آسانی سے ہر شخص کو منٹوں میں یاد ہوسکتی ہیں، اگر پہلے سے آپ کو یاد نہ ہوں تو کم از کم ان کو ضرور یاد کرلیں۔

(۱)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ترجمہ) اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا۔

(۲)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں گناہوں کی معافی اور دنیا اور آخرت میں عافیت کا

---

[۱] اگر کوئی طواف میں خاموش بھی رہے تب بھی طواف ہو جاتا ہو۔ ۱۲

(۳)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَاقَۃِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

(ترجمہ) اے اللہ میں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

عام حاجی اگر صرف یہی دعائیں یاد کرلیں اور پورے طواف میں بس یہی پڑھتے رہیں تو بالکل کافی ہے اور معلموں کی اُن لمبی لمبی دعاؤں سے جن کو اکثر حاجی بالکل نہیں سمجھتے، بلکہ صحیح طور پر پڑھ بھی نہیں سکتے۔ ان چھوٹی چھوٹی تین دعاؤں کو سمجھ کر اور صحیح طور سے پڑھنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

ان کے علاوہ بھی جو بھی دعائیں یاد ہوں طواف میں پڑھی جاسکتی ہیں، دُعا کا عام اصول یہ ہے کہ جس دعا میں زیادہ جی لگے اور دل میں حضور اور خشوع کی کیفیت پیدا ہو وہی دعا سب سے بہتر ہے۔ یہاں قرآن و حدیث کی بہت مختصر مختصر دس دعائیں اور لکھتا ہوں، یہ سب بھی بڑی آسانی سے یاد ہوسکتی ہیں، پھر ان میں سے جو زیادہ دل کو لگے اسی کو زیادہ پڑھیے:۔

(۱)

"لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

(ترجمہ) اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے میں

ظالموں خطا کاروں میں ہوں۔

(۲)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

(ترجمہ) اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہیں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

(۳)

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ"

(ترجمہ) پروردگار! بخش دے اور رحم فرما، تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

(۴)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ"

(ترجمہ) اے مالک! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجئے جس دن کہ حساب کتاب ہو۔

(۵)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے موت کے وقت راحت کا اور حساب کے وقت معافی کا سوال کرتا ہوں،

(۶)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارَ"

(ترجمہ) اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں، اور تیری ناراضی سے اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۷)

"اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَكَ"

(ترجمہ) اے اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے اور اپنے عذاب سے بچا دے۔

(۸)

"یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

(ترجمہ) اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور سب کے تھامنے والے بس تیری رحمت ہی سے فریاد ہے۔

(۹)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقوے کا، اور شرم و عار کی باتوں سے بچے رہنے کا، اور محتاج نہ ہونے کا۔

(۱۰)

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ ۝"

(ترجمہ) اے اللہ ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

اور رزق کی راہیں ہمارے لیے آسان کردے۔

یہ سب چھوٹی چھوٹی دعائیں بھی بڑی آسانی سے یاد کی جا سکتی ہیں، اور طواف میں پڑھی جا سکتی ہیں[1]۔

مناسک کی کتابوں میں طواف کے لیے جو خاص خاص دعائیں لکھی گئی ہیں اگر آپ ان ہی کو پڑھنا چاہیں، اور ان ہی میں آپ کا زیادہ جی لگے تو پھر آپ ان ہی کو پڑھیں اس لیے ذیل میں ترتیب وار وہ بھی یہاں لکھے دیتا ہوں۔

حجر اسود کا استلام کرکے (یعنی حجر اسود کو بوسہ دے کے، یا بجائے اسکے اپنا ہاتھ اُس تک پہونچا کے اور اسکو چوم کے، یا اپنی ہتھیلیاں دور ہی سے اس کی طرف کرکے اور ان کو چوم کے جب آپ طواف شروع کریں، اور بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلیں تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھیں:۔

---

[1] اس عاجز نے قرآن و حدیث سے منتخب کرکے ایسی ایسی چالیس مختصر اور جامع دعائیں اپنی کتاب "اسلام کیا ہے؟" کے آخر میں لکھ دی ہیں جن حضرات کو اور دعائیں یاد کرنے کا شوق ہو وہ وہاں دیکھ کر یاد کرلیں، اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہو کہ طواف کرتے ہوئے کتاب میں دیکھ دیکھ کر دعائیں پڑھی جائیں۔

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ

وَاِتِّبَاعًا بِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(ترجمہ) اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے

یہ دعا ملتزم کے سامنے چند قدم میں ختم ہو جائے گی ، اور اتنی ہی دیر میں آپ بیت اللہ کے دروازے کے سامنے پہونچ جائیں گے ۔ اس وقت آپ عرض کریں ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

(ترجمہ) اے اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے ۔ اور یہ حرم تیرا حرم ہے ، اور امن تیرا ہی دیا ہوا امن ہے ، اور دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی یہ جگہ ہے ، بس تو اپنے کرم سے مجھے بھی دوزخ کے عذاب سے بچا دے ۔

اتنے میں آپ مقام ابراہیم کے سامنے پہونچ جائیں گے ۔ اس وقت آپ عرض کریں ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ الْعَائِذِ اللَّائِذِ بِکَ

مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ۔

الٰہی یہ تیرے خلیل ابراہیم کا مقام ہے جنھوں نے تیری ہی پناہ چاہی تھی اور تیرا ہی سہارا پکڑا تھا جب کہ انھیں آگ میں ڈالا گیا تھا، پس تو ان کی نسبت اور اپنے کرم سے ہمارے گوشت پوست کو آگ پر حرام کردے۔

اتنے میں آپ "رکن عراقی" (بیت اللہ کے شمال مشرقی گوشہ) کے قریب پہونچ جائیں گے اس وقت آپ عرض کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ؕ

اے اللہ! شک اور شرک سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اختلاف و نفاق اور بُرے اخلاق سے بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ اپنے اہل و عیال اور اولاد و اموال میں میری واپسی کسی بُری حالت میں ہو۔

اب آپ "میزاب رحمت" کے سامنے آجائیں گے۔ وہاں پہونچ کر آپ عرض کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَّا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَّا

يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ ، اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّكَ وَلَابَاقِيَ اِلَّاوَجْهُكَ وَاَسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا"

الٰہی میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جسے کبھی زوال نہ ہو، اور ایسا یقین جو کبھی ختم نہ ہو، اور جنۃ الخلد میں تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ! قیامت کے جس دن میں تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اور تیری ذات پاک کے سوا جب کوئی باقی نہ ہوگا، تو اس دن مجھے اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیے اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے مجھے ایسا پلائیے کہ اس کے بعد کبھی مجھے پیاس نہ ہو۔

پھر رکن شامی (یعنی بیت اللہ کے شمالی مغربی گوشہ) کے سامنے جب آپ پہنچیں تو دعا کریں۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ ."

اے اللہ! میرا حج حج مبرور ہو، میری محنت قبول ہو، اور میرے گناہ معاف ہوں اور میری یہ تجارت ایسی تجارت ہو جس میں

کوئی نقصان نہ ہو، اے عزیز اے غفور۔

پھر "رکن یمانی" (بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ) پر جب آپ پہونچیں تو اس پر اپنے دونوں ہاتھ پھیریں اور اگر دونوں ہاتھ لگانا مشکل ہو تو صرف داہنا ہاتھ ہی پھیریں اور خوب دل سے اس وقت دُعا کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اے اللہ میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔

پھر رکن یمانی سے "حجر اسود" کی طرف چلتے ہوئے عرض کریں:۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے پروردگار! ہم کو دُنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی، اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا!۔

پھر جب آپ حجر اسود کے سامنے پہونچیں تو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق پھر اس کا استلام کریں یعنی اگر کسی کو تکلیف دیئے بغیر اور خود زیادہ تکلیف اٹھائے بغیر اسکو چوم سکیں تو بڑے ادب اور محبت سے چومیں، اور اگر اپنے ہاتھ ہی اس تک پہونچا سکیں تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس کو لگا کر چوم لیں۔ اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو جیسے پہلے تبلایا جاچکا ہے دور ہی سے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کے اور اپنی ہتھیلیاں اس کی طرف کر کے (اس طرح کہ اس وقت اپنے ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کے سامنے ہو) بس اپنے ہاتھ ہی چوم لیں۔

یہ بات خیال میں رکھنے کی ہے کہ طواف میں کانوں تک ہاتھ صرف شروع میں اُٹھائے جاتے ہیں اس لیے اب نہ اُٹھائیں۔ بعض لوگ ناواقفی کی وجہ سے ہر دفعہ اسی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

طواف میں حجر اسود سے چل کر جب آپ حجر اسود تک پہونچے تو یہ طواف کا ایک چکّر ہوا (جس کو شوط کہتے ہیں) جب آپ ایسے سات شوط (چکّر) کرلیں گے تو آپ کا ایک طواف پورا ہوگا۔ اس حساب سے ایک طواف میں حجر اسود کا استلام آٹھ دفعہ ہوگا۔

رکعتینِ طواف

طواف سے فارغ ہو کر آپ مقام ابراہیمؑ کی طرف آئیے اور اس وقت آپ کی زبان پر یہ آیت ہو "وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" ——— اگر سہولت سے مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ مل جائے تو وہاں ورنہ آس پاس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں طواف کی دو رکعتیں پڑھیے۔ ہر طواف کے ختم ہونے پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کے لیے افضل جگہ مقام ابراہیم ہے۔ لیکن وہاں بڑی کشمکش رہتی ہے، اور بعض لوگ بڑی نادانی اور بے ادبی کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اس لیے اگر وہاں اطمینان سے پڑھنے کا موقع نہ ہو تو اس کے قریب کہیں پڑھ لیں، ورنہ حطیم میں جاکر یا مطاف میں کہیں پڑھ لیں۔

ان دو رکعتوں کے ختم پر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس موقع کے لیے بھی کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔ مناسک کی اکثر کتابوں میں اس

وقت کے لیے ایک دعا لکھی ہے جو حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف منسوب ہے، اس عاجز کے نزدیک یہ دُعا اپنے مضمون کے لحاظ سے بھی یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کو اگر اس کے الفاظ یاد کرنے مشکل ہوں تو مضمون ہی محفوظ کرلیں، اور پھر اپنی ہی زبان میں اللہ سے مانگیں۔ دُعا یہ ہے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَ رِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞

اے اللہ تو میری سب چھپی کھلی باتیں جانتا ہے اور میرے ظاہر باطن سے تو پوری طرح واقف ہے۔ لہذا میری معذرت کو قبول فرمالے اور میری سب حاجتوں، ورضرورتوں کا تجھے علم ہے، لہذا جو میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ مجھے عطا فرمائے اور میرا سوال پورا کردے۔ اور تجھے میرے دل کی باتوں اور نفس کے چھپے ارادوں کی بھی خبر ہے، لہذا تو میرے گناہ معاف کردے۔ اے اللہ! اے ارحم الراحمین میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے اور بس جائے، اور ایسا سچا یقین تجھ سے مانگتا ہوں جس کے بعد یہ حقیقت مجھ پر پوری

طرح کھل جائے کہ صرف وہی حالت مجھ پر آ سکتی ہو جو تو نے میرے لیے لکھ دی ہو اور میرا دل اس پر بالکل راضی اور مطمئن ہو جائے جو تو نے مقدّر کر دیا ہے۔

ملتزم پر دُعا

طواف کے بعد کے اس دوگانہ اور دعا سے فارغ ہو کر ملتزم پر آ جائیے، حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ شریف کی دیوار کا جو حصہ ہے، وہ ملتزم کہلاتا ہو یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینہ سے لپٹ جاتا ہے۔ اگر موقع ملے (اور انشاء اللہ آپ کو موقع ملے گا) تو اس سے لپٹ جائیے۔ اپنا سینہ اس سے لگا دیجئے اور کبھی داہنا اور کبھی بایاں رخسار اس پر رکھئے اور خوب رو رو کر دعا کیجئے، اور کچھ اٹھا نہ رکھیئے، جو بھی دل میں آئے مانگئے جس زبان میں جی چاہے مانگیئے۔ اور یہ سمجھ کر مانگیئے کہ ربِّ کریم کے آستانے پر پہونچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہو۔ اور وہ میری آہ وزاری سُن رہا ہے۔

اس موقع پر جہنم سے نجات اور جنت میں بے حساب داخلہ کی دعا ضرور کیجئے اور اس دعا کے لیے یہ مختصر الفاظ اگر یاد ہو جائیں تو یاد کر لیجئے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اے اس قدیمی گھر کے مالک ہماری گردنوں کو دوزخ کے عذاب سے آزاد کردے اور جنت میں بلا حساب کے محض اپنے کرم اور اپنی بخشش سے ہمیں داخل کردے۔

اور اگر آپ یاد کرسکیں تو اس موقع کیلئے یہ چند دعائیہ جملے اس عاجز کو بہت محبوب ہیں۔

اِلٰهِي عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝

اِرْحَمْنِي يَا مَوْلَائِيْ يَا مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْغَفَّارُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا الْغَفَّارُ ـ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ ۔

خداوندا! تیرا بندہ تیرے در پر حاضر ہے، تیرا فقیر تیرے در پر ہے، تیرا منگتا تیرے در پر ہے، تیرا مسکین تیرے دروازہ پر ہے، تیرا ذلیل بندہ تیرے دروازہ پر ہے، تیرا ذلیل بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا کمزور بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا مہمان تیرے دروازہ پر ہے، اے سب جہانوں کے پروردگار! رحم کر مجھ پر میرے مولا میرے آقا! تو بہت بخشنے والا ہے اور میں مجرم ہوں، اور بخشنے والا ہی مجرم پر رحم کرتا ہے۔ میرے مولا، میرے آقا، تو مالک ہے، اور میں تیرا

مملوک ہوں، اور مملوک پر اس کا مالک ہی رحم کرتا ہے۔

مَولَایَ مَولَایَ اَنتَ الرَّبُّ	میرے مولا میرے آقا، تو میرا
وَاَنَا العَبدُ وَهَل يَرحَمُ	رب ہو اور میں تیرا بندہ ہوں،
العَبدَ اِلَّا الرَّبُّ۔ مَولَایَ	اور بندہ پر اس کا رب ہی رحم
مَولَایَ اَنتَ الرَّازِقُ وَ	کرتا ہو — میرے مولا میرے
اَنَا المَرزُوقُ وَهَل يَرحَمُ	آقا! تو رازق ہو اور میں مرزوق
المَرزُوقَ اِلَّا الرَّازِقُ۔	ہوں اور مرزوق پر رازق ہی
ـــــ مَولَایَ مَولَایَ	رحم کرتا ہو، میرے مولا میرے
اَنتَ الكَرِيمُ وَاَنَا اللَّئِيمُ	آقا! تو کریم ہو اور میں لئیم ہوں
وَهَل يَرحَمُ اللَّئِيمَ اِلَّا	اور لئیم پر کریم ہی رحم کرتا ہو
الكَرِيمُ ـــــ مَولَایَ	— میرے مولا، میرے آقا!
مَولَایَ اَنتَ العَزِيزُ وَ	تو عزت وغلبہ والا ہو اور میں
اَنَا الذَّلِيلُ وَهَل يَرحَمُ	ذلیل اور پست ہوں، اور ذلیل
الذَّلِيلَ اِلَّا العَزِيزُ۔	پر عزت والا ہی رحم کرتا ہو۔
مَولَایَ مَولَایَ اَنتَ	میرے مولا، میرے آقا! تو
القَوِيُّ وَاَنَا الضَّعِيفُ وَ	قوت والا ہو اور میں کمزور
هَل يَرحَمُ الضَّعِيفَ اِلَّا القَوِيُّ۔	ہوں اور قوت والا ہی کمزو

مَوْلَايَ مَوْلَايَ أَنْتَ الْغَفُورُ
وَأَنَا الْمُذْنِبُ وَهَلْ يَرْحَمُ
الْمُذْنِبَ إِلَّا الْغَفُورُ ۝

پر رحم کرتا ہو۔ میرے مولا، میرے آقا! تو بخشنے والا ہو اور میں گناہگار ہوں، اور بخشنے والا ہی گناہگار پر رحم کرتا ہو۔

اللّٰهُمَّ إِنْ تَرْحَمْنِي فَأَنْتَ
أَهْلٌ وَإِنْ تُعَذِّبْنِي فَأَنَا
أَهْلٌ فَارْحَمْنِي يَا أَهْلَ
التَّقْوٰى وَيَا أَهْلَ الْمَغْفِرَةِ
وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝
وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِينَ ۝

خداوندا! اگر تو مجھ پر رحمت فرمائے تو یہ تیری شانِ کریمی کے لائق ہو اور اگر تو مجھے عذاب دے تو بلاشبہ میں اسی قابل ہوں، تو اے مولا میرے ساتھ تو اپنی شان کے مطابق معاملہ فرما اور مجھ پر رحم کر، اے تقویٰ کے قابل، اے مغفرت والے اے ارحم الراحمین، اے خیر الغافرین۔

اللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُونِي
أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

اے اللہ! تو نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہو مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا اور

تو وعدہ خلافی کرنیوالا نہیں۔

وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی	اور اے اللہ! صلوٰۃ وسلام نازل
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ	فرما اپنے بندہ اور رسول حضرت
وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، اور
وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ	ان کے آل و اصحابؓ اور ازواج
كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا	و ذریات پر، اور اُن کے سب
تُحِبُّهٗ وَتَرْضٰی ؕ	گھر والوں پر۔

یہ بات پھر سُن لیجئے اور یاد رکھیے کہ یہ دُعا، یا کوئی اور خاص دعا مقرر نہیں ہو، اصل بات وہی ہو کہ دل سے مانگیے، چاہے کسی زبان میں مانگیے، اپنے لیے مانگیے، اپنے والدین اور دوسرے اعزّہ اور دوستوں اور محسنوں کے لیے مانگیے، اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کے لیے مانگیے، اور دنیا و آخرت کی ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگیے!

اگر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گاہش بیاد ہرچہ مے خواہی تمنا کن

زمزم شریف پر

ملتزم پر دعا کر کے زمزم شریف پر آئیے اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب ڈٹ کر آبِ زمزم پیجئے، اور الحمدللہ کہہ کر یہ دُعا مانگیے!:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً

لِکُلِّ دَآءٍ۔

اے اللہ! مجھے علم نافع نصیب فرما اور وسعت اور فراخی کے ساتھ روزی عطا فرما، اور ہر بیماری سے شفا دے۔

یہ نہ بھولیے کہ آپ نے تمتع کا ارادہ کیا ہے اور اس لیے میقات پر آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے، اور یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں عمرہ ہی کے سلسلہ میں کر رہے ہیں۔ عمرہ میں احرام کے بعد تین ہی کام کرنے ہوتے ہیں۔ ایک طواف، دوسرے صفا مروہ کے درمیان سعی، اور اس کے ختم پر سر منڈانا یا کتروانا ــــــ طواف آپ کر چکے اب آپ کو سعی کرنا ہے جو مسجد حرام سے باہر صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے۔

صفا مروہ کے درمیان سعی

اب آپ پھر حجر اسود پر آئیے اور اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پھر اس کا استلام کیجیے اور صرف یہ استلام کر کے سعی کے لیے مسجد حرام کے دروازہ "باب الصفا" سے باہر نکلیے، نکلتے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھیے اور دعا کیجیے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ ۝"

صفا پہاڑی کی سیڑھیاں (جہاں سے سعی شروع کی جاتی ہے) باب الصفا سے بالکل قریب ہیں، دو منٹ کا راستہ بھی نہیں ہے، جب آپ صفا کے قریب

پہونچیں تو بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ زبان سے کہیں :۔

"اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہ"

پھر صفا کی سیڑھیوں پر چڑھ جائیے، زیادہ اوپر جانے کی ضرورت نہیں، بس پہلی یا دوسری سیڑھی پر بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو جائیے اس وقت بیت اللہ شریف آپ کی نظر کے سامنے ہوگا۔ اب آپ دونوں ہاتھ مونڈھوں تک، اس طرح اٹھا کے جس طرح دعا میں اُٹھائے جاتے ہیں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجئے، اور اس کی توحید بیان کیجئے ——— خاصکر کلمہ توحید (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اور تیسرا کلمہ کلمہ تمجید (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ) اس موقع پر پڑھیے! ———

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس مبارک اور مقدس مقام تک پہونچایا، پھر خوب اطمینان سے دعا کیجئے، اور یہاں بھی جو جی چاہے مانگیے، پھر نیچے اتر کر مروہ کی طرف چلئے، اگر آپ بالکل خاموش چلیں گے جب بھی سعی ادا ہو جائے گی، لیکن مخلصانہ مشورہ یہ ہو کہ اس وقت کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذاریے، اور دل و زبان کو برابر ذکر اللہ اور دعا میں مصروف رکھیے، اس وقت کے لیے بھی کوئی دعا حتمی طور پر مقرر نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مختصر دعا منقول ہے، آپ بھی اس کو یاد کر لیجئے اور سعی کے دوران میں اس کو خاص طور سے وردِ زبان رکھیے:-

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۞

اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور ہماری جو خطائیں تیرے علم میں ہیں ان سے درگزر فرما، تو بہت غالب اور بڑا طاقتور ہے اور بڑا کریم ہے۔

اور اس کے علاوہ بھی جس دعا میں جی لگے دل اور زبان کو اس میں مصروف رکھیے! صفا سے کچھ دور چل کر دائیں بائیں دو ہرے ستون نظر آئیں گے وہاں سے دوڑ کر چلئے، اس کے بعد پھر ایسے ہی دو ہرے ستون اور نظر آئیں گے وہاں پہونچکر دوڑنا ختم کر دیجئے اور مروہ تک اپنی چال سے چلئے۔ مروہ پر پہونچکر ایک دو سیڑھی چڑھ جائیے۔ اور قبلہ رو ہو کر یہاں بھی اسی طرح دعا کیجئے جس طرح صفا پر کی تھی ___ یہ سعی کا ایک پھیرا ہو گیا، پھر اسی طرح مروہ سے صفا تک سعی کیجئے یہ دوسرا پھیرا ہو گیا! اسی طریقہ پر سات پھیرے پورے کیجئے، ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا، ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہونچا ہو تو وہاں قبلہ رو کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے اور صفا مروہ ہی نہیں بلکہ ہر مقام پر اس یقین کے ساتھ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سننے والے قبول کرنے والے ہیں، ان کے خزانے میں سب کچھ ہے، وہ سب کریموں سے بڑے کریم ہیں۔ وہ مجھے اپنے کرم سے محروم نہیں رکھیں گے، اور میری دعا اپنے کرم سے ضرور قبول فرمائیں گے۔

سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھیے اور اس کے بعد سر کے بال منڈوائیے یا کتروائیے

سعی کے سات پھیرے کر کے آپ کی سعی بھی پوری ہوگئی، اب آپ مطاف میں اگر کسی بھی جگہ دو رکعت نماز پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اس کے بعد آپ سر کے بال منڈوا دیجئے یا کتروا دیجئے۔

لیجئے عمرہ پورا ہوگیا اور آپ کا احرام ختم ہوگیا، اب احرام کی کوئی پابندی نہیں رہی، نہائیے دھوئیے، سلے کپڑے پہنئے، خوشبو لگائیے، اب آپ کیلئے وہ سب چیزیں جائز ہوگئیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہوگئی تھیں۔

حج سے پہلے مکہ معظمہ کے زمانہ قیام کے مشاغل

اب انشاء اللہ حج کا احرام آپ آٹھویں ذی الحجہ کو باندھیں گے، اسوقت تک آپ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے رہیں گے اس مدت میں ہر منٹ اور ہر سکنڈ کو غنیمت سمجھیے، فضول اور لایعنی مشاغل میں اپنے وقت کا کوئی حصہ نہ گذاریئے۔

مکہ معظمہ کے اس زمانۂ قیام میں جہاں تک ہو سکے مسجد حرام ہی میں وقت زیادہ گذاریئے، نہ معلوم پھر کبھی عمر بھر یہ سعادت میسر ہوئے نہ آئے، کثرت سے طواف کیجئے، خوب نفل نمازیں پڑھیے، ذکر و تلاوت کے لیے بھی اس سے بہتر کون جگہ ہو سکتی ہے، اور اگر کسی وقت وہاں بیٹھنا بھی ہو تو محبت اور عظمت کے ساتھ بیت اللہ شریف کو بار بار دیکھیے، رب العالمین کی یہ وہ تجلّی گاہ ہے جس کی

طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔ اس کی عظمت اور رفعت کا اندازہ بس اسی سے کیجئے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا طواف کرتے تھے اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا آپ کو حکم تھا، اور اب قیامت تک کے لیے وہی اور صرف وہی خدا پرستوں کے لیے واحد قبلہ ہے۔

نیز اس زمانے میں بھی تبلیغ وتعلیم کے کام میں برابر حصہ لیتے رہیے دین کی تبلیغ وتعلیم کا سلسلہ اسی مسجد حرام سے اور اسی مقدس شہر سے شروع ہوا تھا، اگر آپ کی کوشش اور تعاون سے یہاں پھر وہی تبلیغی اور تعلیمی فضا قائم ہو جائے تو یقیناً آپ کا یہ عمل اللہ کے نزدیک بہت محبوب اور بڑا وزنی ہوگا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام، اور منیٰ روانگی

حج کا احرام آپ اگرچہ آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں، لیکن سہولت آپکے لیے اسی میں ہے کہ آٹھویں ہی کی صبح کو باندھیں، جہاز میں احرام باندھنے سے پہلے آپنے جس طرح غسل کیا تھا اسی طرح اب بھی پہلے غسل کیجئے اور کسی وجہ سے غسل نہ ہو سکے تو صرف وضو ہی کر کے ایک لنگی باندھ لیجئے اور ایک چادر اوڑھ لیجئے، اس کے بعد مسجد حرام ہی میں پہلے دوگانۂ احرام پڑھئے (اور جیسا کہ پہلے بتلایا جا چکا ہے، یہ دوگانہ سر ڈھک کر پڑھنا چاہیے) پھر سلام پھیرتے ہی

سر کھول کے حج کی نیت کرتے ہوئے تین دفعہ تلبیہ پڑھیے:۔

"لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔"

تلبیہ پڑھتے وقت یہ خیال کیجیے کہ میرے مالک اور پروردگار نے اب سے ہزاروں برس پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کا جو بلاوا دلوایا تھا اور اپنے گھر کی حاضری کے لیے بلوایا تھا، میں یہ اس کا جواب عرض کر رہا ہوں، اور اپنے مالک ہی سے عرض کر رہا ہوں اور وہ سُن رہا ہے، اور میرے اس حال کو دیکھ رہا ہے۔

تلبیہ کے بعد جو بھی چاہے دُعا کیجیے لیکن اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دُعا کرنی چاہیے کہ:۔

"اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لیے اپنا ملک اور گھربار چھوڑ کے تیرے در پہ حاضر ہوا ہوں، اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے، تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پہ میرا حج ادا کرا دے، اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے مجھے سرفراز فرما، میں تجھ سے بس تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اور دوزخ سے اور تیری ناراضی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی

اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔"

بس نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کے آپ محرم ہو گئے اور احرام کی وہ ساری پابندیاں آپ پر پھر عائد ہو گئیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب آپ دسویں تاریخ کو قربانی کر کے جب سر منڈوا دیں گے یا بال ترشوائیں گے تب آپ کا احرام ختم ہوگا۔ اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق و شوق اور اللہ کی عظمت و محبت کے استحضار کے ساتھ تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیے۔ عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوا تھا اور اب حج کے اس احرام کے بعد دسویں تاریخ کو جب آپ جمرۃ العقبیٰ کی رمی کریں گے تو اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوگا۔

دیکھا آج آٹھویں تاریخ کو آپ نے حج کا احرام باندھ لیا۔ اب آج ہی آپ کو منیٰ جانا ہے۔ منیٰ مکہ معظمہ سے قریباً تین ساڑھے تین میل ہے۔ پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے، اگر ہمت کر سکیں تو بہتر یہی ہے کہ پیدل ہی جائیں، اور چونکہ اب مکہ معظمہ آپ کی مستقل واپسی بارھویں یا تیرھویں ذی الحجہ کو ہوگی اس لیے ۴، ۵ دن گذارنے کا ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لے لیجئے، منیٰ میں اچھا خاصا بازار ہوتا ہے، کھانے پینے کی وہ سب چیزیں وہاں مل جاتی ہیں جو مکہ معظمہ کے بازاروں میں ملتی ہیں اس لیے ایسی چیزیں باندھ کر لے جانے کی ضرورت نہیں۔

ایک کارآمد نکتہ

منیٰ جاتے وقت، اور اسی طرح منیٰ سے عرفات، وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے

منیٰ روانہ ہوتے وقت آپ یہ خیال کریں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں بلا رہا ہو' اور بس یہ خیال کرکے وہاں کو روانہ ہوا کریں، اگر یہ بات آپ کو نصیب ہو گئی تو انشاء اللہ اس چلت پھرت اور دوڑ بھاگ میں آپ بڑی لذت پائیں گے۔

منیٰ کے لیے سویرے ہی چل دیجئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے آپ وہاں پہونچ جائیں اور اگر چاہیں تو مسجد خیف میں اچھی جگہ پاسکیں ——— ہاں غفلت نہ ہو راستہ میں شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے چلئے!۔

۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں آپکے مشاغل

آج منیٰ میں کوئی خاص کام آپ کو نہیں کرنا ہو بلکہ آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) یہاں گذارنا ہی بس ایک عمل ہو۔ نمازوں کے وقت پر نمازیں پڑھئے، ذکر و تلاوت کیجئے، دعائیں کیجئے اور دوسروں کو ان اعمالِ خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرنے والے اللہ کے بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادتِ عظمیٰ میں بھی ضرور حصہ لیجئے، اور اس وقت کو یاد کیجئے جب منیٰ کے اسی میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھیرا کرتے تھے اور اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف ان کو بلایا کرتے تھے۔

نویں کی صبح کو عرفات روانگی

نویں ذی الحجہ کی صبح کو سورج نکلنے کے بعد یہاں سے عرفات چلنا ہوگا

عرفات منیٰ سے قریباً چھ میل ہے، اللہ کے بہت سے بندے یہ راستہ بھی پیدل طے کرتے ہیں، بلکہ اس کا حق تو یہ ہو کہ سر کے بل طے کیا جائے، لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ آپ پیدل گئے تو اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جو نشاط اور خوشدلی ہونی چاہیے خدانخواستہ وہ حاصل نہ ہو سکے گی تو پھر آپ کے لیے بہتر یہ ہے کہ آپ سواری سے چلے جائیں، موٹر والے صرف روپیہ دو روپیہ کرایہ لیں گے اور آپ چند منٹ میں عرفات پہونچ جائیں گے۔

دیکھیے اس وقت بھی تلبیہ سے غفلت نہ ہو، راستہ میں پکارتے چلیے۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

عرفات کا پروگرام

عرفات پہونچ کر اگر آپ اپنے لیے ضروری سمجھیں تو کچھ حرج نہیں ہو کہ زوال سے پہلے کچھ دیر آرام بھی کر لیں، پھر جب زوال کا وقت قریب آئے اور آپ کو غسل کے لیے پانی مل سکے (اور اب بآسانی مل جاتا ہو) تو بہتر یہ ہو کہ غسل کر لیں، لیکن اس غسل میں جسم سے میل اتارنے کی کوشش نہ کریں، بس سارے جسم پر پانی بہا لیں زوال ہوتے ہی مسجد نمرہ میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ جماعت سے ہوگی، اگر وہاں پہونچ سکیں تو پھر امام کے ساتھ آپ بھی دونوں نمازیں ساتھ پڑھیں، لیکن اگر کسی وجہ سے اس نماز میں شرکت نہ ہو سکے تو پھر ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی عصر کے

وقت پڑھیں۔

عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہیں، خدا کے لیے ان کا ایک لمحہ غفلت میں ضائع نہ کیجئے، یہاں کا خاص الخاص وظیفہ دعا و استغفار ہے لیکن ہم جیسے عوام کے لیے دیر تک دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ صرف دعا میں مشغول رہنا اور اس میں توجہ الی اللہ کا قائم رہنا مشکل ہو اس لیے اپنے ذوق کے مطابق ذکر و تسبیح تکبیر و تہلیل اور تلاوت کا بھی شغل رکھئے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفہ سے تلبیہ بھی کہتے رہیئے اور جب دعا کرنی ہو تو اپنی بے بسی و حاجت مندی اور اللہ تعالےٰ کی بے انتہا قدرت اور شانِ کن فیکون کا استحضار کرکے اور زیادہ سے زیادہ الحاح اور زاری کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرکے اور عرفات میں حاضر ہونے والوں کے لیے مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کے جو الٰہی وعدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہونچے ہیں ان کو دل میں حاضر کرکے اور ان کی سچائی کا کامل یقین اپنے دل میں پیدا کرکے پہلے اللہ سے گناہوں کی معافی اور ہر طرح کے اور ہر منزل کے مواخذہ اور عذاب سے نجات مانگئے اور ہمت پڑ سکے تو مغفرت بے حساب کا سوال کیجئے، اپنی سیاہ کاریوں اور تباہ کاریوں کو یاد کرکے روئیے، خوب پھوٹ پھوٹ کے رو دیجئے، اور آج رونے اور مانگنے میں کوئی کمی نہ کیجئے دُنیا اور آخرت کی اپنی سب ضرورتیں مانگیے۔ اللہ و رسول کے بعد اس دنیا میں آپکے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں ان کے لیے بھی خوب دعائیں کیجئے۔

ان کے علاوہ اپنے اور محسنوں، محبّوں، مخلصوں اور اعزہ و متعلقین کے لیے مانگیے سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لیے مانگیے ——— اور اس سب کے علاوہ دین کی پھر سے سرسبزی اور سربلندی اور اس کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی اور سب مسلمانوں کی گہری اور دائمی وابستگی خوب الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگیے، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھر کی ان محنتوں کو نہ بھولئے جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں۔ ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا ہر دینی عمل اس محنت اور کاوش ہی کا پھل ہے، اسلئے آپ کے لیے اور آپ کے آل اور اصحابؓ اور ہر زمانہ کے دین کے خادموں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے رحمت اور رفع درجات کی دُعا کیجیے، بہتر ہے کہ یہی آپ کی دعا کا خاتمہ ہو۔

عرفات میں اپنا ایک مشاہدہ

گذشتہ سال (۱۳۶۲ھ) میں جب یہ سیاہ کار وہاں حاضر ہوا تو عرفات کے اسی میدان میں ایک شخص کو دیکھا کہ ظہر کے بعد سے وہ ایک جھاڑی کی آڑ لے کر اور اپنے رفیقوں سے بھی الگ ہو کر ریت کے ایک ٹیلے پر پڑ گیا، ماثورہ دعاؤں کی کوئی کتاب بھی اس کے ساتھ تھی، (مُلّا علی قاری کی "الحزب الاعظم" ہو گی یا مولانا تھانویؒ کی "مناجات مقبول")، کبھی بلبلا بلبلا کر اس کتاب سے دعائیں پڑھتا تھا، کبھی کتاب ہاتھ سے رکھ کر اپنی زبان میں اپنی دُنیوی اور اُخروی حاجتیں

اپنے رب کریم سے مانگنے لگتا تھا، کبھی سجدہ میں گر کے آہ و زاری کرتا تھا، غالباً کئی گھنٹے اس کا یہی حال اور یہی شغل رہا۔ اُس کا تڑپنا بلبلانا اور بے تحاشا آنسوؤں کے بہنے سے اس کی ڈاڑھی اور احرام کی چادر تک کا تر بہ تر ہو جانا اور الحاح و ابتہال کی ایک عجیب شان کے ساتھ اپنے کریم رب سے اس کا مانگنا دیکھ کر یقین سا ہوتا تھا کہ جس رب کی صفت رحمان اور رحیم ہو اور جو اپنی ذات سے جواد، وہاب اور کریم ہو، وہ اپنے در کے اس منگتا کو محروم واپس نہ کرے گا۔

بہرحال عرفات کے میدان میں آج کے دن جس کو الحاح و ابتہال کی کیفیت میسر آجائے یا اس قسم کی کسی کیفیت کے پیدا نہ ہونے سے دل ہی ٹوٹ جائے انشاء اللہ اس کی کامیابی اور فائز المرامی یقینی ہے ــــــ یہاں بے اختیار یہ کہہ دینے کو جی چاہتا ہے کہ ان کیفیات کے حاصل ہونے کا عام ذریعہ اس دنیا میں ان کیفیات والوں کی محبت اور صحبت ہے۔ اس لیے بہتر ہو کہ حج کو جانے سے پہلے کسی صاحب دل کی خدمت و صحبت میں کچھ وقت گزار کے آپ جائیں؎

شو ہمدمِ پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بہ نشیں شاید کہ تو ہم سوزی

اور الحمد للہ کہ ابھی اللہ کی یہ دنیا اللہ کے ایسے بندوں سے بالکل خالی نہیں ہوئی ہے۔

جبلِ رحمت کے قریب دُعا

جب دھوپ ہلکی پڑ جائے تو لبّیک لبّیک پکارتے ہوئے "جبلِ رحمت" کی طرف جائیے (جبلِ رحمت عرفات ہی میں وہ جگہ ہے جہاں حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور خطبہ ارشاد فرمایا تھا) یہاں بھی خوب دل کھول کے اپنے رب سے دعائیں مانگیے۔

اپنی مغفرت کا یقین

عرفات میں جمع ہونے والوں، دعائیں مانگنے والوں اور مغفرت چاہنے والوں کے لیے اللہ پاک کے بڑے بڑے کریمانہ وعدے ہیں، دل میں انکا استحضار کر کے اور اُن کو یاد کر کے ان پر یقین کیجیے، اور اپنے نفس کی گندگی اور شرارت اور عمر بھر کے گناہوں کی کثرت کے ذاتی علم کے باوجود اللہ کی غفاری اور کریمی کے بھروسہ پر یقین کر لیجیے کہ اس نے آج آپ کے گناہوں کو معاف فرمادیا، اور آپ کے لیے مغفرت اور جنت کا فیصلہ کردیا ___ یہ یقین اپنے دل میں پیدا کر کے اس ربِّ کریم کا شکر ادا کیجیے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہلبیت اور اور رفقاء پر درود و سلام پڑھیے کہ انھیں کی رہنمائی اور سعی و کوشش نے آپ کو اللہ سے آشنا کیا، اور ملتِ ابراہیمی سے آپ کا رشتہ جوڑا۔

لیجیے "وقوفِ عرفات" جو حج کا رکنِ اعظم ہے (اور اگر خدا نخواستہ وہ فوت ہوجائے تو حج ہی فوت ہوجاتا ہے) الحمد للہ آپ کو نصیب ہوگیا۔

حج مبارک! آپ کے اخلاص و محبت سے امید کرنے کا اس عاجز کو حق ہو کہ اپنی دعاؤں میں اس نامۂ سیاہ کو بھی آپ یاد رکھیں گے تاہم مکرر گذارش ہو کہ ع

"وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے"

عام ناظرین سے اس عاجز کی التجا

حج کو جانے والے اللہ کے جن بندوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے بھی اس عاجز کی عاجزانہ التجا ہو کہ اس سیاہ کار کے لیے بھی موت کے وقت تک دین و ایمان پر ثابت قدم رہنے اور دین کی جدوجہد سے وابستہ رہنے کی اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کی دعا فرمائیں بڑا احسان ہوگا ـــــــ یہ حقیر فقیر آپ سب کی دعاؤں کا بڑا محتاج ہو۔ للّٰہ صدقہ خیرات سمجھ کر ہی اس کو بھی اپنی دعا و التجا کا کوئی حصہ عطا فرما دیں۔ کیا عجب کہ آپ ہی کی دعا سے اس سیاہ کار کا بیڑا پار لگ جائے۔

عرفات سے مزدلفہ

جب آفتاب غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اب میرا مولا مجھے مزدلفہ میں بلا رہا ہو اور آج کی رات مزدلفہ ہی اس کی خاص تجلی گاہ ہو تلبیہ پکارتے ہوئے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیے یہاں سے مزدلفہ تین میل کے قریب ہو ـــــــ مغرب بعد کے ٹھنڈے وقت

میں یہ تھوڑی سی مسافت پیدل بھی آسانی سے طے ہو سکتی ہے، لیکن اگر اس وقت آپ اپنے میں سستی اور تھکن محسوس کریں تو پھر بہتر یہ ہے کہ لاری یا موٹر سے چلے جائیں تاکہ وہاں پہونچ کر نشاط اور جمعیت خاطر کے ساتھ ذکر و عبادت اور دعا و استغفار میں مشغول رہ سکیں۔

آج کے دن مغرب کی نماز عشا کے وقت میں عشا کے ساتھ ملا کر یہیں مزدلفہ پہونچ کر پڑھی جاتی ہے

شب مزدلفہ کی فضیلت

مزدلفہ کی اسی رات کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ

جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

بتلایا گیا ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنے والے حجاج کے حق میں یہ رات شب قدر سے افضل اور زیادہ قابل قدر ہے

صحیح روایات میں یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں اُمت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا تھا، اور سوا ایک چیز کے اور تمام چیزوں کے متعلق قبولیت کی خوشخبری سنا کر آپ کو مطمئن کر دیا گیا تھا، لیکن مزدلفہ کی رات میں آپ نے اپنے رب سے پھر دعا کی اور

ابتہال کے ساتھ اس چیز کا پھر سوال کیا، تو یہاں اس کی بھی قبولیت کی خوشخبری آپ کو سنا دی گئی، اور آپ نہایت مسرور اور امت کے انجام سے مطمئن ہوئے، اور شیطان کو آپ نے دیکھا کہ آپ کی اس دُعا کی قبولیت پر سخت واویلا کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے

بہر حال اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھئے بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہونچ کر نیند سے مغلوب ہوکر پڑ جاتے ہیں۔ اور یہ رات سوتے ہی میں کٹ جاتی ہے اس لیے آپ اس کا پورا اہتمام کیجئے کہ رحمت و برکت والی یہ رات کہیں صرف نیند کی نذر ہو کے نہ رہ جائے۔۔۔ اگر جسم پر تھکن کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لیے مضطر ہو تو پھر یہ بہتر ہوگا کہ پہلے مغرب وعشا کی نماز پڑھ کے اور تھوڑی سی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل اور حمد و شکر کرکے اور اس کے حضور میں دُعا اور توبہ و استغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت کے لیے شروع وقت میں آپ سو جائیں اور پھر اُٹھ کر تہجد پڑھیں اور پھر فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور پورے الحاح و ابتہال کے ساتھ یہاں بھی عرفات ہی کی طرح دُعا و استغفار کریں اور رب کریم سے خوب مانگیں، سر ہو کے اور رو رو کے مانگیں ان مقامات پر جو بندہ جتنا سر ہو کے اور جتنا لیلیٹ ہوکر مانگے، اس پر اتنا ہی رب کریم کا پیار ہوگا۔۔۔۔ قربان جائیے اس کرم کے کہ ان کو مانگنا اور سر ہو کے مانگنا پسند ہے۔ اور جو ان سے جتنا مانگے اتنا ہی ان کو اس پر پیار آتا ہے۔ اِنَّہٗ

بَرٌّ جَوَادٌ کَرِیْمٌ۔

اور جیسا کہ دوسرے مقامات کے متعلق پہلے عرض کیا جا چکا ہے عرفات اور مزدلفہ کے لیے بھی کوئی مخصوص دعا تعلیم نہیں فرمائی گئی ہے۔ اس لیے دنیا اور آخرت کی اپنی ہر ضرورت مانگیے۔ اور ابھی ابھی عرفات کی دعا کے سلسلے میں جن چیزوں کی دعا کا مشورہ عرض کیا گیا ہے اس کو اس جگہ بھی پیش نظر رکھیے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک خاص دعا

جی چاہتا ہے کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا بھی لکھ دوں، یہ دعا اس لائق ہے کہ دل و دماغ میں اس کو اچھی طرح محفوظ کر لیا جائے اور ہر خاص مقام اور موقع پر اللہ سے یہ دعا مانگی جائے ــــــ اللہ اکبر! کیسی درد بھری دعا ہے اور اللہ کے حضور میں قلب کی شکستگی اور عبدیت کا کیسا مرقع ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى	اے میرے اللہ! تو میری بات سنتا ہے
مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ	اور میں جس جگہ اور جس حال میں ہوں
وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْئٌ مِنْ اَمْرِيْ	وہ تیری نظر میں ہے۔ اور میرا ظاہر و
وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ	باطن سب تیرے علم میں ہے اور میری
الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ	کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔
الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْاَلُكَ مَسْئَلَةَ	اور میں سختیوں اور دکھوں کا مارا ہوا
الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ	ہوں، تیرے در کا فقیر ہوں، تیرے

الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ
دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ
وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ
لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ
وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا
وَكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا، يَا خَيْرَ
الْمَسْئُوْلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ؕ

ہی پاس فریاد لے کر آیا ہوں اور تجھ
ہی سے پناہ کا طالب ہوں، تیرا خوف
اور ڈر مجھ پر چھایا ہوا ہے، میں اپنے
گناہوں کا اقراری ہوں، میں تجھ سے
بیکس اور بے وسیلہ مسکین کی طرح سوال
کرتا ہوں اور ایک ذلیل گناہگار بندہ کی
طرح تیرے حضور میں گڑگڑاتا ہوں،
اور خوف زدہ اور دکھ درد میں مبتلا
کسی بندہ کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں

اس بندہ کی سی دعا جس کی گردن تیرے سامنے خم ہو، اور جس کے آنسو تیرے حضور میں بہہ رہے ہوں، اور جس کا جسم جھکا ہوا اور جو تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہو، اور زمین پر سر رکھے پڑا ہو، اے میرے اللہ! میری دُعا کو رد کر کے مجھے شقی نہ بنا، اور مجھ پر مہربانی اور رحم فرما، اے سب سے اچھے سب سے بڑے داتا، اے خیر المسئولین۔

مختصر دُعاؤں میں یہ دو دعائیں خاص طور سے اس لائق ہیں کہ یاد کر لی جائیں اور ایسے موقعوں پر دل و زبان پر ان کو جاری رکھا جائے ـــــــ ایک :-

"یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ"

یہ مع ترجمہ کے پہلے بھی لکھی جا چکی ہے ——— اور دوسری:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ

اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ۔

اے میرے اللہ! تیری مغفرت میں میرے گناہوں سے بہت زیادہ

وسعت ہے! اور مجھے اپنے اعمال سے بہت زیادہ تیری رحمت سے آسرا ہے۔

الغرض مزدلفہ کی اس رات میں بھی عرفات کے دن ہی کی طرح دُعا و استغفار کا

اہتمام کیجئے، آجکل اکثر لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں اور بظاہر بڑے خسارہ میں رہتے ہیں۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

فجر کی نماز مزدلفہ میں اول وقت پڑھیئے اور اسکے بعد سورج نکلنے کے قریب

تک پھر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل اور حمد و ثنا اور دعا و استغفار میں مشغول

رہیے، اور جب سورج نکلنے کا وقت بالکل قریب آجائے تو وہاں سے منیٰ کو روانہ

ہو جائیے۔ منیٰ یہاں سے تین میل ہے، صبح کے ٹھنڈے وقت میں یہ راستہ آسانی سے

پیدل طے ہو سکتا ہے۔ روانگی کے وقت یہ تصور کیجئے کہ اب میرا مولیٰ مجھے منیٰ بلا رہا ہے

اور اس کا حکم ہے کہ میں وہاں پہونچ کر رمی اور قربانی کروں، بہر حال یہ تصور کر کے

اور شوق و محبت سے اور ہیبت و عظمت کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے تلبیہ

پڑھتے ہوئے اب یہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے اور اچھا ہو کہ رمی کے لیے کنکریاں

بھی یہاں سے ہی چُن لیجیے۔

راستہ میں "وادیٔ محسّر" ایک نشیبی جگہ آئے گی، یہ وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کا لشکر اللہ کے حکم سے ہلاک ہوا تھا، یہاں سر جھکائے اور خوف و دہشت کی حالت اپنے اوپر طاری کیے دوڑ کے نکل جائیے۔

منیٰ میں جمرات کی رمی

روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادے سے لیکر چلے اور منیٰ کی حدود میں پہنچے تو ایک جگہ شیطان سامنے آیا اور اس نے اس ارادہ سے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی، حضرت ابراہیمؑ نے اس مردود کے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا اور آپ آگے روانہ ہو گئے، کچھ دور چلے تھے کہ اللہ کا اور اللہ والوں کا وہ دشمن پھر سامنے آیا اور اس نے "ناصح مشفق" بن کر آپ کو حضرت اسمٰعیل کی قربانی سے روکنا چاہا، آپ نے پھر اس کو سات کنکریاں ماریں جس سے وہ دفع ہو گیا، آپ آگے چل دیے کچھ دور کے بعد تیسری دفعہ وہ پھر نمودار ہوا اور پھر اس نے ورغلایا، آپ نے پھر اس کو کنکریاں ماریں جس سے وہ پھر زمین میں دھنس گیا ـــــ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ عاشقانہ ادا ایسی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے اس کی نقل بھی حج کا جزو بنا دی گئی ہے ـــــ جن تین جگہوں پر شیطان پر حضرت ابراہیمؑ نے سنگباری کی تھی اُن جگہوں پر بطور نشان کے تین ستون بنے ہوئے ہیں اور حجاج اب ان

نشانوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ ان ہی نشانوں کو جمرات کہتے ہیں، منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں جو جمرہ آتا ہے وہ "جمرۃ العقبیٰ" کہلاتا ہے۔ اس سے پہلے والا "جمرۃ الوسطیٰ" کہلاتا ہے، اور جو اس سے بھی پہلے مسجد خیف کے قریب واقع ہے اس کو "جمرۃ الاولیٰ" کہا جاتا ہے۔

پہلے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی رمی کی جاتی ہے، اسکے بعد گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمروں کی رمی ہوتی ہے۔

رمی جمرات کے متعلق اس مجمل یادداشت کو ذہن میں رکھئے، اور اب مزدلفہ سے منیٰ پہونچکر آپ کو جو کچھ اور جس ترتیب سے کرنا ہوگا اس کو سنئے:۔

دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبیٰ کی رمی

اگر آپ پیدل بھی گئے تو قریباً سوا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں آپ منیٰ پہونچ جائیں گے، وہاں پہونچکر آپ سب سے پہلے جمرۂ عقبیٰ کی رمی کیجئے، سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر جائیے اور اس ستون سے ڈھائی تین گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہو کے کہ منیٰ آپکے داہنی جانب ہو اور مکہ بائیں جانب، انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کے سات دفعہ میں سات کنکریاں اس پر ماریئے اور ہر کنکری مارتے وقت کہیئے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ وَرِضًی لِّلرَّحْمٰنِ ؕ"

(میں اللہ کا نام لے کر مارتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، سب سے بڑا ہے میں

یہ کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے اور جلانے کے لیے

اور نہایت رحمت والے اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے)

اگر یہ پورے کلمات یاد نہ ہوں تو صرف "بسم اللہ اللہ اکبر" کہکر ہی کنکریاں[1] ماریے

تلبیہ ختم

تلبیہ جو آپ ابتک برابر پڑھ رہے تھے اس رمی پر اس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہو۔
اب دوسرے اذکار (تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل وغیرہ) اپنی زبان تر رکھیے!
لبیک لبیک پکارنے کا اب آپ کو حکم نہیں رہا۔
آج کے دن بس اسی ایک جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی رمی کا حکم ہو، اور زوال کے وقت سے پہلے اس کا کر لینا افضل ہے۔

قربانی

رمی سے فارغ ہو کر سیدھے منحر یعنی قربان گاہ جائیے، آپ نے حج تمتع کیا ہو، اس کے شکر میں ایک قربانی آپ پر واجب ہو (اسی طرح قران کرنے والوں پر بھی یہ قربانی واجب ہے؛ البتہ حج افراد کرنے والے پر واجب نہیں ہو۔ اسکے حق میں صرف مستحب ہو)
منحر میں لاکھوں (بلا مبالغہ لاکھوں)، دنبے، مینڈھے، بھیڑیں بکریاں، گائیں، اونٹ، اونٹیاں، آپ دیکھیں گے، اپنی پسند اور وسعت کے مطابق دیکھ کے خرید لیجئے اور قربانی کیجئے۔

---

[1] کنکری مارنے کی صحیح جگہ ستونوں کے نیچے کا حصہ ہے، اوپر والا حصہ تو در اصل نشانی کیلئے اونچا کر دیا گیا ہو۔

حلق یا قصر

قربانی کے بعد سر منڈوا لیجئے یا بال ترشوائیے (لیکن سر منڈوانا افضل ہے)[1]

لیجئے اب آپ کا احرام گویا ختم ہو گیا، اب آپ کو سلے کپڑے پہننے، نہانے دھونے اور خوشبو لگانے وغیرہ کی آزادی ہو، البتہ بیوی سے ہمبستر نہ ہونے کی پابندی، ابھی آپ کے لیے باقی ہو اور جب آپ طواف زیارت کرلیں تو یہ پابندی بھی ختم ہو جائے گی۔

طواف زیارت اور صفا مروہ کی سعی

حج کے دو ہی اہم رکن ہیں ایک "وقوف عرفہ" ——— دوسرے "طواف زیارت" ——— یہ طواف اگرچہ بارھویں تاریخ کی شام تک بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ آج ہی کر لیجئے!

جب آپ نے قربانی کے بعد بال منڈوا لیے یا ترشوا لیے تو اب خواہ نہا دھو کے اور سلے کپڑے پہن کے، خواہ احرام ہی باندھے ہوئے (یہ خیال کر کے کہ اب میرا مولا مجھے اپنے گھر کے طواف کے لیے بلا رہا ہو اور میرے لیے اس کا حکم اس وقت یہ ہو کہ مکہ پہونچ کے میں اس کے گھر کا طواف کروں، پورے ذوق و شوق کے ساتھ) مکہ معظمہ روانہ ہو جائیے، اور مسجد حرام میں داخلہ کا اور طواف کا جو طریقہ پہلے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اُسی کے مطابق اور ان ہی آداب و کیفیات کے ساتھ مسجد حرام

---

[1] عورتوں کے لیے بال منڈوانا یا ترشوانا ناجائز ہے، ان کے لیے صرف اتنا کافی ہو کہ چوٹی کا سرا پکڑ کے صرف ایک انگل بال ترشوا دیں یا خود تراش دیں۔ ۱۲

میں پہونچ کر طواف کیجئے اور چوں کہ اس طواف کے بعد آپ کو صفا و مروہ کی سعی بھی کرنی ہوگی اس لیے عمرہ والے طواف کی طرح اس طواف میں بھی اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کیجئے! [۱]

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے یا اس کے قریب میں حسب سابق دوگانۂ طواف پڑھیے، ملتزم سے چمٹ کر دعا کیجئے، زمزم شریف پر پہونچکر پانی پیجئے اور دعا مانگیے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر صفا پر جائیے اور پہلے لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق صفا و مروہ کے سات پھیرے کیجئے، اور ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہونچنا ہو تو قبلہ رو ہو کر اطمینان سے دعا مانگیے، خصوصاً سعی شروع کرتے وقت پہلی دفعہ صفا پر اور آخری پھیرے میں مروہ پر پورے خشوع خضوع کے ساتھ دیر تک اللہ کی حمد و ثنا کیجئے اور خوب الحاح و ابتہال کے ساتھ اس سے دعائیں مانگیے! ـــــ اور جیسا کہ پہلے تبلایا جاچکا ہے سعی کے دوران میں بھی برابر ذکر و دعا میں مشغول رہیے۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ"

لیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اب آپ طواف زیارت اور اسکے بعد

---

[۱] اگر حج افراد یا قران کرنے والا حاجی طواف قدوم کے بعد یا حج تمتع کرنے والا حاجی کسی نفلی طواف کے بعد اس سے پہلے سعی کر چکا ہو تو اب طواف زیارت کے بعد وہ سعی نہیں کرے گا اور طواف میں اضطباع اور رمل بھی نہیں کرے گا۔ ۱۲

والی سعی سے بھی فارغ ہوگئے، اب احرام کی کوئی بھی پابندی آپ کے لیے باقی نہیں رہی۔

پھر منیٰ کو روانگی

اس طواف و سعی سے فارغ ہو کر آپ اب پھر سیدھے منیٰ چلے جائیے، کل اور پرسوں یعنی گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو وہاں تینوں جمروں کی آپ کو رمی کرنی ہوگی بلکہ افضل یہ ہو کہ تیرھویں کو بھی آپ وہاں رہیں، اور اس روز بھی بعد زوال تینوں جمروں کی رمی کر کے مکۂ معظمہ واپس ہوں۔

۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام اور رمیِ جمار

کم از کم دو دن (گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو) منیٰ میں ٹھہر کے تینوں جمروں کی رمی کرنا تو آپ کے لیے ضروری ہے، اور افضل یہ ہو کہ تیرہ کو بھی ٹھہریں اور اس روز بھی رمی کر کے مکۂ معظمہ واپس آئیں ان تینوں دن تینوں جمروں کی رمی زوال کے بعد اور غروب آفتاب سے پہلے سنت ہے، تینوں دن رمی کی ترتیب یہ ہے گی کہ منیٰ سے مکۂ معظمہ جاتے ہوئے جو پہلا جمرہ پڑتا ہو (جس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں) پہلے اس کی رمی کی جائے گی، اس کے بعد اس سے بعد والے جمرہ (جمرۃ الوسطیٰ) کی، اور اس کے بعد آخری جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی۔

رمی کا طریقہ بالکل وہی ہوگا جو پہلے دسویں تاریخ کی رمی کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہو۔ البتہ ایک ذرا سا فرق یہ ہوگا کہ دسویں تاریخ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی جو رمی آپ کریں گے اس کے بعد دعا نہیں کریں گے، اور ان تینوں دنوں میں پہلے اور دوسرے

جمرہ کی رمی کے بعد دعا کرنی چاہئے، لیکن آخری جمرہ کی رمی کے بعد ان تین دنوں میں بھی دعا نہیں کی جائے گی۔

رمی جمار کے بعد دعا کی اہمیت

اپنی ناواقفی اور معلموں کے نہ بتلانے کی وجہ سے جن چند چیزوں میں اکثر و بیشتر حجاج کوتاہی کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہو کر رمی کے بعد دعا بالکل نہیں کرتے حالانکہ پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد چند قدم آگے بڑھ کے قبلہ رو کھڑے ہو کر اطمینان سے اور دیر تک دعا کرنی چاہیے، یہ موقع بھی ان مواقع میں سے ہو جہاں دعا کی قبولیت کی خاص امید ہے

منیٰ کے ان دنوں میں آپکے مشاغل

ان دنوں میں متعین کام تو صرف دو ہی ہیں، ایک منیٰ میں رہنا، خاص کر رات وہیں گزارنا ——— اور دوسرے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق رمی کرنا ——— باقی اوقات بھی آپکے غفلت میں اور فضولیات میں ہرگز صرف نہ ہونے چاہئیں ——— یوں تو مومن کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہو اور قیامت میں ہم کو اپنی عمر کے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہو، لیکن خاص کر یہ سفر اور اس کے بھی یہ خاص ایام! اللہ تعالےٰ اگر ایمانی فہم و فراست نصیب فرمائے اور بندہ ان دنوں کی قدر کرے تو بلا مبالغہ ان دو چار دنوں میں لاکھوں برس کی کمائی ہو سکتی ہو ——— نمازیں اہتمام سے پڑھیے! ذکر و دعا اور توبہ و استغفار سے اپنے اوقات کو معمور رکھئے ———

اور حقیقی ایمان اور عبدیت والی زندگی کی وہ متاع جو تمام دنیا کو ارض پاک ہی سے ملی تھی اور جس کو خود مسلمان اب گم کر چکے ہیں اس کا پیام اور اس کی دعوت لے کر حجاج کے خیموں خیموں پھر لیے ، دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اگر آپ اُن تک یہ پیام نہ پہونچا سکیں تو بھی ہندوستان اور پاکستان ہی کے چوبیسوں ہزار مسلمان ان دنوں میں منیٰ ہی کے اس محدود میدان میں مقیم ہوں گے ان تک تو انشاء اللہ آپ یہ دعوت پہونچا ہی سکیں گے ، اگر آپ کی اس سعی و کوشش سے دو چار سینوں میں بھی یہ چراغ روشن ہو گیا تو یقین کیجئے کہ آپ نے بہت بڑی کمائی کر لی ، اور اگر بالفرض کسی ایک کو بھی آپ متاثر نہ کر سکے تو بھی اپنی سعی و کوشش کے آپ پورے اجر کے مستحق ہوں گے ۔

منیٰ میں دینی دعوت کی سنّت کا احیاء

منیٰ میں دین کی دعوت کی یہ سنّت معلوم نہیں کب سے مردہ تھی ، اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازے تبلیغی کام کرنے والے اپنے ان بندوں کو جنھوں نے گزشتہ چند سالوں سے اس طرف خاص توجہ کی ہے اللہ تعالیٰ ہر ملک کے مسلمانوں میں اس کام کی عظمت و اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرے اور جلدی وہ دن آئے کہ ہر ملک کے مسلمان تبلیغی وفود اور جماعتوں کی شکل میں منیٰ میں خیمہ خیمہ پھرا کریں اور راتوں کو اس مقصد کے لیے اللہ کے سامنے رویا کریں —— یہ کام جس طرح ہونا چاہیے اگر اس طرح ہونے لگے تو صرف منیٰ کے ان تین دنوں کی محنت سے

سارے عالمِ اسلامی میں ایک نئی زندگی اور نئی روح انشاء اللہ پیدا ہو سکتی ہے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْز۔

بہرحال اس عاجز کا جناب کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ اس کام کو نفلی اذکار و عبادات سے افضل یقین کرکے ضرور اس میں پورا حصہ لیں۔ اس کام کے ساتھ اور اس کے ضمن میں اللہ کا جو ذکر ہوگا انشاء اللہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ذکر سے بہت زیادہ ہوگا جو اس کام سے بے تعلق رہ کر ہو۔

بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ سال جب اس عاجز کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی تو اپنی ایک مخصوص حالت کی وجہ سے میں اس کام میں بہت کم حصہ لے سکا تھا، لیکن اب مجھے اس پر افسوس ہے اور اس تجربے کے بعد اور اس کی تلافی ہی کی نیت سے میں اس قوت کے ساتھ آپ کو یہ مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں۔

حجِ قِران اور اِفراد

ایک ضروری بات عرض کرنے سے رہ گئی، خیر اس کو اب عرض کرتا ہوں، میں نے اس خط کے ابتدائی صفحات میں لکھا تھا کہ حج کی تین صورتیں ہیں۔ تمتّع۔ قِران۔ اِفراد میں نے جو صورت گزشتہ صفحات میں لکھی ہے، یہ حج تمتّع کی صورت ہے۔ چونکہ آپ کے لیے میں نے اسی کو مناسب سمجھا (اور اکثر لوگوں کے لیے وہی آسان اور بہتر ہے) اس لیے تفصیل سے میں نے اسی کو لکھ دیا ہے۔ اس میں اور باقی دونوں صورتوں (قِران اور اِفراد) میں معمولی سا فرق ہے۔

قران اور تمتع میں تو یہ فرق ہو کہ تمتع میں میقات پر صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہونچ کر عمرہ کرکے احرام کھول دیا جاتا ہو، اور حج کے لیے پھر وہیں سے دوسرا احرام باندھ لیا جاتا ہو ــــــ اور قران میں میقات پر عمرہ اور حج دونوں کا احرام ساتھ باندھا جاتا ہے، اور اسی ایک احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت ہوتی ہو، چنانچہ قارن مکہ معظمہ پہونچکر عمرہ کرتا ہو، لیکن عمرہ کا طواف اور سعی کر لینے کے بعد وہ بال نہیں منڈواتا بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے منیٰ جاتا ہو، اور آگے اس کا سارا پروگرام بھی وہی ہوتا ہو جو تمتع کرنے والے حاجی کا ہوتا ہے۔

اور افراد کی صورت یہ ہوتی ہو کہ میقات پر صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہو اور اس احرام سے بس حج ہی کیا جاتا ہے۔ حج سے پہلے عمرہ نہیں کیا جاتا، افراد کرنے والا حاجی بھی جو احرام میقات پر باندھتا ہو وہ حج سے پہلے نہیں کھلتا، اور دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبیٰ کی رمی کرنے تک احرام کی ساری پابندیاں عائد رہتی ہیں[ف] ان تینوں صورتوں کے حج کے اعمال اور پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں ہو ــــــ یہ پہلے لکھا جا چکا ہو کہ افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہو۔ ہاں اگر کرے تو مستحب اور مستحسن ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو اس سے زیادہ تفصیل مناسک کی کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ف حج بدل والوں کو ہمیشہ افراد ہی کرنا چاہیے۔ اور اگر قران کرنا ہو تو بھیجنے والے سے پہلے صراحۃً اجازت لی جائے

منیٰ سے مکہ معظمہ واپسی اور چند روز قیام

جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں ۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد رمی کر کے اگر آپ چاہیں تو مکہ مکرمہ واپس ہو سکتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ ۱۳ کو بھی رمی کریں، اور اس کے بعد مکہ مکرمہ واپس جائیں۔ ـــــ لیجیے اللہ کا شکر ادا کیجیے اس نے آپ کا حج بالکل پورا کرا دیا، اب حج کے سلسلہ کا کوئی خاص کام آپکے ذمہ باقی نہیں رہا ہے۔ اور ہے تو بس اتنا کہ جب آپ مکہ معظمہ سے رخصت ہونے لگیں تو ایک رخصتی طواف کر کے جائیں، اسکے سوا اب آپ سے شریعت کا کوئی خاص مطالبہ نہیں ہے اسلیے آپ چاہیں تو آج ہی مکہ معظمہ سے روانہ ہو سکتے ہیں، لیکن نہ آپ اتنی عجلت کریں گے اور نہ اتنی جلدی آپ کی روانگی کا کوئی انتظام ہی ہو سکے گا، اس لیے لامحالہ آپ کو ابھی مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا ہوگا ـــــ ٹھہریے اور پوری خوشدلی سے ایک ایک دن کو غنیمت اور اللہ کی نعمت سمجھ کے ٹھہریے ـــــ بعض لوگوں کو دیکھا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد جانے کے لیے اتنے بیتاب اور بیقرار ہوتے ہیں کہ انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے جتنے دنوں مجبوراً ان کو ٹھہرنا پڑتا ہے، اس زمانہ میں ایک ایک دن کو وہ مصیبت سمجھتے ہیں اور سخت بددلی اور شکوؤں شکایتوں کے ساتھ وہ یہ ایام گذارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ بڑی بری علامت ہے)۔ ـــــ اگر بالفرض روانگی کا انتظام ہو جائے تو جلدی جانے میں کوئی حرج نہیں، اور اپنے حوائج و مصالح کے مطابق جلد روانگی کی کوشش میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اللہ کے مقدس اور محترم شہر سے دل کا اچاٹ ہونا اور معاذ اللہ بددلی کی کیفیت کا

پیدا ہو جانا بہت بُری حالت کی نشانی ہے ____ مومن کا حال تو یہ ہونا چاہیے کہ برسوں رہ کے بھی جی نہ بھرے اور دل سے یہی آواز آتی رہے ؎

جو رسی بکوئے دلبر بسپار جانِ مضطر
کہ مبادا بار دیگر نہ رسی بدیں تمنّا

مکۂ معظمہ میں اب آپ کے مشاغل

بہرحال جتنے دنوں آپ کو مکۂ معظمہ میں ٹھہرنا ہو پوری خوشدلی سے رہیے، اور اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ادا کیجیے کہ اس نے آپ کو یہ موقع نصیب فرما رکھا ہے ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات
ضاعفَ اللہُ بِہٖ کُلَّ زَمانٍ عَطَشِیْ

دن میں اور رات میں جتنے ہو سکیں روز نفلی طواف کیجیے تنعیم یا جعرانہ جا جا کر اور وہاں سے احرام باندھ کے نفلی عمرے کیجیے، اپنی طرف سے، اپنے والدین کی طرف سے اپنے خاص محبوں اور محسنوں کی طرف سے، غرض جس کی طرف سے دل چاہے کیجیے، مسجدِ حرام میں نفلی نمازیں پڑھیے، عمر بھر ہزاروں میل کے فاصلے سے جس کعبہ کی طرف منھ کر کے غائبانہ نمازیں ابتک پڑھتے رہے ہیں، اور آئندہ بھی اگر زندگی رہی تو یونہی انشاء اللہ پڑھتے رہیں گے، اب اللہ نے موقع دیا ہے کہ اسکے بالکل سامنے اور اسکی دیوار کے نیچے کھڑے ہو کے نمازیں پڑھیے اسلیے عمر بھر کی حسرت نکال لیجیے۔ جس کعبہ کے گرد حضرت ابراہیمؑ سے لیکر خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ

معلوم کتنے سو یا کتنے ہزار انبیاء علیہم السلام نے اور ان کے بعد سے اب تک نہ معلوم کتنے لاکھ اور کتنے کروڑ اولیاء اللہ نے طواف کیے، اور ان طوافوں میں جنت سے آئے ہوئے جس پتھر (حجر اسود) کو بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بوسے دیے، اور جہاں جہاں لاکھوں نے نمازیں پڑھیں (اور یقیناً کعبۃ اللہ کے ارد گرد کی بالشت بھر زمین بھی ایسی نہیں جس پر انبیاء علیہم السلام، ان کے اصحاب کرام یا اولیاء عظام میں سے کسی کی پیشانی نہ ٹکی ہو) اب اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ چاہیں تو دن رات اللہ کے اس مقدس بیت کا کا طواف کریں، حجر اسود جو اس دنیا میں "یمین اللہ" (اللہ کے مقدس ہاتھ) کے گویا قائم مقام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو رو رو کر چوما کرتے تھے، اللہ نے آپ کو موقع نصیب فرمایا ہے کہ آپ بھی اس کو چومیں اور اس پر آنسو بہائیں، اور جس ملتزم سے (یعنی کعبہ کے جس حصہ سے) چمٹ کر اور اپنے رخسار مبارک کو اس پر رکھ رکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کیا کرتے تھے، اب آپ کے لیے بھی موقع ہے کہ چاہیں تو دن میں کئی کئی دفعہ اس سے چمٹ چمٹ کر روئیں اور دعائیں کریں اسی طرح حطیم میں (جو دراصل کعبۃ اللہ ہی کا ایک حصہ ہے) اور مطاف میں جہاں کہیں جی چاہیں نمازیں پڑھیں، یا مسجد حرام میں بیٹھے بیٹھے کسی وقت اللہ کے گھر کو عظمت اور محبت کی نظروں سے دیکھا ہی کریں ـــــ غرض یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو کہ معظمہ سے چلے جانے کے بعد آپ کو کبھی نصیب نہ ہو سکیں گی، اسلئے موقع کو غنیمت جانئے، اور اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کو جس قدر لوٹ سکیں لوٹئے ۔

مزے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ اسی زمانۂ قیام میں دینی دعوت و تبلیغ کے کام میں بھی حصہ لیتے رہیے، اور اس کام کے کرنے والوں کے ساتھ پورا تعلق اور تعاون رکھیے! آپ کی ذاتی عبادات سے دعوت کے کام میں طاقت و برکت اور نورانیت پیدا ہوگی۔ اور دعوت اور دین کی جد و جہد چونکہ انبیاء علیہم السلام کی خاص میراث ہو، اور اللہ کے یہاں بہت ہی مقبول اور محبوب عمل ہو، اسلیئے امید ہو کہ دعوت کے کام میں آپ کی شرکت کی برکت سے آپ کی یہ ذاتی عبادات انشاء اللہ زیادہ محبوب اور زیادہ مقبول ہو جائیں گی۔

بیت اللہ کا داخلہ

ایام حج میں کسی دن گھنٹہ دو گھنٹہ کیلئے بیت اللہ شریف کا دروازہ بھی شائقین زیارت کے لیے کھولا جاتا ہو، اور اگرچہ یہ داخلہ زیادہ سے زیادہ مستحب درجہ کا عمل ہے، اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کی وجہ سے کسی معصیت اور منکر کا ارتکاب نہ ہو، لیکن عام حجاج اپنی ناواقفی اور دینی ناتربیتی کی وجہ سے اس کے انتہائی درجہ شائق ہوتے ہیں، اور خدا کی پناہ کہ شریعت کے احکام اور اللہ کی رضامندی و ناراضی سے گویا بالکل بے پرواہ ہو کر اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہتے ہیں، ممکن ہو کہ آپ پر بھی اس شوق کا غلبہ ہو، اس لیے عرض کئے دیتا ہوں کہ لے دے کے داخل ہونا تو درست

نہیں ہو، علیٰ ہذا عام طور سے لوگ جیسی کشمکش اور دھینگا مشتی سے داخل ہوتے ہیں وہ بھی سخت بے ادبی ہو، اس لیے ان برائیوں کے ساتھ داخل ہونے کی تو ہرگز کوشش نہ کیجئے گا ـــــ البتہ اگر اللہ تعالیٰ ایسی کوئی صورت پیدا فرما دیں کہ ان برائیوں سے محفوظ رہتے ہوئے آپ اندر جا سکیں تو نعمت اور سعادت سمجھ کر جائیں اور ان چند باتوں کا خیال رکھیں ـــــ بہت خشوع خضوع کے ساتھ اور اللہ کی عظمت و ہیبت دل میں لیے ہوئے داخل ہوں "بسم اللہ" کہہ کے پہلے داہنا پاؤں اندر رکھیں اور عرض کریں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"۔ نظر نیچی رکھیں، اوپر کی جانب اور اِدھر اُدھر نہ دیکھیں کہ یہ ادب کے خلاف ہو ـــــ دروازہ سے داخل ہو کر سیدھے آگے کی طرف چلیں اور سامنے والی دیوار جب قریباً دو ڈیڑھ گز رہ جائے تو وہاں کھڑے ہو کر دو رکعت یا چار رکعت نفل نماز پڑھیں اور دعا مانگیں، روایات سے معلوم ہوتا ہو کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔ اور اگر معصیات و منکرات سے بچ کر داخلہ کی صورت نہ ہو تو پھر داخل نہ ہونے میں اللہ کی رضا سمجھیں، اور دل کی چاہت کے باوجود اندر نہ جائیں حبِّ ثابت اور سچی محبت کا یہی تقاضا ہے ؎

میل من سوئے وصال و میلِ او سوئے فراق
ترکِ کارِ خود گرفتم تا بر آید کارِ او

صحیح روایات کی بنا پر حطیم کعبہ ہی کا جز ہے، اس میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا گویا

کعبہ ہی میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا ہو، لہٰذا اسی پر قناعت کریں۔

خاص مقامات میں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ

حج کے سلسلہ میں جو کچھ آپ کے لیے لکھنے کا ارادہ کیا تھا اس سے بہت زیادہ لکھا گیا جی چاہتا ہو کہ خاص خاص مقامات میں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ اور عرض کر دوں اور حج کا بیان اسی پر ختم کر دوں۔

اس عریضہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہو کہ مکہ معظمہ میں مطاف، مقامِ ابراہیمؑ ملتزم، رکن یمانی، حطیم، زمزم شریف، خود بیت اللہ شریف، صفا، مروہ، اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کی مسافت (جسمیں سعی کی جاتی ہو، یعنی مسعیٰ) اور پھر عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے قریب کی جگہ، یہ سب دعاؤں کی مقبولیت کے خاص مقامات ہیں، جہاں سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ان کے علاوہ بس اللہ ہی جانتا ہو کہ کتنے سو یا کتنے ہزار پیغمبروں نے اور کتنے لاکھ یا کتنے کرور اس کے ولیوں نے اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق کیسے کیسے الحاح اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں اور کیسے تڑپتے ہوئے دل سے اس کو یاد کیا ہو۔

آپ بھی انشاء اللہ ان مقامات پر پہونچیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرینگے تو ان مقامات کی دعاؤں کے متعلق میرا آخری مشورہ یہ ہو کہ ان جگہوں پر آپ جو اور

دعائیں کریں، ان کے ساتھ ایک دعا یہ بھی کریں:۔

"اے اللہ تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو جو دعائیں کبھی کی ہیں، اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہے، اے میرے نہایت رحیم و کریم پروردگار! میں اپنی نااہلیت اور نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کے ساتھ صرف تیری شان کرم کے بھروسہ پر اُن سب چیزوں کا اِسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جن جن چیزوں سے انھوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی، میں اسی جگہ ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ـــ اے اللہ اس خاص مقام کے جو خاص انوار و برکات ہیں مجھے اُن سے محروم نہ رکھ، اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں کو تو نے جو کچھ کبھی عطا فرمایا ہو، یا جو کچھ تو ان کو عطا فرمانے والا ہو، مجھے بھی اس میں شریک فرمادے، اور اسکا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرمادے، تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔"

اور اگر یاد رہے تو اس سیاہ کار کو بھی اس دعا میں شریک فرمالیں۔

مکۂ معظمہ سے روانگی اور طوافِ رخصت

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مکۂ معظمہ سے روانگی کے وقت ایک رخصتی طواف کیا جاتا ہے، آفاقی یعنی بیرونی حجاج کے لیے یہ طواف واجب ہے لیکن اگر طوافِ زیارت کے بعد کسی نے کوئی نفلی طواف کر لیا اور رخصتی طواف کیے بغیر ہی وہ مکۂ معظمہ سے روانہ ہوگیا تو یہ نفلی طواف ہی طوافِ رخصت کے قائمقام ہو جاتا ہے، لیکن اصل یہی ہے کہ

کہ روانگی کے دن بلکہ اچھا ہے کہ خاص روانگی کے وقت وداع اور رخصت کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے، اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے ——— البتہ اس کی خصوصیت کا تقاضا ہے کہ بیت اللہ شریف جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تجلّی گاہ ہے، اور عمر بھر کی تمناؤں کے بعد جس تک پہنچنا نصیب ہوا تھا، اس کے فراق اور جدائی کا خیال کر کے اور یہ سوچ کے کہ نہ معلوم یہ سعادت اور دولت پھر کبھی میسّر آئے گی یا نہیں، اس طواف کے وقت زیادہ سے زیادہ حزن و ملال کی کیفیت اپنے دل میں پیدا کی جائے، اور اللہ نصیب فرمائے تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے طواف ختم کر کے حسب معمول مقام ابراہیمؑ پر دوگانۂ طواف پڑھا جائے، دعا کی جائے اور دعا کے وقت بھی دل میں یہ فکر ہو کہ معلوم نہیں، اس کے بعد بھی اس مقدس اور محترم مقام میں سجدہ کرنے اور اللہ کے حضور میں ہاتھ پھیلانے کی سعادت کبھی میسّر آئے گی یا نہیں ——— پھر زمزم شریف پہ جا کر "بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ" پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر پانی پیجئے، اور دعا کیجئے۔ "اللّٰھم انی اسئلک علمًا نافعًا و رزقًا واسعًا وشفاءً من کل داءٍ" اس کے بعد اور جو جی چاہے دعائیں کیجئے ——— پھر ملتزم پر آئیے اور آج وداع و رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ کے خوب روئیے اور پورے الحاح و ابتہال سے دعا کیجئے، حج کی مقبولیت مانگئے، مغفرت مانگئے، دنیا اور آخرت کی عافیت مانگئے۔

عذاب سے نجات اور جنت مانگیئے، اللہ کی رضا مانگیئے، اور اپنے علاوہ اُن سب کے لیے بھی مانگیئے جن کے لئے آپ کو مانگنا چاہئے۔ اور ہاں اس موقع پر خوب رو رو کے اور بلک بلک کے یہ دُعا بھی مانگیئے، کہ:- "خداوندا! میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو اس کے بعد بھی بار بار مجھے اس در کی حاضری کی توفیق بخشی جائے۔"

ملتزم سے ہٹ کر اب حجر اسود پر آیئے اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے اس کو بوسہ دیجئے، اگر اس موقع پر آپ کی آنکھیں چند قطرے گرا دیں تو بڑی مبارک ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:-

هُهُنَا تُسْكَبُ الْعَبَرَاتُ یہ ہے آنسوؤں کے بہنے کی جگہ اور موقع

بس حجر اسود کو یہ آخری بوسہ دے کر حسرت سے بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے آنکھوں سے روتے ہوئے، اور دل و زبان سے ربِ کعبہ کو یاد کرتے اور اس سے دُعا کرتے ہوئے، اور مسجد حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں جو کوتاہیاں اس عرصہ میں ہوئیں اُن کی معافی مانگتے ہوئے مسجد حرام سے نکلیے، حسب قاعدہ بایاں پاؤں پہلے نکالیے اور دُعا کیجئے:- "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ فَضْلِكَ"

اب آپ کو بیت اللہ کی جدائی پر دلی رنج ہونا چاہیئے، اور آپ کے قلب پر اس کا یہ احساس ہونا چاہیئے کہ

عمر در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

زیارتِ مدینہ[1]

مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ — مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

محبت محبت، محبت محبت — محبت محبت، محبت محبت

دلا خاک رہِ کوئے محمد شو محمد شو

زہر سوئے بیا سوئے محمد شو محمد شو

مدینۂ طیبہ کو روانگی

مکہ معظمہ کی جدائی اور فراق کے رنجیدہ اور غم انگیز خیال کو اب آپ مدینہ طیبہ اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ مطہرہ کی زیارت اور بارگاہِ نبوت کی حضوری کے مسرت بخش اور نہایت لذیذ تصور سے بدل دیجئے اور مست ہو ہو کر آپ پر درود و سلام پڑھیے۔

(اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى)

مدینہ طیبہ کے راستہ میں محبت نبوی کو بیدار اور مشتعل کرنے کے لئے اگر آپ کو ذوق ہو تو نعتیہ اشعار پڑھیے (اس کام کے لیے زائر حرم حمید صدیقی صاحب کا مجموعہ کلام "گلبانگ حرم" بھی اچھی چیز ہے)۔

مدینہ طیبہ میں داخلہ اور مسجد نبوی میں حاضری

مدینہ طیبہ کے راستہ کی آخری منزل ذو الحلیفہ (بیر علی) ہے جہاں سے مدینہ طیبہ غالباً

---

[1] زیارت کے سلسلے میں آگے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ قریب قریب سب ہی ادب اور آداب محبت کے قبیل سے ہے اس کو تشریع نہ سمجھا جائے۔

صرف ۵ میل رہ جاتا ہے، زائرین کو لیجانے والی اکثر موٹر لاریاں یہاں ٹھہرتی ہیں اگر آپ کو بھی ٹھہرنے کا موقع ملے تو بہتر ہے، کہ آپ یہیں غسل کر لیں اور اگر غسل نہ کر سکیں تو وضو ہی کر لیں، اور جو اچھا لباس آپ کو میسر ہو وہ پہن لیں، خوشبو لگا لیں، اور ذوق شوق کی بیتابی کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں۔

گنبد خضرا پر پہلی نظر

نورا گنبد گول کلس من بھاون دُور سے پیارے دیکھ جو لوں
وہیں سیس نوا دوں، جان گنوا دوں، من میں یہی سمایت ہے

ذوالحلیفہ سے موٹر روانہ ہونے کے بعد چند ہی منٹ میں مدینہ طیبہ کی آبادی نظر آنے لگے گی، اور ہر مومن کی آنکھ کا نور اور دل کا سرور "گنبد خضرا" سبز نگینہ کی طرح آبادی کے بالکل وسط میں آپ کی خوش نصیب آنکھوں کے سامنے ہوگا، اس وقت پوری محبت اور رقت کے ساتھ درود و سلام پڑھئے اور اللہ سے دُعا کیجئے کہ:۔

"اے اللہ یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے حکم سے اس کو حرم قرار دیا ہے، اس میں میرے داخلہ اور میری حاضری کو تو ہر قسم کے عذاب سے امان کا ذریعہ بنا!"

"میں جاؤں سر کے بل یثرب نگر یا آرزو دارم"

ڈرائیور اگر راضی ہو جائے اور وادی عقیق (بیر عروہ کے پاس) اتارنے پر تیار ہو جائے تو یہاں سے پیدل چلئے، اور اللہ کے محبوب کے محبوب شہر میں عشق و نیاز

کی مرکب کیفیات کے ساتھ داخل ہو جیے!۔

بجائے سر ست این کہ تو پاے نہی　　پاے نہ بینی کہ کجا مے نہی

مدینہ طیبہ کے جس دروازہ سے آپ کا داخلہ ہوگا، اس کا نام "باب العنبریہ" ہے اس میں داخل ہوتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو کر بڑے خشوع خضوع کے ساتھ عرض کیجئے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

پھر چلتے ہی چلتے دُعا کیجئے :۔

"اے اللہ اپنے جس کرم سے تو نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا ہے کہ میں تیرے حبیب کے محبوب شہر میں داخل ہو رہا ہوں، اسی کرم سے تو مجھے یہاں کی خاص برکتیں عطا فرما اور اُن تمام باتوں سے میری حفاظت فرما جو یہاں کی برکات سے محرومی کا باعث ہوتی ہیں"

شہر میں داخل ہونے کے بعد اسباب کی حفاظت کا کوئی بندوبست کر کے (اور اگر پہلے سے پہلے غسل یا وضو کر کے کپڑے بدلنے کا موقع نہ ملا ہو تو اب غسل یا وضو ہی کر کے اور کپڑے بدل کے خوشبو لگا کے) سب سے پہلے مسجد نبوی کی طرف آیئے، اور بِسمِ اللّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" کہہ کے ظاہر و باطن کے پورے ادب کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھیئے، اور عرض کیجئے :۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

سب سے پہلے مسجد شریف کے اس حصہ میں جایئے جو روضہ مطہرہ اور منبر شریف کے درمیان ہے اور جس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ

الجنۃ" ارشاد فرمایا ہے (یعنی یہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے) یہاں پہنچ کر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد[1] پڑھئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس عظیم و جلیل نعمت کے شکریہ میں کہ اس نے اس دربار عالی کی حاضری کی سعادت بخشی، مستقل سجدۂ شکر کیجئے اور دعا کیجئے کہ اے اللہ جس طرح تو نے محض اپنے کرم سے یہاں تک پہنچا دیا، اسی طرح اپنے کرم سے میرے لئے اپنی رحمت و رضا کے دروازے کھول دیجئے اور اپنے محبوب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو شفقت و عنایت کے ساتھ میری طرف متوجہ فرما دیجئے ان کا قلب مبارک بھی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔"

مواجہہ شریف میں حاضری اور پہلا سلام

اس کے بعد پورے ادب اور ہوش کے ساتھ (اگر ہوش باقی رہے) مواجہہ شریف میں آیئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہو جائیے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں اور حضورؐ میری گذارش بہ نفسِ نفیس سُن رہے ہیں، پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے سلام عرض کیجئے۔

سلام کے بارے میں ذوق مختلف ہیں، بعض لوگ مختصر سلام پسند کرتے ہیں، ان کے لیے یہی اچھا ہو کہ بس مختصر سلام عرض کریں، سلف کا عام مذاق بھی یہی تھا۔

اور بیچارے عوام جو عربی بالکل نہیں جانتے، اور سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں نہ اُن کو یاد ہوتی ہیں، نہ وہ ان کے معنی مطلب سمجھتے ہیں، ان سب کے لئے تو گویا یہ ضروری ہے

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو حکم دیا تھا کہ مسجد شریف میں داخل ہو کر پہلے تحیۃ المسجد پڑھا کریں اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کریں۔ اب بھی یہی حکم ہے ۔۱۲

کہ وہ مختصر ہی سلام عرض کریں ـــــــ مثلاً صرف اتنا عرض کریں۔[۱]

السلام علیک یا رسول اللہ — اے اللہ کے رسول آپ پر سلام

السلام علیک یا حبیب اللہ — اے اللہ کے محبوب آپ پر سلام

السلام علیک یا خیر خلق اللہ — اے بہترین خلق اللہ آپ پر سلام

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — اے اللہ کے نبی آپ پر سلام، اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں

اور جو عربی داں حضرات طویل سلام عرض کرنے میں زیادہ لذت اور کیفیت محسوس کریں، وہ اگر چاہیں تو رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی کے مضمون " اپنے گھر سے بیت اللہ تک " میں دیکھ لیں، اس عاجز کو بھی وہ ہی سلام بہت زیادہ محبوب ہے۔[۲]

یہاں ایک سلام اور لکھتا ہوں، اپنی درمیانی حیثیت کی وجہ سے شاید آپ کے لیے اور آپ جیسوں کے لیے وہ زیادہ مرغوب ہوگا، یہ سلام بھی اس عاجز کو بہت پسند ہے۔

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ یا رسول اللہ — اے اللہ کے پیغمبر آپ پر سلام، اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں، یا رسول اللہ میں آپ کے

لہ افراد کی انفرادی دعاؤں میں اور اسی طرح صلوٰۃ و سلام میں اختصار پسندی اور طوالت پسندی یہ بالکل ذوقی چیزیں ہیں، شارع نے کسی نص کے ذریعہ اس قسم کے امور میں نہ ہمیں خاص الفاظ کا پابند کیا ہے نہ خاص تعداد کا اس لئے ان چیزوں میں کسی ایک ہی پہلو کو صحیح سمجھنا اور دوسرے پہلو کو غلط قرار دینا صحیح نہیں، اصل قابل توجہ چیز یہ ہے کہ حقیقت ہو بے روح رسم نہ ہو۔

۲ے سلام اس کتاب ص ۱۲۰ تا ۱۲۲ پر مدرج ہے۔

إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ
الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَ
كَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَاهَدْتَ
فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ فَجَزَاكَ
اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
خَيْرَ مَا جَزَىٰ نَبِيًّا مِنْ
أُمَّتِهِ وَرَسُولًا عَنْ خَلْقِهِ

سامنے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں
ہے (کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے) اور
اس کا کوئی شریک یا ساجھی بھی نہیں ہے اور بلاشبہ آپ
اس کے بندے اور رسول ہیں — اور میں اس کی بھی
شہادت دیتا ہوں (اور ان شاء اللہ قیامت میں اللہ
کے سامنے بھی یہ شہادت دوں گا) کہ آپ نے اس کا
پیغام پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا، اور امت
کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہ رکھی اور گمراہی اور تاریکی
کو بالکل دور کر دیا، اور اللہ کی راہ میں جد و جہد کا حق
پوری طرح ادا کر دیا پس آپ کو آپ کا مولا اس پوری امت
کی طرف سے وہ بہترین جزا دے جو کسی نبی کو اس کی امت
کی طرف سے اور کسی رسول کو اپنی مخلوق کی طرف سے
اللہ نے دی ہو یا دینے والا ہو

اس کے بعد حضورؐ سے شفاعت کی درخواست کیجیے کہ "حضور! گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے، میں آج آپؐ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ سے معافی چاہتا ہوں، حضورؐ بھی میرے لیے استغفار فرمائیں، اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں، اگر حضورؐ نے عنایت نہ فرمائی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا، برباد ہو جاؤں گا۔"

بہ سلام آدم جوابم دہ مرہمے بردل خرابم نہ

اس کے بعد اپنے اُن بزرگوں دوستوں، عزیزوں کا سلام حضورؐ کو پہنچائیے جنھوں نے آپ سے فرمائش کی ہو اور آپ نے اُن سے وعدہ کرلیا ہو۔ اگر سب کا نام لینا مشکل ہو تو اتنا ہی عرض کردیجیے کہ "حضورؐ آپ پر ایمان رکھنے والے اور آپ کا نام لینے والے میرے چند اور بزرگوں اور عزیزوں دوستوں نے بھی سلام عرض کیا ہے، حضورؐ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لیے بھی اپنے رب سے مغفرت مانگیں۔ وہ بھی حضورؐ کی شفاعت کے طلبگار اور امیدوار ہیں۔"

اس سیاہ کار کی التجا

یہاں میں آپ سے بڑی ہی عاجزی سے اور ایمانی اخوت کا واسطہ دے کر عرض کروں گا کہ خواہ اس پہلی حاضری میں اور خواہ اس کے بعد کسی حاضری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سیاہ کار امتی کی طرف سے بھی عرض کریں کہ اے رب العالمین کے حبیب اے رحمت عالمؐ آپ کے ایک سیاہ کار اور نابکار امتی محمد منظور نے بھی سلام عرض کیا ہے وہ اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اور حضورؐ پر ایمان لانے والے اپنے سب محسنوں اور محبوں کے لیے حضورؐ سے مغفرت کی دعا اور شفاعت کا طلبگار اور امیدوار ہے، اسے یقین ہے کہ آپ کی شفاعت و عنایت سے اس کا بیڑا پار ہوجائے گا۔ ۔۔۔ حضورؐ سے اس کی یہ بھی استدعا ہے کہ حضورؐ اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ مرتے دم تک اسکو ایمانی عہد پر قائم رہنے کی توفیق ملے۔"

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن   کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے

پھر حضور اقدس کے حضور میں سلام اور اپنی معروضات عرض کرنے کے بعد قریباً ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کے آپ کے یار غار اور سب سے بڑے جاں نثار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیجئے "السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اس کے بعد قریباً ایک ہاتھ اور داہنی ہی جانب ہٹ کے سیدنا حضرت فاروق اعظم کے روبرو حاضر ہو کے سلام عرض کیجئے "السلام علیک یا امیر المومنین، السلام علیک یا معز الاسلام والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

مدینہ طیبہ میں آپ کا قیام اور اس عرصہ کے مشاغل

خدا نے چاہا تو آپ کو مدینہ طیبہ میں قیام کا کافی موقع ملے گا۔ ان دنوں کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھیے جہاں تک ہو سکے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزاریے۔ لاکھوں مربع میل کی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب قطعہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور میں سب سے زیادہ سجدے کیے، نمازیں پڑھیں، خطبے دیے، دعائیں کیں، اعتکاف کیے۔ اگرچہ اب مسجد نبوی عہد نبوت کی وہ پرانی مسجد نہیں ہے لیکن اس میں کیا شک کہ زمین یہی ہے اور فضا وہی ہے، وہ انوار و برکات وہی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں۔ یقیناً

اگر فردوس بر روئے زمین است   ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

بہر حال اپنا زیادہ وقت مسجد شریف ہی میں گذارئیے نفل نمازیں پڑھیے۔ قرآن مجید کی تلاوت کیجیئے، اور سب سے زیادہ شغل درود شریف کا رکھئے۔ اور جب موقع مناسب ملے سلام عرض کرنے کے لئے مواجہ شریف میں حاضر ہو جائیے۔

مواجہہ شریف میں اطمینانی حاضری کے اوقات

اس عاجز کے تجربہ میں چار وقت ایسے ہیں جبکہ مواجہ شریف میں اطمینان سے حاضری اور عرض و معروض کا موقع اکثر مل جاتا ہے، ایک تہجد کے وقت جبکہ مسجد شریف کے دروازے کھلتے ہیں، اس وقت داخل ہونے والے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ "روضۃ الجنۃ" میں جگہ قبضانے کی فکر میں یا "محراب النبی" پر نفل پڑھنے کی کوشش میں اس طرف سبقت کرتے ہیں، آپ اگر اس وقت "باب جبریل" سے داخل ہو کے اور تحیۃ المسجد مختصر پڑھ کے سیدھے مواجہ شریف پر پہونچیں تو وہاں کوئی اژدہام اور مجمع انشاء اللہ اس وقت نہ پائیں گے — دوسرے ہندوستانی گھڑیوں کے حساب سے دن کو ۱۰ بجے اور ۱۱ بجے کے درمیان — تیسرے غروب آفتاب سے قریباً پون گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے — اور چوتھے رات کو جب مسجد شریف کے دروازے بند کیے جاتے ہیں، اگر آپ اس امید میں بالکل آخری وقت تک وہاں رہیں تو انشاء اللہ کبھی کبھی چند منٹ کے لیے ایسا موقع بھی اس وقت آپ کو نصیب ہو جائے گا جب کہ آپ کے سوا وہاں کوئی نہ ہو گا۔

چونکہ اصحاب ذوق و محبت کو کسی ایسے وقت کی بڑی تمنا ہوتی ہے جب کہ۔

"ہم ہی ہم ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو"

اس لیے اپنا یہ تجربہ بے تکلف آپ کے لئے عرض کر دیا ہے خدا کرے کام آئے تو کیا بس آپ سے امید رکھوں کہ آپ ایسے کسی وقت میں کبھی اس سیاہ کار کو یاد رکھ سکیں گے۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی　　بیاد آر حریفانِ بادہ پیمارا

ایک اور تجربہ اور مشورہ

انکسار کے طور پر نہیں بلکہ پوری دیانتداری اور صفائی سے حقیقت حال عرض کرتا ہوں کہ خاص اصطلاح کے مطابق میں اہل ادراک میں سے نہیں ہوں بلکہ ان امور میں ایک عامی آدمی ہوں تاہم گزشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے وہاں کی حاضری کی نعمت سے نوازا، تو جب کبھی کسی قدر اطمینان کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضری نصیب ہوئی تو قریب قریب ہر دفعہ بڑی قوت کے ساتھ دل پر اس احساس کا غلبہ ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خیال اور فکر امت کی دین سے لاپرواہی اور دوری کا ہے۔ اور مسلمانوں کی بگڑی ہوئی زندگی سے آپ سخت محزون اور متفکر ہیں اور گویا اس کے منتظر ہیں کہ آپ سے تعلق اور نسبت رکھنے والے آپ کی امت میں دینی روح اور اسلامی زندگی عام کرنے کے لیے کمربستہ ہوں۔ ممکن ہے یہ میرے خاص خیالات کا ہی عکس ہو، لیکن بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی دل میں اسکا یقین پوری قوت سے بھر رہا ہے۔ آپ سے بے تکلف عرض کیے دیتا ہوں کہ آخر ایک وقت اس سیاہ کار نے حضور ہی سے بھی عرض کیا کہ حضور توفیق اور استقامت کی دعا فرمائیں اور عرض کیا یہ غلام بھی جہاں تک بن پڑے گا یہ کام کریگا۔ پھر ایسا محسوس ہوا گویا حضور کو اس وعدہ اور ارادے سے ایک خاص مسرت اور فرحت ہوئی والعلم عند اللہ۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ اسکا بہت امکان ہے بلکہ اپنی حالت دیکھتے ہوئے غالب یہی ہے کہ یہ سب میرے ہی اندر کے خیالات ہوں لیکن بہرحال

اس احساس پایا اور اِک نے مجھے تو فائدہ ہی پہونچایا کہ ایک قطعی مفروض دینی کام کی اہمیت کا احساس پہلے سے کچھ زیادہ ہوگیا۔

آپ کو بھی اس عاجز کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مواجہ شریف میں جہاں حضورؐ سے آپ اپنی اور باتیں عرض کریں وہاں کبھی دین کی خدمت و نصرت کا عہد بھی آپ کیجئے! انشاء اللہ اس کی برکتیں آپ خود دیکھ لیں گے۔

جنّت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ مقدسہ کے بعد سب سے اہم مقام وہاں کا قدیمی قبرستان "جنت البقیع" ہے جو حرم نبویؐ سے بہت تھوڑے سے فاصلہ پر ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ ۔ ۲۰۰ فٹ کی مسافت ہے کیسا خوش نصیب یہ خطہ ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھ سے اسمیں دفن فرمایا آپ کی اکثر ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور اہل بیت نبوت کے بہت سے ممتاز افراد اور کتنے جلیل القدر صحابۂ کرامؓ اور بے شمار میں نہ آسکنے والے ان کے تابعین اور تبع تابعین اور قرون مابعد میں پیدا ہونے والے بے گنتی و بے شمار آئمۂ عظام اور اولیاء کرام اس میں آسودۂ خواب ہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے۔ ع "دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانہ میں یہاں بھی حاضری دیتے رہیئے، یہاں کے سونے والوں کو پہلے مسنون طریقہ پر سلام عرض کیجئے اور اُن کے لئے اُن کے رب سے مغفرت اور رحمت اور رفع درجات کی دعا کیجئے اور اس کے ساتھ اپنے لئے بھی دعا کیجئے کہ اے اللہ یہاں تیرے جو یہ وفادار اور صالح بندے سورہے ہیں۔ ان کی جن باتوں سے تو راضی ہوا ان کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرما، اے

اللہ! اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں لیکن میرے ان سب صالح بندوں سے مجھے محبت ہے بس اس محبت ہی کی برکت سے تو مجھے ان کے ساتھ شامل فرما دے (والحقنی بالصّٰلحین)

بقیع کا دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے آپ ہر وقت حاضر ہو سکتے ہیں لیکن اپنا تجربہ یہ ہے کہ سب سے اچھا وقت یہاں کے لیے صبح اشراق کے بعد کا ہے۔

مسجد قبا

مسجد قبا جس کے متعلق "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی"[1] فرما کر خود قرآن پاک نے اسکو خاص عزت و عظمت بخشی ہے، اور "خَیْرٌ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ"[2] کے الفاظ سے جس میں نماز پڑھنے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترغیب دی گئی ہے، اور جس میں دو رکعت کا ثواب حضورؐ نے عمرہ کے برابر بتلایا ہے، کم از کم ایک دو دفعہ وہاں بھی جائیے اور اس میں نماز ادا کیجئے اور وہاں کے خاص انوار و برکات کے حصول کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

جبل اُحد

اُحد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا "یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ" (ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے) اسی پہاڑ ہی کے دامن میں گویا جنگ اُحد ہوئی تھی جس میں خود آنحضرتؐ بھی سخت زخمی ہوئے اور قریباً ستر جاں نثار صحابۂ کرام شہید ہوئے تھے جنمیں آپ کے محبوب اور شفیق چچا اسد اللہ و اسد رسولہٖ حضرت حمزہ رضؓ بھی تھے، یہ سب شہدائے کرام وہیں مدفون ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے اس گنج شہیداں پر تشریف لیجاتے اور وہاں ان کو سلام و دعا سے نوازتے تھے۔

کم از کم ایک دفعہ وہاں بھی آپ ضرور حاضری دیجئے اور مسنون طریقہ پر شہدائے کرام کو پہلے سلام عرض کر کے ان کے واسطے اور ان کے ساتھ اپنے بھی واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت

---

[1] وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص و تقویٰ پر رکھی گئی۔ [2] اس مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا آپ کے لئے بہتر ہے۔ ۱۲

رحمت کی اور فلاح ورضا کی دُعا کیجئے۔ اور اللہ ورسول کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر استقامت اللہ تعالیٰ سے یہاں خاص طور پر مانگیے۔

مدینۂ طیّبہ کے فقراء ومساکین

غربت وافلاس مدینہ شریف میں حد سے زیادہ ہے جن بیچاروں نے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے وہ تو نالبًا لوگوں سے امداد واعانت حاصل کر ہی لیتے ہوں گے لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ مدینہ کی آبادی میں کافی تعداد ایسے شریف گھرانوں کی ہے جو فاقوں پر فاقے ہونے کے باوجود سوال اور اظہار حاجت کی ذلّت سے اپنے کو بچاتے ہیں۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے پڑوسیوں کی خدمت بڑی سعادت ہے، اور انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت وعنایت حاصل ہونے کا خاص ذریعہ ہے۔

لیکن ہم آپ جیسے لوگ اپنے چند روزہ قیام میں ان کا پتہ بھی نہیں چلا سکتے البتہ ایسے معتمد ذریعے مل سکتے ہیں جن کی وساطت سے اپنے ہدایا ایسے گھرانوں تک پہونچائے جاسکیں۔

مدینۂ طیّبہ سے واپسی

مدینہ طیّبہ میں جتنا قیام اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر فرمایا ہے اس کو ختم کرکے آپ آخر کار واپس ہوں گے، اور مدینۂ طیّبہ سے جدا ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونا قدرتی طور پر آپ کے لیے بڑا سانحہ ہوگا۔ بہرحال جب وہ دن آئے تو اس روز خصوصیت اور خاص اہتمام سے آپ رخصتی ہی کے لیے مسجد شریف میں حاضر ہوں، پہلے دو رکعت نماز اگر ہو سکے تو محراب نبوی میں ورنہ اس کے آس پاس روضۃ الجنۃ میں کہیں پڑھیں، اور اپنی دعاؤں کے ساتھ خاص طور سے یہ دُعا بھی کریں کہ:-

"اے اللہ! تیرے محبوب رسول اور ان کی اس مسجد اور ان کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق و آداب کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں مجھ سے ہوئیں ان کو اپنے خاص کرم سے معاف فرما، اور میرے حج و زیارت کو قبول فرما، اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرما، اور میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو، بلکہ اے میرے کریم مولا! اس کے بعد بھی مجھے تو یہاں حاضری کی توفیق عطا فرما، اور قیامت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب مجھے نصیب فرما۔"

اس کے بعد آپ مواجہ شریف میں آئیں اور سلام عرض کریں، اور استغفار اور شفاعت کی پھر درخواست کریں اور یہاں کے ادب اور مقام کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اور بھی جو کچھ عرض کرنا ہو عرض کریں اور استدعا کریں کہ حضور والا میرے حج و زیارت کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں اور یہ بھی دعا فرمائیں کہ میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو، بلکہ اس کے بعد بھی مجھے بلایا جائے۔

اس وقت جس قدر آپ کا دل غمگین اور شکستہ ہوگا اور آنکھیں جتنی اشکبار ہوں گی انشاء اللہ اسی قدر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت آپ کی طرف متوجہ ہوگی۔

اس کے بعد یہ تصور کرتے ہوئے کہ جس ملک میں میں رہتا ہوں گویا اسی میں شہادت حق اور دین کی خدمت و نصرت پر مامور ہوں وطن روانہ ہو جائیے اور دل غمگین کو تسکین دیجئے کہ اگرچہ جسم میرا مدینہ طیبہ سے دور رہے گا لیکن میری روح انشاء اللہ کبھی دور نہ ہوگی اور ہزاروں میل دور سے بھی میرا درود و سلام، اور میرا پیام اللہ کے فرشتوں کے ذریعہ انشاء اللہ حضور کو پہنچا کرے گا۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔)

کیفِ حضوری

(از- حضرت حمید صدیقی لکھنوی)

کیفِ حضوری اللہ اکبر — چھایا ہوا ہے دیدہ و دل پر
پیشِ نظر ہے روضۂ اطہر — آنکھیں بھی روشن دل بھی منور
تشنہ لبوں پر بخششِ پیہم — صلّ علیک، اے ساقیِ کوثر
بادۂ عرفاں، کیفِ مجسم — جھوم رہے ہیں شیشہ و ساغر
وقفِ زیارت چشمِ تمنّا — مُہرِ سکوتِ شوق لبوں پر
یوں ہیں وہ ہم آغوشِ تصوّر — بھول گیا ہوں خود کو بھی یکسر
دیکھتے ہیں وہ میری جانب — دل کو ہوا محسوس یہ اکثر
برقِ تجلّی کوند رہی ہے — جالی کے باہر، جالی کے اندر
گنبدِ خضرا، شمعِ تجلّی — محوِ نظارہ ہیں مہ و اختر
حلقہ بگوشِ بامِ حرم ہیں — کس کے پیامی ہیں یہ کبوتر
جذبِ سوادِ شامِ مدینہ — لرزاں لرزاں خسروِ خاور
جلوؤں کو ان کے خوب ہی دیکھا — دور بھی ہٹ کر پاس بھی جا کر
حاصلِ زیست انعامِ حضوری — جس کو بھی ہو جائے میسّر
مجھکو بھی لے آغوش میں اپنی — صدقے بقیعِ پاک میں تجھ پر
طیبہ میں مرنا طیبہ میں جینا — یہ بھی ہے بہتر وہ بھی ہے بہتر

اپنے گھر سے

بیت اللہ تک

از

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

ایک ضروری بات

اگلے صفحہ سے شروع ہونے والے مضمون کے متعلق ناظرین کرام کو یہ بتا دینا میرے لئے ضروری ہے کہ رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا یہ مضمون جو آپ بیتی کے انداز پر لکھا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے میرے شدید اصرار پر ۱۳۶۰ھ میں "الفرقان کے حج نمبر" کے لئے لکھا تھا اور از راہ اخلاص و انکسار ان کا سخت اصرار تھا کہ اس مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہ کیا جائے — اور ان کو امید تھی کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ لیکن جب انھوں نے یہ مضمون تیار کر کے حوالہ کر دیا تو میں نے ان کی اس فرمائش کی تعمیل اپنے لئے ضروری نہ سمجھی — بہر حال اس مضمون کو مولانا کے نام سے شائع کر دینے کی اچھائی برائی کا ذمہ دار یہ عاجز ہے۔

محمد منظور نعمانی عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اللہ کر کے روانگی کی تاریخ آئی۔ ع

"دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے"

جس دن کی آرزو لے کر اللہ کے لاکھوں نیک اور مقبول بندے دنیا سے چلے گئے۔ ہزاروں اولیاء اللہ عمر بھر اسی حسرت و اشتیاق میں رہے، وہ ایک ظلوم و جہول بندہ کو نصیب ہو رہا ہے۔ ع

"برایں مژدہ گر جاں فشانم رواست"

بہت چاہا کہ سوائے چند مخصوص دوستوں کے کسی کو خبر نہ ہو، ایسے موقع پر ریا و عُجب (خود پسندی) سے حفاظت اور اخلاصِ کامل بڑا اونچا مقام اور اللہ کے مخلص بندوں کا کام ہے۔ اگر سفر کی بسم اللہ ہی غلط ہوئی اور اخلاص میں فرق آیا تو بڑا خطرہ ہے ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

لیکن ایک سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو خبر نہ ہی گئی، اے اللہ دل کا نگہبان تو ہی ہے، اپنی ناکارگی، گناہوں اور شامتِ نفس کا پورا استحضار اور تیرے بے استحقاق احسان کا مراقبہ رہے، ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی اہلیت و مقبولیت کا وسوسہ اور ریا کا ادنیٰ شائبہ کبھی نہ آنے پائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِیْنَا وَ جَوَارِحَنَا بِیَدِكَ لَمْ تُمَلِّکْنَا مِنْھَا شَیْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ بِنَا فَکُنْ اَنْتَ وَلِیَّنَا وَاھْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ

اے اللہ ہمارے دل، ہماری پیشانی کے بال ہمارے اعضا، و جوارح سب تیرے ہاتھ میں ہیں تو نے اس میں سے کوئی چیز بھی ہمارے اختیار میں نہیں دی جب واقعہ یہ ہے تو پھر تو ہی ہمارا کارساز رہ اور ہم کو سیدھے راستے پر لگا۔

تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ سفر میں سامان کم سے کم اور بس ضروری ضروری چیزیں تب لیجئے، زیادہ سامان کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے، آزادی نہیں رہتی اور بعض اوقات غلط کام کرنے پڑتے ہیں، جن کا ہمیشہ افسوس رہتا ہے۔

لیجئے دیکھتے دیکھتے چلنے کا وقت آگیا، مگر وہ وقت نہیں ہے، ہر سفر کا آغاز دو رکعت نفل اور دعا سفر سے مسنون ہے، نہ کہ اتنا طویل، مبارک اور نازک سفر جس میں ہر آن خطرہ پونجی کے ڈوب جانے اور قلب و نیت کے قزاقوں کی

رہزنی کا ہے، ساری عمر کا خشوع اگر اس ایک نماز میں اور زندگی بھر کا تضرع اگر آج کی دعا میں آجائے تو بڑی بات نہیں، جسم و جان، قلب و ایمان، بر و بحر کے خطرے اس ایک سفر میں جمع ہیں، ہار جیت کا سفر ہے، ہار بھی ایسی کہ اس کے برابر کوئی ہار نہیں، اللہ کے گھر جائے اور اپنی شامتِ اعمال سے خالی ہاتھ آئے بلکہ گناہوں کی گٹھری اُلٹی پیٹھ پر لاد کر لائے۔

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے

اور جیت بھی ایسی کہ کوئی فتح اور کامرانی اس کے برابر نہیں، گناہوں سے پاک دھویا دھلایا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری و مسلم)	جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کیا اور بے حیائی اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز تھا۔

وہ سفر جس کا انعام جنت ہے۔

الحج المبرور لیس لہ الجزاء الا الجنۃ (بخاری و مسلم)	حج مقبول کی جزا جنت ہی ہے۔

اس سفر کے لئے جو کچھ بھی مانگا جائے اور جس طرح دل کھول کر مانگا جائے کم

ہے۔ مگر ناتجربہ کار عقل، پریشاں دماغ، مضطرب دل، تھکا ہوا جسم، وقت تھوڑا کہنا بہت، کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر ضروری باتیں زبان پر آجائیں اور ضروری باتیں نہ جائیں، لیکن قربان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جیسے ہر دینی و دنیاوی ضرورت کے لیے جچی تُلی دعائیں اور ہر شعبۂ زندگی کے لیے منتخب دعائیہ الفاظ امت کو عطا کر گئے۔ سفر کی بھی ایسی مکمل دُعا تعلیم کر گئے جس میں نہ کسی اضافہ کی ضرورت ہے نہ کسی ترمیم کی۔ اور صدہا احسانات کے ساتھ اس احسان کا بھی استحضار کر کے محبت و عظمت کے ساتھ درود پڑھ کر یہ مسنون دعا ثور الفاظ کہے:-

اللّٰھم انا نسألک فی سفرنا ھٰذا البرّ والتقویٰ ومن العمل ما تحب و ترضیٰ، اللّٰھم ھوّن علینا سفرنا ھٰذا واطوِ عنا بعدہ اللّٰھُمّ انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللّٰھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد (مسلم)	اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور احتیاط کے طالب ہیں اور ایسے عمال کے جو تجھے پسند ہوں اے اللہ ہمارے سفر کو ہمارے لیے آسان اور ہلکا بنا دے اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے، اے اللہ تو سفر میں بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہے اور گھر میں بھی ہمارے پیچھے نگراں اور خیال رکھنے والا ہے، اے اللہ میں تجھ سے سفر کی کلفت اور ایسی چیز سے پناہ چاہتا ہوں جسکے دیکھنے سے کوفت ہو اور مال و اہل و عیال کی طرف بُری واپسی سے۔

گھر سے رخصت ہوئے سب کو اللہ کے حوالے کیا، اور اللہ کے حفظ و امان میں دیا۔ رخصت کرنے والوں نے بھی مسنون الفاظ میں اللہ کے گھر کے مسافر کو اللہ کی ودیعت و حفاظت میں دیا اور کہا:۔

استودِعُ اللّٰہ دینك وامانتك	میں اللہ کی امانت میں دیتا ہوں تمہارا دین
وخواتیم اعمالك	اور تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام۔

جس وقت گھر سے نکلے سفر شروع ہو گیا اور زبان پر یہ مسنون الفاظ آ گئے جو بالکل مناسب حال ہیں۔

اللّٰھُمَّ بك انتشرت والیك	اے اللہ میں تیرے سہارے چل کھڑا ہوا ہوں
توجهت وبك اعتصمت و	اور تیری طرف رُخ کر دیا ہے اور تجھے مضبوط پکڑ
علیك وتوکلت انت ثقتی و	لیا ہے اور تجھ پر بھروسہ کیا ہے، تو ہی میرا سہارا ہے
انت رجائی اکفنی ما اھمنی	تو ہی میرا آسرا ہے، جس چیز کی مجھ فکر ہے اور جس کی مجھے
وما لا اھتم به وما انت	فکر نہیں اور جس کو تو زیادہ جانتا ہے سب کا تو
اعلم به منی عز جارك وجل	خود ہی انتظام فرمانے، تیرے جوار میں آنے والا
ثناؤك ولا الٰه غیرك	غالب و محفوظ ہے۔ تیری مدح و توصیف بلند ہے
زودنی التقوی واغفرلی	تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تقویٰ کو میرا زاد راہ
ذنوبی ووجهنی للخیر اینما	بنا، میرے گناہوں کو معاف فرما، اور جس طرف
توجهت	رُخ کروں خیر ہی کی طرف میرا رُخ کر۔

گاڑی آگئی، مسافروں کو ایذا دیے بغیر سوار ہوئے، سامان کو قرینہ سے رکھا، بقدر ضرورت جگہ گھیری، وضو اور نماز کا انتظام کر لیا، سفر کے اس ہنگامہ اور شور و غل میں بھی اپنے سفر کی عظمت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ اور اپنی بے بسی کا احساس قائم ہے، لوگوں سے محبت کے ساتھ رخصت ہوئے اور سفر کی کامیابی اور مقبولیت کے لئے خود ان سے دعا کی درخواست کی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اللہ کے ان سادہ دل بندوں میں کتنے مقبولِ بارگاہ ہوں گے، اور کتنوں کے جسم یہاں اور دل وہاں ہوں گے، اور کتنے بہت سے حجاج سے افضل ہوں گے۔

گاڑی روانہ ہوئی، اپنے ہم سفروں سے تعارف حاصل ہوا، ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سفر کی سنّت اور حکم ہے کہ ساتھیوں میں سے ایک کو سفر کا امیر بنا لیا جائے، سب نے اتفاق کیا اور ایک صاحب علم اور منتظم رفیق کو امیر بنایا، انھوں نے سب کی خدمت و راحت کا عزم کیا، حج کے رفیقوں کو مخاطب کر کے اس سفر کی عظمت اور اس کے آداب و حقوق مختصر طریقے پر بیان کیے، نماز کا وقت آیا، ساتھیوں کو نماز کی طرف متوجہ کیا اور اعلان کیا کہ ان شاء اللہ نماز جماعت کے ساتھ ہوگی، گاڑی جنکشن پر پہونچنے والی ہے، گاڑی ٹھہری، اپنی جگہ کے محفوظ رہنے کا انتظام کیا، سب نے وضو کیا، پلیٹ فارم پر اذان ہوئی، امام نے وقت کا خیال کرتے ہوئے مختصر نماز پڑھائی، لوگ اپنی اپنی جگہ آ گئے، موقع ہوا تو سنّتیں اور نوافل کھڑے بیٹھے پڑھ لیے، اگلی نماز کے وقت اتر کر پڑھنے کی مہلت نہ تھی، گاڑی کے اندر ہی جماعت کا

اہتمام ہوا، مسافروں سے کہہ سُن کر جگہ کی، اور فرض کھڑے ہو کر ادا کیے، بعض نمازوں میں سب نے ایک ہی جماعت سے نماز پڑھی بعض اوقات، دو دو تین تین نے مل کر ایک ایک جماعت کر لی، رات کو سونے میں، اُترنے اور چڑھنے میں کسی چیز میں بھی کشمکش کی نوبت نہیں پیش آئی۔ لاجدال فی الحج (حج میں لڑائی جھگڑا نہیں) کی مشق یہیں سے شروع ہو گئی، الحمد للہ، رفیقوں کو اعتماد اور مسافروں کو انس ہو گیا اس سے خود کو بھی راحت ملی اور دوسروں کو بھی غنیمت ہوئی۔ اور زیادہ خرچ کرنے سے بھی جو آرام نہ ملتا وہ ایثار و خدمت سے ملا۔ کم خرچ بالانشیں اسی کو کہتے ہیں۔

راستہ میں دین ہی کا تذکرہ اور دین ہی کا مشغلہ رہا، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی "فضائل حج" مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کی "زیارۃ الحرمین" مفتی صاحب مظاہر العلوم کی "معلم الحجاج"۔ مولانا عبد الماجد دریابادی کا "سفر نامہ حجاز" شیخ عبد الحق دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی "جذب القلوب الی دیار المحبوب" ساتھ ہے، راستہ میں خواہ مخواہ کی وقت گزاری اور لایعنی گفتگو کی نوبت ہی نہیں آئی، مولوی احتشام الحسن کاندھلوی کی "رفیق حج" کے متعدد نسخے ساتھ ہیں، ساتھیوں کو دے دیے کہ ایک دوسرے کو پڑھ کر سنائیں۔

بات کرتے کرتے آخری اسٹیشن آ گیا، مسافر اترے، سامان اترا، نجب کو اتار کر اور سب کچھ دیکھ بھال کر امیر صاحب اُترے، قافلہ سافرخانے پہونچا، سب نے اپنی

جگہ مقیم ہوئے مستورات کے پردے کا پورا انتظام کیا۔ ابھی جہاز کی روانگی میں ایک ہفتہ باقی ہے، اکثر ضروریاتِ سفر ہمراہ ہیں، پاسپورٹ بن چکا ہے، اگر نہیں بنا تو آسانی سے بن جائے گا، ٹکٹ کا مرحلہ بھی مشکل نہیں، سب کی صلاح ہوئی کہ یہ ہفتہ اپنی تیاری اور حجاج کی خدمت گزاری میں صرف ہو، سُنا ہے کہ جس نوع کی خدمت مسلمانوں کی کی جائے اسی نوع کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، جو مسلمان کو روٹی کھلائے گا اللہ اس کی روٹی کا انتظام فرمائے گا، جس کو مسلمانوں کی نماز کی فکر ہوگی اللہ اس کی نماز کی حفاظت اور اس کی ترقی کا انتظام فرمائے گا۔ اس لیے اگر حجاج کے حج کی صحت اور اس کی روح کی فکر کی جائے گی تو ہمیں بھی اپنے حج کی مقبولیت اور اس کی روحانیت کی امید کرنی چاہیئے اللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ (جب تک ایک شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتا ہے) قرار یہ پایا کہ حجاج کا دائرہ بہت وسیع ہے کسی ایک کے بس کی بات نہیں، اس لیے جماعتیں بنائی جائیں اور اجتماعی طور پر نظم و انتظام سے کام شروع کیا جائے، خوش قسمتی سے تبلیغی جماعت کے افراد موجود ہیں جو حجاج کی دینی ضروریات کی تکمیل اور حج کے مسائل و فضائل لوگوں تک پہونچانے کی سعی کرتے ہیں، ان کی جماعت کو تلاش کرکے ان میں شرکت کی جو معلومات کتابوں کے مطالعہ سے مشکل سے حاصل ہوتے ہیں وہ ان کے ذریعہ ان کے تجربوں سے آسانی سے حاصل ہو گئے۔ مسافر خانہ اور حاجی کیمپ میں حجاج کی حالت

دیکھ کر سخت قلق ہوتا ہے، حج کا سا عظیم الشان اور مقدس سفر جو سراسر عشق و محبت کی تکمیل اور ایمان و تقویٰ کی تصویر ہے اور حالت یہ کہ فرض نمازوں تک کا اہتمام نہیں، نیچے مسافر خانہ میں مسجد بنی ہوئی ہے، جہاں پانچ وقت باآواز بلند اذانیں ہوتی ہیں، وضو و غسل کا انتظام ہے، مگر ذرا ذرا سی حقیقی و خیالی ضرورتوں کی وجہ سے بے تکلف جماعت چھوڑ دی جاتی ہے، اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر یہ ہے کہ بغیر کسی مشغولیت کے بھی بیسیوں آدمی نمازیں قضا کرتے ہیں، وقت مقرر ہوا جماعتیں نہیں، حجاج کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا، سامان کی تیاری میں سخت انہماک ہے مگر اصل تیاری سے پوری غفلت، ضرورت کی کوئی چیز (جس کی ممکن ہو پورے سفر میں ضرورت نہ ہو) رہ نہ جائے، مگر دین کے مبادی اور ارکان کی طرف بھی توجہ نہیں، جو سب سے اہم مسئلہ زندگی کی سب سے بڑی ضرورت اور حج کی بنیاد، مگر خدا معاف کرے، ہمارے دوستوں کو بات سننے کی بھی فرصت نہیں، بہرحال خوشامد درآمد سے متوجہ ہوئے، دیکھ کر عقل حیران ہوگئی کہ کئی صاحبوں کا کلمہ تک درست نہیں، اور مفہوم سے تو بہت کم آشنا، جماعتوں کی حاضری کی طرف توجہ دلائی اور عرض کیا کہ مسافر خانہ کی مسجد میں فلاں وقت حج کے متعلق روزانہ کچھ عرض کیا جاتا رہے گا، آپ ضرور تشریف لائیں، یہ تیاری ہر تیاری پر مقدم ہے۔ ہمارے امیر صاحب نے اور دو ایک دوستوں نے صبح اور عشاء کے بعد کچھ بیان کرنا بھی شروع کیا، اور معلوم ہوا کہ جہاز میں احساس و توجہ کی ایک لہر پیدا ہوئی ہے اور بہت سے لوگ کچھ پابند ہوتے [illegible] "الفرقان"

میں کام کا جو نقشہ دیا گیا ہے[1] اس کے مطابق تعلیم وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا گیا، اور الحمد للہ بہت موثر ومفید ثابت ہوا۔

لیجیے جہاز کی روانگی کا دن آ پہونچا، آج بڑے ہنگامہ کا دن ہے، میدانِ حشر کا ایک نمونہ ہے، نفسی نفسی کا عالم ہے، ہر ایک کو اس کی فکر ہے کہ اس کو اچھی سے اچھی جگہ مل جائے اور سامان محفوظ رہے، قانونی مراحل سب طے ہوئے، سامان جہاز پر پہونچا، اب سوائے اللہ پر بھروسہ کے کوئی چارہ نہیں، جہاز پر داخلہ شروع ہو گیا اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے یہ دن دکھایا، خدا وہ دن بھی دکھائے کہ سرزمین مقدس پر اُترنا ہو، سفرِ عشق میں سامانِ راحت کا کیا سوال، پھر بھی اللہ کے احسان کے صدقے کہ ہم ضعیفوں کو امتحان میں نہیں ڈالا اور راحت وعافیت کی جگہ عطا فرمائی لیجیے وہ سیٹی ہوئی، وہ لنگر اٹھا، وہ ہاتھ سلام کے لیے اُٹھے، وہ رومال وداع کے لیے ہلے، ان سب کو سب نے دیکھا، مگر بہتے ہوئے آنسوؤں کو کس نے دیکھا، اور گلوگیر آواز کو کس نے سُنا۔ جانے والو! حج وزیارت تم کو مبارک ہو، مومن کی معراج تم کو مبارک، ہم مہجوروں کو نہ بھولنا۔ ع

"ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے"

جہاز روانہ ہوا، سامان قاعدے سے لگایا، نئی جگہ کا جائزہ لیا، اب بڑی فکر اس کی ہے کہ نمازوں کا انتظام کیا ہوگا، یہ بارہ چودہ دن جن سے زیادہ فرصت کے اوقات برسوں میں نصیب نہ ہوئے ہوں گے کس طرح گزریں گے، تیاری کی ایک

---

[1] جس سال حج چھوٹ گیا تھا اسی سال ایک دو مہینے پہلے حجاج میں تعلیمی وتبلیغی کام کا ایک نقشہ اور پروگرام رکھا گیا تھا، یہ اس کی طرف اشارہ ہے ۱۲

مہلت اور عمر بھر کی غفلتوں کی تلافی کا ایک موقع ملا ہے شامتِ اعمال سے یہ بھی کہیں ضائع نہ ہو جائے، مشورہ کیا، چل پھر کر دیکھا معلوم ہوا کہ جہاز کی بالائی منزل پر نماز کے لیے ایک وسیع جگہ ہے، سمت قبلہ بتلانے کے لیے (جو جہاز پر ایک مشکل مسئلہ ہے) جہاز کی طرف سے انتظام ہے، چنانچہ لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا گیا کہ اذانیں انشاء اللہ وقت پر ہوں گی، حاجی صاحبان نماز کے لیے اذان کا انتظار کریں۔ ورنہ اس کا خطرہ ہے کہ بے وقت نماز پڑھ لی جائے۔ بالائی منزل پر نماز با جماعت ہوگی، قبلہ بتلانے کے لیئے جہاز کی طرف سے انتظام ہوگا، بغیر تحقیق کے نماز نہ پڑھی جائے، الحمدللہ جماعت شروع ہو گئی، امام و مؤذن کا تعین ہو گیا۔

خیال ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے فائدہ اٹھایا جائے اور حجاج کو ان کی قیام گاہوں پر مفید اور ضروری باتیں پہونچائی جائیں، چنانچہ ایسے اوقات میں جو کھانے اور ناشتہ اور سونے سے فراغت کے ہیں، تقاریر کا انتظام کیا گیا، کوشش یہ کی گئی کہ دین کے عام احساس اور حج کی عظمت اور اس کے لیے تیاری کا خصوصی خیال پیدا کرنے والی اور دینی جذبات اور احساس ذمہ داری کو بیدار کرنے والی تقریریں کی جائیں چنانچہ یہ سلسلہ شروع ہوا اور ہر مسافر نے بیٹھے بیٹھے، لیٹے لیٹے اپنی اپنی جگہ اس سے فائدہ اٹھایا، مستورات بھی مستفید ہوئیں۔

جہاز کے دن کامل فراغت و فرصت کے ہیں، زندگی کی سب سے بڑی مصروفیت نقل و حرکت تھی، مکان، دُکان، کارخانہ، دفتر، سڑک، باغ، محلہ، شہر،

یہاں کچھ نہیں، نیچے نیلا سمندر، اوپر نیلا آسمان، ان دونوں کے درمیان لکڑی کے ایک تختہ پر انسانوں کی یہ بستی، کوئی کہیں آنا جانا چاہے بھی تو کہاں جائے، گھوم پھر کر وہی ایک محلہ، وہی لکڑی اور لوہے کا چھوٹا سا تیرتا ہوا گاؤں، نقل و حرکت کی جو کچھ عمر بھر کی عادت، اور ہوس تھی جگہ اور دوسرے نے اس کو بھی پابند کر دیا، گویا سارے شوقین و بدشوق طالب علم امتحان سے پہلے مطالعہ کے ایک کمرے میں بند کر دیے گئے، حیف ہے اگر اب بھی امتحان کی تیاری نہ کریں! خیال ہوا کہ جماعتوں کے گشت، انفرادی تبلیغ اور تعلیم و تلقین کا اس سے بہتر وقت اور مقام نہیں ہو سکتا، ناشتہ اور چائے کے بعد مسجد میں تعلیم کا اعلان ہوا، اور عصر کے بعد گشت کا نظام بنا، یہاں بھی وہی انکشافات، جو پہلے ہوا تھا، دین کے مبادی و ارکان سے ناواقفیت، حج کے حقوق و آداب سے غفلت، آخر مسلمانوں کی یہ آبادی سمندر کے کسی جزیرہ سے تو نہیں آئی، اسی ہندوستان (یا پاکستان) سے تو آئی ہے، جہاں جہالت و غفلت عام ہے حجاج مسلمانوں کی عام آبادی ہی کا جز ہیں، ان سے کسی چیز میں ممتاز اور عام حالات سے مستثنیٰ کس طرح ہو سکتے ہیں خصوصاً جب کہ ان کا بڑا حصہ علمی و دماغی حیثیت سے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتا ہے[1]۔

---

[1] اگر خوش قسمتی سے تبلیغی جماعت موجود ہو تو فبہا، ورنہ اگر کسی جہاز پر نہ ہو تو مولانا محمد منظور صاحب نے حج کے سفر کے سلسلہ میں کام کا جو نقشہ شائع کیا ہے اسی تشکیل کے مطابق جماعت بنا لی جائے اور کام شروع کر دیا جائے۔ ۱۲

حج کو جہاد کی ایک قسم کہا گیا ہے اور افضل قسم "افضل الجہاد حج مبرور" حضرت عمرؓ نے فرمایا شدوا الرحال فی الحج فانہ احد الجہادین" حج میں اپنے کجاوے مضبوط کسو، اس لیے کہ وہ بھی ایک جہاد ہے" جہاز کا سفر اس سفر جہاد کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ دردِ سر، چکر، امتلائی کیفیت اور اس میں نمازوں کی ادائی اچھا خاصا جہاد ہے، اس جہاد میں کامیابی بغیر دینی تربیت اور پختہ عزیمت کے ممکن نہیں، جو لوگ بغیر کسی عذر کے بھی نماز کے پابند نہیں ان سے ایسی آزمائشوں کے ساتھ نماز و جماعت کا اہتمام بہت مشکل ہے اس کے لیے بڑی ایمانی قوت کی ضرورت ہے اور اس ایمانی قوت کے پیدا کرنے کا ہمارے موجودہ نظام سفر میں کوئی اہتمام نہیں، الحمد للہ وعظ و تبلیغ سے کسی حد تک نفع ہوا اور بہت سے لوگوں نے نمازوں کا اہتمام رکھا۔ جو لوگ دردِ سر و امتلائی کیفیت میں مبتلا تھے اور نقل و حرکت سے معذور تھے، وہ اپنی اپنی جگہ پڑے پڑے بھی اللہ کا ذکر زبان اور دل سے کرتے رہے۔

حج کے دو[۲] مستقل شعبے ہیں، ایک ضوابط و قوانین کا جس میں مومن کی اطاعت و انقیاد کا امتحان اور مظاہرہ ہے ایک محبت و عشق کا جس میں اس کی عاشقانہ کیفیت اور والہانہ محبت کا ظہور مطلوب ہے۔ اور سچ پوچھیے تو حج کی روح اور حضرت ابراہیمؑ کی میراث یہی عشق و محبت ہے، حج میں انھیں دبی ہوئی چنگاریوں کا ابھارنا اور الٰہی محبت کی تربیت اور ترقی مقصود ہے، بعض طبیعتوں کے خمیر میں

عشق و محبت داخل ہوتی ہے ان کو حج سے فطری مناسبت ہوتی ہے اس کے سب مشکلات ان کے لیے آسان اور اس کے سب مناسک وارکان ان کی روح کی غذا اور ان کے درد کی دوا ہوتے ہیں اگر یہ محبت و عشق فطری نہیں، اور طبیعت خشک اور قانونی محض واقع ہوئی ہے تو مناسب ہے کہ اکتسابی طریقہ سے کسی نہ کسی درجہ میں محبت کی حرارت پیدا کی جائے۔ اس لیے کہ اس کے بغیر بعض اوقات حج ایک قالب بے روح ہو کر رہ جاتا ہے۔ محبت میں اکتساب کو اچھا خاصا دخل ہے اسکے دو آزمودہ طریقے ہیں، ایک محبوب کے جمال و کمال اور اس کے احسانات و کمالات کا مطالعہ و مراقبہ دوسرے اہلِ محبت کی صحبت، اور اگر وہ میسر نہ ہو تو ان کے عاشقانہ واقعات، حج سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے یہ دونوں راستے ممکن ہیں، پہلے کا ذریعہ تلاوت اور ذکر و تفکر ہے دوسرے کا ذریعہ عشاق و محبین اور شہیدانِ محبت کے پر اثر واقعات ہیں جس میں صدیاں گذر جانے کے بعد بھی تازگی اور گرمی باقی ہے اور اب بھی وہ دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیتے اور بجھے ہوئے دلوں کو تڑپا دیتے ہیں، شیخ دہلوی کی "جذب القلوب" اور شیخ الحدیث سہارنپوری کی "فضائلِ حج" نیز حضرت جامی و خسرو کی عاشقانہ غزلیں اور نعتیہ کلام اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے۔[۱]

اگر محبت کی یہ گرمی، درسوز، فطری یا کسبی طور پر موجود ہے تو روز بروز منزل کی کشش بڑھے گی، جب اس سرزمین مقدس کی جلی پہاڑیاں اور خشی خوبی رہیت دور سے

---

[۱] اس قسم کی منتخب اردو نظموں کا ایک حصہ کتاب کے آخر میں شامل ہے ۱۲

کہیں کہیں دکھائی دے گی جس میں کوئی مادی کشش اور کوئی ظاہری حسن نہیں، توسو جان سے اس پر قربان ہو جانے کا جی چاہے گا اور اس کے ذرہ ذرہ میں دلآویزی اور محبوبیت معلوم ہوگی۔

لیجئے اعلان ہو رہا ہے کہ فلاں وقت ہمارا جہاز ہندوستانیوں کے میقات یلملم کے محاذات میں پہونچے گا۔ حجاج احرام باندھنے کے لیے تیار ہیں، آج کئی دن سے تلبیہ کی مشق اور لبیک لبیک کی صدا گونج رہی ہے، دیکھتے دیکھتے وہ وقت آگیا، لوگ پہلے سے غسل کیے ہوئے نماز پڑھ کر احرام کی دو بے سلی چادریں، ایک اوپر ایک نیچے باندھے تیار تھے، بعض کے سر پہلے سے کھلے اور بعض کے ڈھکے تھے کہ ایک دم سے سیٹی بجی، سر کھل گئے اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی

لبیك اللّٰھم لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے پہلے مدینۂ طیبہ کا عزم کیا ہے انھوں نے ابھی احرام نہیں باندھا، وہ مدینۂ طیبہ سے چل کر ذوالحلیفہ سے جس کو آج کل "بیر علی" کہتے ہیں، احرام باندھیں گے جو اہل مدینہ کا میقات ہے اور جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔

وقت گذرتے دیر نہیں لگتی، اب جدہ پہونچنے کی باتیں ہونے لگیں، تیر کی طرح ایک کشتی آئی، ارکاٹی عرب جہاز پر چڑھا اور حجاج لوہے کی کمپنی کی

ناخدائی سے نکل کر ایک باخدا جہاز ران کی رہنمائی میں آئے، بات کرتے کرتے جہاز لنگر انداز ہوا، ملاحوں کا لشکر غریب حجاج پر ٹوٹ پڑا، حجاج بادبانی کشتیوں اور موٹر لانچ کے ذریعہ جدہ کے پلیٹ فارم یعنی عرب کی سرزمین پر پہونچ گئے۔[1]

ھذا الذی کانت الایام تنتظر

فلیوف للہ اقوام بما نذروا

دل سینے سے نکلا جاتا ہے، کیا واقعی ہم عرب کی سرزمین پر ہیں، کیا ہم اب دیارِ محبوب میں ہیں، کیا ہم مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہیں؟ ؎

انچہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

سامان کا انتظام کیا اور اپنا پاسپورٹ دکھاتے اور معلم کا نام بتاتے پلیٹ فارم سے باہر آئے۔ اللہ اللہ در و دیوار سے عاشقیت ٹپکتی ہے، مکہ معظمہ ابھی دور ہے، اور مدینہ طیبہ اس سے بھی دور، جدہ کوئی مقدس مقام نہیں، نہ یہاں بیت اللہ نہ یہاں مسجد نبوی، نہ یہ حرم ابراہیم ؑ نہ یہ حرم رسول ؐ، لیکن محبت کا آئین نرالا ہے، اس کو کیا کیجئے کہ جدہ کی گلیوں سے بھی اُنس اور محبت معلوم ہوتی ہے، غریب الدیار مسافر کو یہاں پہونچ کر بوئے انس آتی ہے، برسوں کی محبت نے اپنی پیاس بجھائی محبت فلسفہ اور قانون سے آزاد ہے، یہاں کے قلی اور ادھر ادھر دوڑتے سیاہ فام سوڈانی اور پیراہن دریدہ بدو بھی دل کو اچھے لگتے ہیں، یہاں کے دکاندار و

[1] یہ مضمون جس زمانہ کا لکھا ہوا ہے اس وقت تک جدہ کا بحری پلیٹ فارم نہیں بنا تھا اب بن گیا ہے اور جہاز پلیٹ فارم ہی پر اتارتا ہے ۱۲

خوانچہ فروشوں کی صدائیں معصوم بچیوں اور بچوں کی گیتیں جن میں وہ حجاج سے سوال کرتے ہیں، دل میں اُتری چلی جاتی ہیں، محبت عقل کو تنقید کی فرصت ہی نہیں دیتی، اور اچھا ہے کہ کچھ دن اس کو فرصت نہ دے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

قافلہ کو پہلے مدینہ طیبہ جانا ہے، دو تین دن حکومت کے مطالبات ادا کرنے میں اور موٹر کے انتظار میں گزرے، تب جا کے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں۔ موٹر آگئی، موٹر پر سوار ہوئے، سامان بار کیا، اچھا ہو کہ ایک عربی داں سمجھدار ساتھی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جائے تاکہ نماز پڑھنے اور ضروریات کے لیے رکنے میں آسانی ہو، بہتر ہے کہ ڈرائیور کے ساتھ کچھ سلوک کر دیا جائے راستہ میں بڑی راحت ملے گی، موٹر روانہ ہوئی، راستہ میں درود شریف سے بہتر کیا وظیفہ اور مشغلہ ہے، نمازوں کے اوقات میں موٹر روکی گئی، اذان و جماعت کے ساتھ نماز ہوئی، منزلیں آئیں اور گزر گئیں، غربت کے مارے نیم برہنہ عرب بچے اور بچیاں جن کے جسم پر کپڑوں کے تار اور دھجیاں تھیں، موٹر کا دور تک تعاقب کرتیں اور آخر تھک کر رہ جاتیں، ان کی غربت کو دیکھ کر کلیجہ منھ کو آتا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کتنے صحابہ کرامؓ کی اولاد اور عراق و شام کے فاتحین کی نسل میں سے ہیں، ایمانی اور مادی حیثیت سے اگر کوئی شہزادہ کہلانے کا مستحق

ہے تو ساری دُنیا کے یہ شاہزادے اور دنیائے اسلام بلکہ عالم انسانیت کے محسنوں اور مخدوموں کی یہ اولاد ہیں، بے حقیقت سکّوں کے ساتھ جو آپ اپنی حقیر خواہشات میں بے دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں، اگر آنسو کے چند قطرے بھی آپ بہادیں تو شاید گناہوں کا کچھ کفارہ ہو جائے۔

نظر اُٹھا کر دیکھئے یہ دونوں پہاڑوں کی قطاریں ہیں، کیا عجب ہو کہ ناقہ نبوی ؐ اسی راستہ سے گذری ہو، یہ فضا کی دلکشی یہ ہوا کی دلآویزی اسی وجہ سے ہو ؏

الا ان وادی الجزع اضحی ترابہ　　من المسک کافوراً و اعوادہ رندا

وما ذاک الا ان ھند اعشیۃ　　تمشت وجرت فی جوانبہ بردا

لیجئے مسجد[1] آگئی، اب بیر علی (ذو الحلیفہ) کی باری ہے ؎

منزلِ دوست چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد !

درود شریف زبان پر جاری ہے، دل و نورِ شوق سے اُمنڈ رہا ہے، عرب ڈرائیور حیران ہے کہ یہ عجمی کیا پڑھتا ہے اور کیوں روتا ہے، کبھی عربی میں گنگناتا ہے، کبھی دوسری زبانوں میں شعر پڑھتا ہے۔

بھینی بھینی ہوا ہے اور ہلکی ہلکی چاندنی، جس قدر طیبہ قریب ہوتا جارہا ہے ہوا کی خنکی، پانی کی شیرینی اور ٹھنڈک، لیکن دل کی گرمی بڑھتی جارہی ہے سُنیے کوئی کہہ رہا ہے ؎

---

[1] مدینہ کے راستہ میں ایک منزل کا نام ہے ۱۲

بادِ صبا جو آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

وہ ایک بار اِدھر سے گئے مگر اب تک
ہوائے رحمتِ پروردگار آتی ہے

عجب کیا گر مہ و پروین مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را
وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

داغِ غلامیت کرد مرتبۂ خسرو بلند
میرِ ولایت شود بندہ کہ سلطاں خرید

محمدِ عربی کابروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

لیجئے ذو الحلیفہ آگیا، رات کا بقیہ حصہ یہاں گذارنا ہے غسل کیا خوشبو لگائی کچھ دیر دم لے لیجئے اور کمر سیدھی کر لیجئے، صبح ہوئی، نماز پڑھی، موٹر روانہ ہوئی، کیا جہاں سر کے بل آنا چاہیئے تھا وہاں موٹر پر سوار ہو کر جائیں گے؟ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا کام آیا، "وادی عقیق" میں "بیر عروہ" کے پاس اتار دے گا، سامان، مستورات اور ضعفا سوار رہیں گے، بات کرتے کرتے بیر عروہ آگیا، بسم اللہ اتر لیے، وہ دیکھئے جبلِ اُحد نظر آ رہا ہے، ذلک جبل یحبنا ونحبہ وہ سوادِ مدینہ کے درخت نظر آئے، کیا یہ ہی درخت ہیں جن کے متعلق شہیدی مرحوم نے کہا تھا:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

وہ گنبدِ خضرا نظر آیا، دل کو سنبھالیے اور قدم اٹھائیے، یہ لیجئے مدینہ میں داخل ہوئے، مسجد نبوی کی دیوار کے نیچے نیچے بابِ مجیدی سے گذرتے ہوئے بابِ جبریل پر جا کر رکے، حاضری کے شکرانہ میں کچھ صدقہ کیا اور اندر داخل ہوئے پہلے محرابِ نبوی میں جا کر دوگانہ ادا کیا، گنہگار آنکھوں کو جگر کے پانی سے غسل دیا، وضو کرایا پھر بارگاہِ نبوی پر حاضر ہوئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے رسول،
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے نبی،
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے حبیب

عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے صاحب خلق عظیم
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْخُلُقِ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قیامت
الْعَظِيْمِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ	کے دن لواء الحمد بلند کرنے والے، آپ
يَا رَافِعَ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	پر صلوٰۃ وسلام اے صاحب مقام
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ	محمود، آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے
الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ اَلصَّلٰوةُ	حکم سے لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی میں
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُخْرِجَ	نکال کر لانے والے، آپ پر صلوٰۃ وسلام
النَّاسِ بِاِذْنِ اللّٰهِ مِنَ	اے لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، اَلصَّلٰوةُ	کر اللہ کی بندگی میں داخل کرنے والے،
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُخْرِجَ	آپ پر صلوٰۃ وسلام اے لوگوں کو
النَّاسِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ	مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام
اِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ	کے عدل وانصاف میں داخل کرنے
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ	والے اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا
يَا مُخْرِجَ النَّاسِ مِنْ جَوْرِ	اور آخرت کی وسعت میں پہونچانے
الْاَدْيَانِ اِلٰى عَدْلِ الْاِسْلَامِ	والے، آپ پر صلوٰۃ والسلام اے
وَمِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا اِلٰى سَعَةِ	انسانیت کے سب سے بڑے محسن، اے
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلصَّلٰوةُ	انسانوں پر سب سے بڑھ کر شفیق، اے

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ
النِّعْمَةِ الْجَسِيْمَةِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمِنَّةِ الْعَظِيْمَةِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَ
خَلْقِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ اَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَنَّكَ
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ بَلَّغْتَ
الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ
فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَعَبَدْتَ
اللّٰهَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَجَزَاكَ
اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَيْرَ
مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَرَسُوْلًا
عَنْ خَلْقِهٖ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

وہ جس کا اللہ کی مخلوق پر اللہ کے بعد
سب سے بڑا احسان ہو، میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے بندے
اور اس کے پیغمبر ہیں آپ نے اللہ کا پیغام
پوری طرح پہونچا دیا، امانت کا حق ادا
کر دیا، امت کی خیر خواہی میں کسر نہیں
رکھی، اللہ کے راستے میں پوری پوری
کوشش کی، اور وفات تک اللہ کی
عبادت میں مشغول رہے، اللہ آپ کو
اس امت اور اپنی مخلوق کی طرف سے وہ
بہترین جزا دے جو کسی نبی اور رسول کو
اس کی امت اور اللہ کی مخلوق کی طرف سے
ملی ہو اور اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو قرب و بلندی اور وہ مقام محمود عطا
فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے
تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اے

علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر اپنی رحمتیں نازل فرما جیسی تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر نازل فرمائیں۔ تو حمید و مجید ہے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر برکتیں نازل فرما جیسی تونے ابراہیم و آل ابراہیم پر نازل فرمائیں، بیشک تو حمید و مجید ہے۔

اس کے بعد دونوں رفیقوں اور وزیروں کو محبت کا خراج اور عقیدت کا نذرانہ سلام و دعا کی شکل میں ادا کیا، اور قیام گاہ پر آئے۔

اب آپ ہیں اور مسجد نبویؐ، دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے، درود شریف پڑھنے کا اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام کون سا ہو سکتا ہے؛ اب بھی شہود و حضور نہ ہو تو کب ہو گا، جنت کی کیاری "روضۃ من ریاض الجنۃ" میں نمازیں پڑھیے، مگر دیکھئے کسی کو تکلیف نہ دیجئے، مزاحمت، جگہ کو اپنے لئے محفوظ کرنا، مسجد میں، دوڑنا سب جگہ برا ہے، مگر جہاں سے یہ احکام نکلے اور دنیا میں پھیلے وہاں ان کی خلاف ورزی بہت ہی مکروہ ہے، یہاں آواز بلند نہ ہو" ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون" یہاں دنیا کی

باتیں نہ ہوں، مسجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، بے وضو داخل ہونے سے حتی الامکان احتراز کیا جائے، خرید و فروخت سے اجتناب کیا جائے۔

دن میں جتنے مرتبہ جی چاہے حاضری دیجئے اور سلام عرض کیجئے، آپ کے نصیب کھل گئے، اب کیوں کمی کیجئے، مگر ہر بار عظمت و ادب اور اشتیاق و محبت کے ساتھ دل کی ایک حالت نہیں رہتی، وہ کبھی سوتا اور جاگتا ہو جاگے تو سمجھیے کہ نصیب جاگے۔ حاضری دیجئے اور عرض کیجئے، ع

زچشم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

کبھی اس کا جی چاہے گا کہ غلاموں کے وفود کے ساتھ ملا جلا حاضر ہو عشاق کی آنکھوں سے جنھوں نے مہجوری کے دن کاٹے اور فراق کی راتیں بسر کیں جب آنسوؤں کا مینھ برسے گا تو شاید کوئی چھینٹا اس کو بھی تر کر جائے، رحمت کی ہوا جب چلے گی تو شاید کوئی جھونکا اس کو بھی لگ جائے، کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظر بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کا جی چاہے گا۔ اس باب میں دل کی فرمائشیں سب پوری کیجئے، کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجئے، کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجئے، درود شریف طویل بھی ہیں اور مختصر بھی جس میں جی لگے اور ذوق پیدا ہو اس کو اختیار کیجئے مگر اتنا خیال رکھئے کہ توحید کے حدود سے قدم باہر نہ جائے، آپ اس کے سامنے کھڑے ہیں جس کو ماشاء اللہ و شئت اور من یعصہما سننا گوارا

نہ ہوسکا۔ سجدہ کا کیا ذکر، خدا کی صفات ہیں اس کی قدرت و تصرف میں اس کی مشیئت و اختیار میں شرکت کا شائبہ بھی نہ آنے پائے، چاہے جامی کا کلام پڑھیے چاہے حالی کی دعا سنائیے۔ بس اتنا خیال رکھیے کہ آپ توحید کے سب سے بڑے اور آخری پیغمبر کے سامنے کھڑے ہیں جس کو شرک کا واہمہ بھی گوارا نہ تھا۔

اب ہم مدینہ منورہ میں مقیم ہیں جہاں کی خاکروبی کو اولیاء و سلاطین سعادت سمجھتے تھے وہاں آپ ہر وقت حاضر ہیں، ایک ایک دن اور ایک ایک

لہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کہا ماشاء اللہ وشئت (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں) آپ نے ارشاد فرمایا اجعلتنی للہ ندا (کیا تم نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا) ماشاء اللہ وحدہ جو اللہ ہی چاہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی (جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے راہ راست پر ہو اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے وہ گمراہ ہو) حضورؐ نے اس کو ناپسند کیا کہ اللہ تعٰ کا اور آپ کا ذکر اس طرح ایک لفظ میں کیا جائے جس سے دونوں کی برابری محسوس ہو آپ نے فرمایا بئس خطیب القوم انت تم بہت برے مقرر ہو۔

لہ حضورؐ نے حضرت قیس بن سعد صحابی سے فرمایا، بھلا تم اگر میری قبر کے پاس سے گزرو تو سجدہ کرو گے؟ قیس نے کہا نہیں، فرمایا تو پھر مجھے (زندگی میں) بھی نہ کرو (ابوداؤد کتاب النکاح)

گھڑی کو غنیمت سمجھیے، پانچوں نمازیں مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھیے اگر کہیں باہر جائیے بھی تو ایسے وقت کہ کوئی جماعت فوت نہ ہو، تہجد میں حاضر ہوئیے یہ وقت سکون کا ہوتا ہے، لوگ روضۂ جنت کی طرف دوڑتے ہیں وہاں تو بغیر دوڑے اور بغیر کشمکش جگہ پانی مشکل ہے، آپ پہلے مواجہہ میں آئیے اس وقت شاید آپ کو صرف پہرہ دار (عسکری) ہی ملے، اطمینان سے سلام عرض کیجیے، پھر جہاں جگہ ملے نوافل پڑھیے اور صبح کی نماز پڑھ کر اشراق سے فارغ ہو کر باہر آئیے۔

آیئے آج بقیع چلیں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابر کے بعد صدق و اخلاص کا سب سے بڑا مدفن ہے۔

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

اگر آپ کی سیرت نبوی، صحابۂ کرامؓ کے احوال و مراتب پر نظر ہے تو آپ کو وہاں صحیح احساس ہوگا، آپ ہر قدم پر رکیں گے اور ایک ایک خاک کے ڈھیر کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے۔ یہاں چپہ چپہ پر ایمان و جہاد اور عشق و محبت کی تاریخ کندہ ہے، ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا خزانہ دفن ہے، اب بقیع میں داخل ہو گئے، مرد آپ کو سیدھا اہلبیت اطہار کے مقابر پر لے جائے گا۔ یہاں عم رسول سیدنا عباس بن عبد المطلب، سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ بنت الرسول، سیدنا حسن بن علیؓ، سیدنا علی بن الحسین زین العابدین، سیدنا محمد الباقر

سیدنا جعفر الصادق آرام فرما ہیں، وہاں سے چلیے تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و میمونہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات، بچہ بنات طاہرات کے مقابر ملیں گے، پھر دار عقیل بن ابی طالب جہاں ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب و عبد اللہ بن جعفر وغیرہ مدفون ہیں، پھر آپ کو ایک گرہ ملے گا جس میں امام دار الہجرہ سیدنا مالک بن انس صاحب المذہب اور ان کے استاد نافع آرام فرما ہیں، وہاں سے بڑھیے تو ایک بقعۂ انوار ملے گا، یہ ایک مہاجر کا پہلا مدفن ہے، یہاں وہ عثمان بن مظعون دفن ہیں جن کی پیشانی کو حضورؐ نے بوسہ دیا تھا، یہی فرزند رسول سیدنا ابراہیم بن محمدؐ کی خوابگاہ ہے یہیں فقیہ صحابہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود، فاتح عراق سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعد بن معاذ جن کی وفات پر عرش الٰہی جنبش میں آگیا تھا، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف اور دوسرے اکابر صحابہ مدفون ہیں، وہاں سے آگے چلیے تو شمالی مغربی جانب دیوار سے متصل وہ ستر شہدا صحابہ و اہل مدینہ جن کو واقعہ حرہ میں یزید کے دورِ حکومت میں ۶۳ھ میں شہید کیا گیا تھا مدفون ہیں، اس کے بعد بقیع کے بالکل کونہ پر مشرقی شمالی جانب امام مظلوم شہید الدار سیدنا عثمان بن عفانؓ آرام فرما رہے ہیں، یہاں پر کچھ دیر ٹھہریے اور محبت و عظمت کے جو آنسو سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ کے مرقد پر بہنے سے بچ رہے تھے ان کو ان کے تیسرے ساتھی کی خاک پر بہایئے ۔

آسماں اسکی لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اس کے آگے سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت الاسد کے مقابر ہیں۔ سب کو سلام عرض کیجئے اور فاتحہ پڑھیے۔

پھر ایک لحہ ٹھہر کر پورے بقیع پر عبرت و تفکر کی نظر ڈالیے، اللہ اکبر کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے۔ جو کچھ کہتے تھے کر دکھایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، مکہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، مدینہ میں اسی کے قدموں میں پڑے ہیں سو

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم

سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

گنبد خضرا پر ایک نظر ڈالیے پھر مدینہ کے اس شہر خموشاں کو دیکھئے، صدق و اخلاص، استقامت و وفا کی اس سے زیادہ روشن مثال کہاں ملے گی، آیئے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اسلام ہی کے راستہ پر زندہ رکھے اور اسی کے ساتھ وفاداری میں موت آئے، جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہاں کا یہی سبق ہے۔

مدینۂ طیبہ کی زندگی کا ایک شعبہ اور ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایوں کی خدمت ہے، اصل خدمت تو یہ تھی کہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا، ان کو فارغ البال بنانے کی تدبیریں کی جاتیں، لیکن اس تھوڑے سے

وقت ہیں یہ بھی بڑی سعادت ہے کہ جن لوگوں کو زمانہ کے انقلاب اور زندگی کی گرانی نے مفلوک الحال بنا دیا ہے اپنا شرف سمجھ کر ان کی خدمت کی جائے لیکن اس طرح کہ اصل محسن ان کو سمجھا جائے کہ وہ ہم کو اس سعادت کا موقع دیتے ہیں، یہ انصار و مہاجرین کی اولاد ہیں، آستانۂ نبوی پر پڑے ہوئے ہیں، کوشش کی جائے کہ واقفین حال اور قدیم باشندوں کے ذریعہ ان لوگوں تک پہونچا جائے جنکی صفت قرآن مجید میں بیان کی گئی ــــ "اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط"

قبا میں بھی حاضری دیجئے، یہ وہ بقعۂ نور ہے جو حضور اکرم صلعم کے قدوم سے مدینہ سے بھی پہلے مشرف ہوا، وہاں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جس کو لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ کا خطاب ملا، محبت و عظمت کے ساتھ حاضر ہوئیے اس زمین پر نماز پڑھئے، پیشانی اس خاک پر رکھئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا کے قدموں سے پامال ہوئی ہے، اس فضا میں سانس لیجئے جس میں وہ انفاس قدسی اب بھی بسے ہوئے ہیں ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ــــ سالہا سجدۂ اربابِ نظر خواہد بود

آج جبل احد اور اس کے مشہد میں (جس کو یہاں عرف عام میں سیدنا حمزہ کہتے ہیں) حاضری کی باری ہے، دو تین میل کی مسافت کیا، بات کرتے کرتے پہونچ

گئے، یہ وہ زمین ہے جو اسلام کے سب سے قیمتی خون سے سیراب ہوئی، سب سے سچے، سب سے اچھے، سب سے اونچے عشق و محبت اور وفا کے واقعات جو دنیا کی پوری تاریخ میں نہیں ملتے اسی سرزمین پر پیش آئے، سید الشہداء حمزہؓ کے رسول اللہ کی محبت اور اسلام کی وفاداری میں یہیں اعضاء کاٹے گئے، اور جگر کھایا گیا، عمارۃ بن زیاد نے قدموں پر آنکھیں مل مل کر یہیں جان دی، انس بن النضر کو جنت کی خوشبو اسی پہاڑ کے درے سے آئی، اور اسی سے اوپر زخم کھا کر یہیں سے رخصت ہوئے، دندانِ مبارک یہیں شہید ہوئے، سر پر زخم یہیں آئے، عشاق نے اپنے ہاتھوں اور پیٹھ کو محبوب کے لئے سپر یہیں بنایا، مکہ کا نازپروردہ مصعب بن عمیرؓ یہیں ایک کمل میں شہید اور ایک کمل میں دفن ہوا، یہاں اسلام کے شیر سوتے ہیں؛ یہ پوری زمین شمع نبوت کے پروانوں کی خاک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور اسلام کے جاں نثاروں کی بستی ہے ؎

یہ بُلبُلوں کا صبا مشہدِ مقدس ہے!
قدم سنبھال کے رکھیو یہ تیرا باغ نہیں!

یہاں کی فضا اور یہاں کے پہاڑ سے اب بھی موتوا علیٰ ما مات علیہ رسول اللہ (اسی پر جان دے دو جس پر رسول اللہ دنیا سے گئے)[۱] کی صدائے بازگشت آتی ہے۔ آیئے اسلام پر جینے اور جان دے دینے کا عہد پھر تازہ کریں۔

---

[۱] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے۔

مدینۂ طیبہ کے ذرہ ذرہ کو محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھئے تنقید کی نگاہ اور اعتراض کی زبان کے لئے دنیا پڑی ہوئی ہے، زندگی کے چند دن کانٹوں سے الگ پھولوں میں گزر جائیں تو کیا حرج ہے۔ پھر بھی اگر آپ کی نگاہ کہیں رکتی اور اٹکتی ہے تو غور سے کام لیجئے وہ ہماری کوتاہی کے سوا اور کیا ہے، ہم نے دین اور دنیا کی خیرات یہیں سے پائی، آدمیت یہیں سے سیکھی، یہاں کی دستگیری نہ ہوتی تو ہم میں سے کتنے معاذ اللہ بت خانہ، آتش کدہ اور کلیسا میں ہوتے لیکن ہم نے اس کا کیا حق ادا کیا، یہاں کے بچوں کی تعلیم و تربیت، یہاں کے لوگوں میں دین کی روح اور مقصد کا احساس پیدا کرنے کی کیا کوشش کی، فاصلہ کا عذر صحیح نہیں، ان کے بزرگوں نے سمندر اور صحرا عبور کر کے اور پہاڑوں کو طے کر کے دین کا پیغام ہم تک پہونچایا، ہم نے بھی اپنے فرض کا احساس کبھی کیا؟ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے احسان کا بدلہ ہم چند سکوں سے ادا کر دینگے جو ہمارے حجاج اپنی کم نگاہی سے احسان سمجھ کر مدینہ کی گلیوں میں بانٹتے پھرتے ہیں۔

لے (حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ مقولہ حضرت انس بن النضر کا ہے انھوں نے صحابہ کو میدان احد میں بیٹھا ہوا دیکھا پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اب لڑ کر کیا کریں گے؟ کہا تو پھر اسی پر تم بھی جان دے دو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی۔

ہم صدیوں غافل رہے اور اب بھی ہمارے اہلِ استطاعت غافل ہیں، اس عرصہ میں جہالت، بے تربیتی، اور یورپ کی تہذیب و تمدن اور اس کی جاہلیت جس کا جال ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے یہاں بھی اپنا کام کرتی رہی، ان کے نوجوانوں کو متاثر کرتی رہی، بجائے خوبیوں اور محاسن کے تمام عالم اسلام کے حجاج وزائرین اپنی اپنی مقامی کمزوریاں اپنے ساتھ لاتے رہے اور یہاں چھوڑ کر جاتے رہے، دینی دعوت و تذکیر، جو ایمانی زندگی کے لیے ہوا اور پانی کی حیثیت رکھتی ہے عرصہ سے مفقود، صحیح تعلیم و تربیت معدوم، ایسا ادب جو ایمان کو غذا اور دماغ کو روشنی عطا کرے، نایاب، تزکیۂ نفس، تہذیب اخلاق اور روحانیت پیدا کرنے والے مراکز غیر موجود، مختلف راستوں سے مریض و مدقوق ادب، فاسد و خام افکار و مضامین، اخبار و رسائل، ادب و اجتماع کے نام سے گھر گھر پھیلے ہوئے، زہر موجود، تریاق مفقود، اگر اب بھی اہل مدینہ میں دین کی اتنی عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق، مدینہ سے انس، اخلاق میں لینت و تواضع فرائض کی پابندی، شعائر اسلامی کا رواج ہے تو یہ محض جوارِ رسول کی برکت، اس خاکِ پاک کی تاثیر اور اہل مدینہ کی فطری خوبی کی دلیل ہے۔

اب بھی اغنیاءِ امت اور عالمِ اسلام کے اہلِ ثروت اس ضرورت کی طرف متوجہ نہیں، کہ اہل حجاز کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان میں دعوت و تذکیر کا انتظام کریں جو ان میں دینی روح، مقصدیت، بلند نظری، اور اسلام کے داعی بننے کا

جذبہ اور ولولہ پیدا کر دے اور "معمارِ حرم" کو "تعمیرِ جہاں" کے لیے دوبارہ آمادہ کرے اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔

اگر آپ مدینۂ طیبہ کے مضافات، اور بدّؤں کی ان عارضی نوآبادیوں میں چل پھر کر دیکھیں گے جو کھجوروں کی فصل میں اپنے پہاڑی مقامات سے اتر کر خیموں اور باغات میں اپنے خیمے ڈال کر مقیم ہو جاتے ہیں، تو آپ کو ان کی دینی حالت کا احساس ہوگا، اور اگر ہمارا ضمیر ابھی مردہ نہیں ہوا ہے تو ہم اپنی اس غفلت و کوتاہی پر شرم محسوس کریں گے جو ہم نے اپنے "مرشدزادوں" کے حق میں صدیوں سے اختیار کر رکھی ہے۔ اگر آپ کا تھوڑا وقت نظم وانضباط کے ساتھ مدینہ کی آبادی اور اس کے اطراف میں دینی دعوت و اصلاح میں گزر جائے گا تو وہ مدینۂ طیبہ کی فضا سے انتفاع کی بڑی مؤثر صورت ہوگی، مگر ان کی عظمت اور ان کے مرتبہ کی رعایت، ضروری ہے ان کو تحقیر کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں۔

مدینہ دعوت اسلامی کا معدن ہے اس دعوت کو اس معدن سے اخذ کیجئے اور اپنے ملک کے لیے یہ سوغات لے کر آئیے، کھجوریں، گلاب و عود مدینہ، خاکِ شفا محبت، کی نگاہ میں سب کچھ ہیں مگر اس سرزمین کا اصلی تحفہ اور یہاں کی سب سے بڑی سوغات دعوت اور اسلام کے لیے جد و جہد اور جان دے دینے کا عزم ہے، مدینہ مسجد نبوی کے چپہ چپہ، بقیع شریف کے ذرہ ذرہ، احد کی ہر ہر کنکری سے یہی پیغام دیتا ہے، مدینہ اگر کوئی یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ اس شہر کی بنیاد ہی دعوت و

جہاد پر پڑی تھی یہاں وہی لوگ مکہ سے آکر آباد ہوئے تھے جن کے لیے مکہ میں سب کچھ تھا، مگر دعوت و جہاد کے مواقع نہ تھے، یہاں کی آبادی دو ہی حصوں پر منقسم تھی ایک وہ جس نے اپنا عہد پورا کر دیا اور اسلام کے راستہ میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی، کوئی خوف، کوئی ترغیب اس کو اپنے مقصد سے باز نہ رکھ سکی، دوسرا وہ جس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی لیکن اللہ کو ابھی ان سے اور کام لینا منظور تھا، ان کا جو وقت گذرتا حالتِ انتظار میں گذرتا، شہادت کے اشتیاق میں گذرتا، "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا" یہی عالم اسلام کا حال ہونا چاہیے، یہاں بھی یا تو وہ ہونے چاہئیں جو اپنا کام پورا کر چکے، یا وہ جو وقت کے منتظر ہیں، تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو زندگی کے حریص اور دنیا پر راضی، موت سے خائف اور خدمت سے گریزاں ہوں، معاش میں سرتاپا منہمک اور عارضی مشاغل میں ہمہ تن غرق ہوں ان کی گنجائش نہ مدینہ میں تھی نہ عالم اسلام میں ہونی چاہیے۔

مدینہ طیبہ کے قیام میں درود شریف تلاوت قرآن اور اذکار سے جو وقت بچے اگر حدیث اور سیرت و شمائل کے مطالعہ میں گذرے تو بہت پر تاثیر اور بابرکت ہوگا، اسی پاک زمین پر یہ سب واقعات پیش آئے، یہاں ان واقعات کا مطالعہ اور کتب شمائل میں مشغولیت بہت کیف آور موجب ترقی ہوگی، اردو خواں حضرات قاضی سلیمان صاحب منصور پوری رح کی "رحمۃ للعالمین" اور شیخ الحدیث سہارنپوری

کی "خصائل نبوی" (ترجمہ شمائل ترمذی) کو حرز جان بنائیں۔ اہل عربیت حافظ ابن قیمؒ کی "زاد المعاد" اور "شمائل ترمذی" سے اشتغال رکھیں، جن کو آثار مدینۂ منورہ کی زیارت و تحقیق کا ذوق ہو ان کے لیے سمہودیؒ کی "وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ" اور "آثار المدینۃ المنورہ" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

لیجیے قیام کی مدت ختم ہونے کو آئی، کل کہتے ہیں کہ قافلہ کا کوچ ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اب رہ رہ کر اس قیام کے سلسلہ کی کوتاہیاں اور یہاں کے حقوق کی ادائی میں اپنی تقصیر دل میں چٹکیاں لیتی ہے، اب استغفار و ندامت کے سوا کیا چارہ ہے۔

آج کی رات مدینہ کی آخری رات ہے، ذرا سویرے مسجد میں آجائیے ؎

تمتع من شمیم عرار نجد
فما بعد العشیۃ من عرار

لیکن دل کو ایک طرح کا سکون بھی حاصل ہے، آخر جا کہاں رہے ہیں؟ اللہ کے رسول کے شہر سے اللہ کے شہر کی طرف، اللہ کے اس گھر سے جس کو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا اللہ کے اس گھر کی طرف جس کو انکے جد امجد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فرزند نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا اور جا کیوں رہے ہیں؟ اللہ کے حکم سے اور اللہ کے رسولؐ کی مرضی اور ہدایت سے یہ دوری دوری کب ہوئی ؎

نہ دوری دلیلِ صبوری بود

کہ بسیار دوری ضروری بود

آخری سلام عرض کیا، مسجد نبوی پر حسرت کی نگاہ ڈالی، اور باہر نکلے غسل کر کے احرام کی تیاری کر لی تھی، ذوالحلیفہ میں جانے کو تع ملے نہ ملے، موٹر پر بیٹھے، محبوب شہر پر محبت کی نگاہ ڈالتے چلے، اور کوڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اب مدینہ سے باہر ہو گئے، جو لمحہ گذرتا ہے مدینہ دور اور مکہ قریب ہوتا جاتا ہے۔ الحمدللہ کہ ہم حرمین کے درمیان ہی ہیں۔ ع

"صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم"

ذوالحلیفہ آگیا، مسجد میں دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھی سلام پھیرتے ہی سر کھول دیا اور ہر طرف سے آواز آئی۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ	حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں، تیرا کوئی
لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ	شریک نہیں حاضر ہوں، سب تعریف
وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ	اور احسان تیرا ہی ہے۔ سلطنت تیری
لَکَ ہ۔	ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

مستورات نے تمتع کی نیت کی، ہم نے قران کی نیت کی، مستورات کے لیے چہرہ نہ ڈھکنے کی پابندی سخت ہے۔ اس لیے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں گی پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں گی، ہم مردوں کے لیے کچھ زیادہ دشواری نہیں،

اس لیے ہم نے عمرہ اور حج کا احرام ساتھ باندھا ہم دس ذی الحجہ کو حج سے فارغ ہو کر ہی احرام کھولیں گے۔

ہمارے امیر حج صاحب نے حج کی ذمہ داری اور اس کے حقوق و آداب کے متعلق مختصر تقریر کی، تلبیہ (لبیک لبیک) کی کثرت، حج کی عظمت، حسنِ رفاقت باہمی الفت، ایثار و خدمت کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا، اور لبیک لبیک کی صدا کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا۔

راستہ میں الحمد للہ نماز و جماعت کا پورا اہتمام رہا، تلبیہ زبانوں پر جاری رہا، لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آنے پائی، منزلوں پر ٹھہرتے، نمازیں پڑھتے، کھاتے پیتے نہایت لطف و مسرت اور محبت و الفت کے ساتھ چلتے رہے۔

جدہ آیا اور گذر گیا، اب شہنشاہ ذو الجلال کا شہر اور اس کا گھر قریب ہے، باادب و ہوشیار! مدینہ اگر مرکزِ جمال تھا تو یہ مرکزِ جلال ہے، مدینہ کے در و دیوار سے اگر محبوبیت ٹپکتی ہے تو یہاں کے در و دیوار سے عاشقی نمایاں ہے، یہاں عاشقانہ آنے کی ضرورت ہے۔ برہنہ سر، کفن بر دوش، پریشاں بال، یہی یہاں کے آداب میں سے ہے۔

نظر اُٹھایئے کہ سامنے نظر آ رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّ	اے اللہ مجھے اپنے شہر میں ٹھکانا عطا فرما،
ارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا ؕ	اور مجھے اس میں رزق حلال نصیب فرما۔

لیجئے اب ہم اللہ کے شہر بلد اللہ الحرام، البلد الامین میں داخل ہو گئے جس شہر کا نام تسبیح کی طرح بچپن سے ہر مسلمان کی زبان پر جاری رہتا ہے، جس کا اشتیاق جنت کی طرح ہر مومن کے دل میں رہتا ہے جو ہر مسلمان کا ایمانی اور دینی وطن ہے جس کی کشش ہر زمانے میں ہزاروں میل کی مسافت، پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کی گہرائیوں سے مشتاقانِ زیارت کو کھینچتی رہی۔ اب لیجئے مسجد حرام پر پہونچ گئے، باب السلام سے داخل ہوئے، یہ سیاہ غلاف میں ملبوس مسجد حرام کے بیچوں بیچ بیت اللہ نظر آرہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ مَھَابَۃً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ اَوِ اعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ بِرًّا اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ۝

اے اللہ اس گھر کی عزت و عظمت و شرافت و ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنیوالوں میں بھی جو اسکی تعظیم و تکریم کرے اسکو بھی شرافت و عظمت اور نیکی عطا فرما، اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے ہم پر سلامتی بھیج۔

یہی بیت اللہ ہے جس کی طرف ہزاروں میل کے فاصلے سے ساری عمر نمازیں پڑھتے رہے، جس کی طرف نماز میں منہ کرنا فرض تھا، آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ ہمارے اور اس کے درمیان چند گز سے زیادہ فاصلہ نہیں، ہم اپنے گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں، اس کو آنکھوں سے لگا سکتے

ہیں۔ اس کی دیواروں سے چمٹ سکتے ہیں، عمر میں بڑی بڑی حسین و جمیل عمارتیں اور فن تعمیر کے بڑے بڑے نمونے دیکھے، لیکن اس سادے سے چوکور گھر میں خدا جانے کیا حسن و جمال اور کیا دلکشی و محبوبیت ہے کہ آنکھوں میں کھُبا جاتا ہے، اور دل میں سمایا جاتا ہے، کسی طرح نظر ہی نہیں بھرتی، تجلیات الٰہی اور انوار کا ادراک تو اہل نظر کر سکتے ہیں، لیکن جلال و جمال کا ایک پیکر، ہم جیسے بے حسوں اور کم نظروں کو بھی نظر آتا ہے۔ اور یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس کو دیکھنے سے آنکھوں کو سیری اور دل کو آسودگی نہیں ہوتی، جی چاہتا ہے کہ دیکھتے ہی رہیے، اس کی مرکزیت و محبوبیت، اس کی زیبائی و رعنائی، جلال و جمال کی آمیزش الفاظ سے بالاتر ہے ؎

محاسنہ ھیولے کل حسن ومغناطیس افئدۃ الرجال

اس کا دیکھتے رہنا دل کا سرور، آنکھوں کا نور، روح کی غذا اور نظر کی عبادت ہے، دل کی کلفت اس سے کافور، دماغ کا تکان اس سے دور ہوتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے عجیب نعمت عطا فرمائی ہے سارے عالم کی دلکشی اور دلآویزی اس میں سمٹ کر آ گئی ہے۔

ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ حجاج کا ہجوم ہے، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کا چکر چل رہا ہے، سیاہ غلاف کے چاروں طرف سفید احرام میں ملبوس انسانوں کی گردش، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ کعبہ کے گرد دودھ کی ایک نہر بہہ رہی ہے، ہم بھی آدمیوں کے اس بہتے ہوئے دریا میں داخل ہوئے

ہمارے معلم ہمارے ساتھ تھے انھوں نے ہمیں طواف کرایا۔ وہ طواف کی دعائیں پڑھتے جاتے تھے، ہم اس کو دہراتے تھے۔ پھر ہم کو محسوس ہوا کہ اس طرح نہ تو طواف کا لطف آرہا ہے نہ دعاؤں کا اس لیے جو مسنون دعائیں یاد تھیں ہم نے وہ پڑھنی شروع کر دیں۔ چونکہ ہم کو اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی تھی اس لیے ہم نے رمل و اضطباع بھی کیا، ہجوم کی وجہ سے استلام (حجر اسود کو بوسہ دینے) کی نوبت نہیں آتی تھی، حجر اسود کے سامنے پہونچ کر ہاتھ کا اشارہ کر دیتے تھے، طواف کے بعد ہم مقام ابراہیم پر آئے اور دو رکعت واجب الطواف پڑھی، پھر ملتزم پر آئے، یہ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کا حصہ ہے، یہاں اللہ کے بندے بیت اللہ کی دیوار اور اس کے غلاف سے چمٹے ہوئے[1] اس طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور اللہ کے گھر کا

---

[1] عبدالرحمن بن صفوانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو بیت اللہ سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے بیت اللہ کو ملتزم کی جگہ پر بوسہ دیا، ان کے رخسارے کعبہ پر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان میں تھے۔ (ابوداؤد باب الملتزم)

محمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور ملتزم پر ٹھہرے اور اپنا سینہ اور چہرہ اور اپنی دونوں بانہیں اور ہتیلیاں اس پر رکھ دیں اور ان کو اچھی طرح پھیلا دیا (یعنی چمٹ گئے) پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد باب الملتزم)

واسطہ دے کر اس کی چوکھٹ سے لپٹ کر اللہ سے مانگ رہے تھے، جس طرح ستائے ہوئے بچے اپنی ماں سے چمٹ کر روتے اور بلبلاتے ہیں، جس وقت وہ

یارب البیت، یارب البیت اے گھر والے، اے گھر کے مالک

کہتے تو ایک کہرام مچ جاتا، سخت سے سخت دل بھی بھر آتا، آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور دعاؤں کی قبولیت کا ایک اطمینان سا ہونے لگتا، خدا کی طرف رجوع و انابت کا یہ ایک ایسا منظر تھا کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس امت کو اس گئی گذری حالت میں بھی اپنے مالک سے جو تعلق ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں نظر نہیں آتا، معلوم ہوتا تھا کہ دل سینے سے نکل جائیں گے، قلب و جگر آنسو بن کر بہہ جائیں گے، لوگ غش کھا کر گر جائیں گے

ان دعاؤں میں سب سے بڑا حصہ مغفرت و عفو، رضاء الٰہی، حسن خاتمہ اور جنت کی دعاؤں کا تھا، اللہ سے کسی مادی سے مادی چیز کا مانگنا بھی مادیت نہیں، سراسر روحانیت و عبادت ہے، لیکن ان دعاؤں میں آخرت اور روحانیت کا حصہ اس عالم مادی کی چیزوں سے بہرحال زیادہ تھا، افکار و پریشانیوں کے اس دور میں اللہ کے بہت سے بندے صرف اللہ کی محبت، توفیق اطاعت، شان عبودیت، اخلاص، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عشق کامل، اتباع سنت، دین کی خدمت اور اسلام پر جینے اور مرنے کی دعا کر رہے تھے، بہت سے اللہ کے بندے اپنی دنیاوی ضروریات کو بے تکلف مانگ رہے تھے کہ وہ کریم ہے،

اس کے دروازے اور اس کے آستانہ پر نہ مانگی جائیں تو کس سے اور کہاں مانگی جائیں گی۔ بہت سے اللہ کے بندے کعبہ کے پردے میں منہ ڈالے ہوئے گریہ وبکا اور مناجات ودعا میں مشغول تھے، غرض یہاں سائلوں کا ہجوم اور فقراء کا جمگھٹا تھا، رب کریم کا دروازہ کھلا تھا اور بے صبر ومضطر سائل سوال وطلب میں بالکل کھوئے ہوئے تھے،

ملتزم سے ہم زمزم پر آئے، پہلی مرتبہ آسودہ ہوکر زمزم شریف پیا، اس کے اصل مقام پر پیا، پھر باب الصفا سے نکل کر ہم سعی کے لیے مسعیٰ آئے، ہمیشہ سے یہ تصور تھا کہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان ایک غیر آباد سا راستہ ہوگا طول طویل، اس پر لوگ دوڑتے ہوں گے، یہاں کچھ اور ہی نظر آیا، پہاڑ کھدکر اس سے بڑی بڑی عمارتیں بن گئی تھیں، پختہ سڑک کے کنارے ایک ذراسی بلندی تھی چند سیڑھیوں کا ایک زینہ تھا اس پر چڑھ کر سعی کی نیت کی اور کہا ابدأ بما بدأ اللّٰہ بہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ (جس چیز کو اللہ نے مقدم رکھا ہے اس کو میں بھی مقدم رکھتا ہوں) ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ (بلاشبہ صفا ومروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) بیت اللہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ اٹھاکر حمد وثنا، تکبیر وتہلیل کی، دعا کی، پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے۔ میل کے سبز نشانوں کے درمیان (جہاں حضرت ہاجرہ اسمٰعیل علیہ السلام کے اوجھل ہوجانے کی وجہ سے بیقرار ہوکر دوڑتی تھیں) ذرا دوڑ کر چلے پھر معمولی چال سے

چلنے لگے۔ ادھر مروہ کی طرف جانے والوں اور مروہ سے صفا کی طرف آنے والوں کے قافلے قطار اندر قطار ملتے رہے، کبھی جاوی پاس سے گذر جاتے کبھی مصری چھیلتے ہوئے نکل جاتے، کبھی مراکشی و جزائری سامنے سے آتے نظر آتے، کبھی ترکی و بخاری راستہ میں ساتھ ہو جاتے کبھی تکرونی و سوڈانی قدم بڑھا کے آگے ہو جاتے، ہر ایک احرام میں ملبوس، ننگے سر، ننگے پاؤں، عاشقانہ حال، مستانہ چال، دنیا سے بے خبر، اپنی دھن میں مست" رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم" کی صداؤں سے فضا گونجتی ہوئی، دونوں طرف پر رونق دوکانیں، مسعیٰ کا بازار اپنے پورے شباب پر اور بہار پر، موٹریں اور کاریں ہارن بجاتی ہوئی اور آدمیوں کو بچاتی ہوئی نکلتی رہتی ہیں، دکانوں پر سودے بک رہے ہیں، شربت کے گلاس کے دور چل رہے ہیں صرافوں کی دوکانوں پر روپیہ گننے اور سکوں کے گرنے کی آواز کانوں میں آرہی ہے، لیکن عشاق کا مجمع سر جھکائے نظر بچائے اپنی دھن میں چلا جا رہا ہے، عشق کی پوری تصویر، دنیا میں مومن کے رہنے کی مکمل تفسیر، خلوت در انجمن کا پورا منظر، دنیا کے بازار میں چلتی پھرتی مسجدیں اور گونجتی ہوئی اذانیں، سعی کیا ہے، مومن کی پوری زندگی، بھرے بازار پھولوں سے لدے گلزار میں رہنا اور دل نہ لگانا، مقصد کو پیش نظر رکھنا، مبدا و منتہیٰ کو نہ بھولنا، اپنے کام سے کام رکھنا، صفا سے چل کر نہ مروہ کو فراموش کرنا نہ مروہ سے چل کر صفا کو بھول جانا، کہیں نہ اٹکنا، کہیں نہ الجھنا، پیہم گردش، مسلسل

عمل، سعی میں دونوں طرف دکانوں کے ہونے اور سعی کے اس محل وقوع نے سعی میں ایک خاص معنویت اور لطف پیدا کر دیا ہے۔

آپ کو اس راستہ پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان ایک لباس میں ملبوس، ایک ترانہ بلند کرتے ہوئے، ایک عشق و سرمستی کی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، تیز قدم بڑھاتے ہوئے، ننگا سر اللہ کے سامنے جھکائے ہوئے چلے جارہے ہیں، ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سرخ و سفید شامی و مغربی بھی اور سیاہ فام حبشی و تکرونی بھی، مرد بھی اور عورت بھی، لیکن کسی کو کسی کے دیکھنے اور توجہ کرنے کی فرصت نہیں بعض اوقات اس مجمع عشاق کو دیکھ کر قلب پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے اور بے اختیار ان عشاق کے پاؤں پڑنے اور ان کی بلائیں لینے کا جی چاہتا ہے، اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن و قوم کی حد بندیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے۔

لیجئے مروہ پر سعی ختم ہوئی، ساتواں پھیرا تمام ہوا، دعا کیجئے، اور اگر آپ متمتع ہیں تو حجام کے پاس جاکر بال بنوائیے احرام کھول دیجئے اور اگر قارن یا مفرد ہیں تو نہ حجامت بنوائیے نہ احرام کھولیے۔

اب روزانہ کا معمول یہ ہو کہ صبح صادق سے پہلے حرم میں آگئے، کبھی رکن یمانی کے سامنے مصلی مالکی کے پاس کبھی حطیم کے سامنے مصلی حنفی کے نزدیک کبھی حنبلی سے ملے ہوئے اور کبھی قسمت سے مقام ابراہیم کے پاس یا مصلی شافعی

کے دائیں بائیں نوافل پڑھے، کبھی ہر دو رکعت کے بعد ایک طواف کیا، کبھی نوافل کے بعد اکٹھا کئی طواف کر لیے، غرض جس طرح موقع ملا نوافل و طواف میں وقت گذارا، صبح کی اذان ہوئی، نماز پڑھی، اس وقت طواف کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے، خدا جانے کتنے اولیاء اللہ اور مقبولین بارگاہ ہوتے ہیں۔ عامۂ مومنین بھی کیا کم ہیں، طلوع آفتاب تک طواف کیے، پھر اکٹھا طواف کی رکعتیں پڑھیں، اشراق پڑھی اور قیام گاہ پر آ گئے۔

مکۂ معظمہ میں طواف سے بہتر مشغلہ اور وظیفہ کیا۔ سارے دن آدمی طواف کر سکتا ہے۔ بعض اہل ہمت بیس بیس، تیس تیس طواف دن بھر میں کر لیتے ہیں "فضائل حج" میں ہو کہ کرز بن وبرۃ کا معمول تھا کہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرتے اور دو قرآن روزانہ پڑھ لیتے (بحوالہ احیاء) آخر شب میں اور گرمیوں میں ٹھیک دوپہر کو مجمع کم ہوتا ہے بعض اہل ذوق ان اوقات کا انتظار کرتے ہیں بعض ہر نماز کے بعد کرتے ہیں، بعض مجمع ہی کو پسند کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں، رحمت الٰہی کسی کی طرف متوجہ ہو اور ہم کو بھی نہال کر جائے۔

"وللناس فی ما یعشقون مذاہب"

لیکن کسی وقت آ لیجیے، دن ہو یا رات، پہلا پہر ہو یا ٹھیک دوپہر شمع پر پروانوں کا وہی ہجوم ہے اسطاف کسی وقت خالی نہیں، اگر اس کے انتظار میں رہیے گا کہ

دو چار آدمی ہوں اور پورے سکون وطمانیت کے ساتھ طواف کریں تو یہ حسرت کبھی پوری نہ ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مَثَابَةً لِّلنَّاس (لوگوں کے لوٹ لوٹ کر آنے کی جگہ) بنایا اور جس کو سب سے بڑی محبوبیت ومرکزیت عطا فرمائی اور دل کشی کوٹ کوٹ کر بھر دی، وہ عشاق سے خالی کب رہ سکتا ہے، رات کو عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہر ہر گھڑی میں آکر دیکھا دربار بھرا ہی ہوا پایا۔

ادھر ملتزم کا حال یہ ہے کہ وہ دعا کرنے والوں اور مچل مچل کر مانگنے والوں اور لپٹ لپٹ کر فریاد کرنے والوں سے کسی وقت خالی نہیں، کوئی عربی میں کوئی فارسی میں، کوئی ترکی میں، کوئی سوڈانی میں، کوئی جاوی میں، کوئی اُردو میں کوئی بنگالی میں، کوئی نثر میں، کوئی نظم میں، کوئی زبان بے زبانی میں عرضِ حال کر رہا ہے۔ دل کھول کھول کر مانگ رہا ہے، پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے کوئی پردے میں منہ ڈالے بڑے درد سے پڑھ رہا ہے ؎

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ

یارب البیت، یارب البیت کی صدا بلند ہے۔

حرم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اس لیے اس سے بڑھ کر کیا خسارہ ہوگا، کہ کوئی فرض نماز حرم میں نہ ہو۔ حرم کے باہر اگر آدمی کہیں جائے بھی تو کہاں جائے، بس ہم ہیں اور حرم ہے، نمازیں بھی یہیں، نوافل بھی

ہیں، طواف بھی یہیں، تلاوت واذکار بھی یہیں۔

بات کرتے کرتے ذی الحجہ کی ابتدائی تاریخیں ختم ہوگئیں، لیجیے آج ۷ر ذی الحجہ ہوگئی، رات بیچ میں ہے، کل منٰی جانا ہے۔ سواریوں کے انتظامات ہو رہے ہیں احرام کی تیاریاں ہیں، کوئی موٹر طے کر رہا ہے۔ کوئی کار اور ٹیکسی کی بات چیت کر رہا ہے، کوئی اونٹ کا انتظام سوچ رہا ہے، کوئی پیدل جانے ہی کی ٹھان رہا ہے، رات گذری صبح ہوئی، حج کی اصل مشغولیت شروع ہوگئی، کوئی دن چڑھے سواری آگئی، سوار ہوئے، لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ منٰی کا رُخ کیا، جو اِس سے گذرے، لبیک ہی سے سلام کرتے، تین میل کا فاصلہ ہی کیا، بات کرتے پہونچ گئے، یہ ڈیروں اور خیموں کا ایک عظیم الشان شہر، جہاں تک نظر کام کرتی رنگ برنگ کے خیمے اور جھولداریاں ہی نظر آتیں، سارا عالم اسلام یہاں سمٹا ہوا نظر آتا ہے، وہ بھی حدود کی تقسیم کے بغیر، یہاں ہندی ہیں وہاں جاوی یہ مصری ہیں وہ شامی، ذرا آدمی بھٹک جائے پھر قیام گاہ کا پتہ لگانا مشکل، اپنے معلم کے جھنڈے کے نیچے اپنے خیمے میں مقیم ہوئے، آج کا سارا دن اور پوری رات یہاں بسر کرنی ہے، کل ۹ر کو عرفات کی طرف کوچ ہے، یہاں اللہ کا نام لینے نمازیں پڑھنے، ذکر و دعا میں مشغول رہنے کے سوا کام ہی کیا ہے، لیکن انسان کی ضروریات اور اس کی دلچسپیوں نے یہاں بھی بازار لگا رکھا ہے، دوکانیں کھلی ہوئی ہیں، ضرورت کی چیزیں ڈیرے ڈیرے خیمے خیمے بک رہی ہیں، پانی

والے دروازے دروازے پانی لیے پھر رہے ہیں ظہر کی نماز کے لیے منیٰ کی مشہور تاریخی مسجد "مسجد خیف" گئے نہایت وسیع اور پُرفضا میدان، بیچوں بیچ ایک قبہ جس کے متعلق اہل خبر کہتے ہیں کہ بیسیوں پیغمبروں نے یہاں نمازیں پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ یہاں نصب ہوا، نہایت بابرکت اور پُرانوار جگہ ہے، زیادہ وقت یہیں گذرے تو بہتر ہے، اگر ساتھیوں کو تکلیف اور کسی قسم کی کلفت نہ ہو۔

عشا پڑھ کر تبلیغی جماعت کے علماء نے ذوق و شوق اور حج کی عظمت پیدا کرنے والی تقریریں کیں جن میں عرفات و مزدلفہ اور باقی ایام منیٰ کے آداب و ذمہ داریاں یاد دلائیں، کچھ دیر بعد سو گئے کہ کل حج کے نچوڑ کا دن ہے، آج رات کی مکمل شب بیداری کل کے دن پر اور صحت پر اثر انداز نہ ہو، پچھلے پہر اللہ نے توفیق دی، آنکھ کھل گئی، منیٰ کا عجیب منظر تھا، سارا شہر بقعۂ انوار بنا ہوا تھا، عالم اسلام کچھ سوتا تھا کچھ جاگتا تھا، ہر طرف تجلیات و انوار کا ہجوم معلوم ہوتا تھا، اپنی جگہ پر رہا نہ گیا مسجد خیف کی طرف چلے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اور حضرت اسمٰعیلؑ کے صبر و استقامت کی یاد بڑی شدت سے پیدا ہوئی خداوندا عشق ابراہیم کا ایک ذرہ عطا ہو، الٰہی مردہ دل کو اپنے عشق و محبت سے زندہ کر دے، محبت کا سوز عطا ہو جو ماسوٰی کو جلا دے۔ عالم اسلام اس وقت ابراہیمؑ کی آواز پر جمع ہے اس میں محبت کی حرارت پیدا کر دے کہ پھر زندہ ہو جائے

پھر تیرے لئے اپنی جان و مال کی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائے، عجب سرور و حضور کا عالم تھا، عجب ذوق و شوق کا وقت تھا، مسجد خیف میں تھوڑے لوگ جاگ رہے تھے، اطمینان سے نمازیں پڑھیں، بڑی سکینت معلوم ہوتی تھی، صبح کی اذان ہوئی، نماز ہوئی اور اپنی قیام گاہ پر آئے، اب منٰی سے چل چلاؤ ہے، سب کا رُخ عرفات کی طرف ہے، دن چڑھے یہاں سے چلنا ہے، ہر ایک جانے کے اہتمام میں ہے، سواریوں کی بھی کشمکش ہے، یہی حج کے امتحان کے مواقع ہیں۔

لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ عرفات کی طرف روانہ ہوئے، چھ میل کا فاصلہ ہے، تین میل پر مزدلفہ ملا، جہاں رات واپس آنا ہے، اور شب گذاری کرنی ہے، مگر ابھی ٹھہرنا نہیں، گذرتے چلے گئے، لیجئے عرفات آگیا، اللہ غنی انسانوں کا ایک جنگل، جنگل میں منگل، کئی لاکھ انسان دو بے سلی چادروں میں شاہ و گدا ایک لباس میں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے خیمے اور شامیانے ہی نظر آتے ہیں، جو نظر آتا ہے دو سفید چادروں میں، معلوم ہوتا ہے آج فرشتوں نے اللہ کی یہ زمین بسائی ہے، سفید براق لباس، نورانی صورتیں، ذکر سے تر زبانیں، لبیک لبیک کی صدا گونجتی ہوئی اور پہاڑوں سے ٹکراتی ہوئی، انسانوں کا اتنا بڑا مجمع لیکن نہ چپقلش نہ کشاکش، روحانیت و انابت کی فضا چھائی ہوئی، اپنے خیمے میں اترے، جو لوگ مسجد النمرہ گئے انھوں نے امام کے ساتھ ظہر اپنے وقت میں اور عصر ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھی، اور ذکر و دعا میں

مشغول ہوگئے۔

"الحج عرفہ" حج عرفہ کا نام ہے۔ عرفہ حج کا نچوڑ ہے، یہی حج کی قبولیت کے فیصلہ کا دن ہے، یہی دعاؤں کے مقبول ہونے کا وقت ہے، یہی دل کھول کر مانگنے کی جگہ اور زمانہ ہے، اللہ کے بندے ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے، کسی نے قرآن مجید کھولا، کسی نے حزب الاعظم شروع کی، کوئی سجدہ میں گر گیا، کسی نے اپنی منتخب دعائیں اپنی یادداشت سے پڑھنا شروع کیں، جن تمناؤں کو چھپا چھپا کر رکھا تھا آج ان کو کھول کر پیش کر دیا۔ جن کو پہلے سے دعا کا سلیقہ تھا آج وہ کام آیا، ذکر و سلوک، صحبت سب قوت دعا اور توجہ الی اللہ کو بڑھانے ہی کیلئے ہیں۔

سورج ڈھلا، دھوپ ہلکی ہوئی، کوتاہ ہمت بھی جبل رحمۃ کی طرف بڑھے۔ معلم کا جھنڈا ساتھ کہ اگر چھوٹے تو شاید مکہ ہی میں ساتھیوں سے ملنا ہو، خیمے سے جبل رحمۃ کا فاصلہ میلوں کا نہیں، مگر پورے عالم اسلام میں سے گذر کر پہونچے خدا جانے کتنے ملکوں کے علاقے راستے میں آئے۔ ان سفید پوش، کفن بردوش مہمانان دربار پر کیسا پیار آتا ہے محبت کا جوش اٹھتا ہے، اپنے حج کا پتہ نہیں، مگر دل سے یہی نکلتا ہے کہ الٰہی سب کا حج قبول ہو آج تیری رحمت سے کوئی محروم نہ رہ جائے۔ مصریوں کا بھی، شامیوں کا بھی، مغربیوں کا بھی، یمنیوں کا بھی، ترکوں کا بھی، افغانوں کا بھی، چینیوں کا بھی اور حبشیوں کا بھی اور ان سیاہ فام روشن دل تکرونیوں کے طفیل ہم غریب ہندیوں کا بھی،

جبل رحمۃ پر سائلوں کا ہجوم ہے گویا بڑے پیمانہ پر ملتزم کا نقشہ ہے، سوال و دعا کا غلغلہ بلند ہے، بھرائی ہوئی آوازیں اور گلوگیر صدائیں بیچ بیچ میں بے حس و سخت دل لوگوں کے دل میں بھی رقت اور گداز پیدا کرتی ہیں، سب اپنی اپنی دلی مراد مانگ رہے ہیں، ہر قوم و ملک کے لوگ اپنی اپنی دعا میں مشغول ہیں، ہندوستانی مسلمان جن کے دل ہندوستان کے ۱۸۵۷ء کے) واقعات سے چوٹ کھائے ہوئے ہیں، نرالی شان رکھتے ہیں، انھوں نے جب اپنے بھائیوں کے لیے اور اپنے اس ملک کے لیے دعا شروع کی جس نے سینکڑوں اولیاء، محدثین و فقہاء، مجاہدین و شہداء اور اچھے اپنے وقت کے امام و مجدد پیدا کیے جس نے اس پچھلے دور میں حدیث کی امانت کی حفاظت کی جس کے بعض بعض فرزند خدمت اسلام، فہم کتاب و سنت میں سارے عالم اسلام میں امتیاز رکھتے تھے تو ایک سناٹا چھا گیا اور سب کی نگاہیں اس لٹے ہوئے ہندی قافلہ کی طرف اٹھ گئیں۔

آفتاب غروب ہوا، جبل رحمت سے اپنے خیمہ کی طرف واپسی ہوئی، حج مبارک، اللہ تبارک و تعالیٰ حج مقبول کے برکات و ثمرات، انوار و آثار عطا فرمائے اور اس میدان میں پھر آنا نصیب کرے، سورج ڈوب گیا، جہاں جہاں سورج ڈوبا سب جگہ مغرب کی نمازیں ہو رہی ہیں، اور جو نہ پڑھتا ہوگا وہ تارک صلوٰۃ ہوگا گنہگار ہوگا، لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مسلمان جمع ہیں جنھوں نے آج حج کا رکنِ اعظم ادا کیا ہے، وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں،

لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا، اللہ اکبر! یہی شہنشاہی کی شان ہے، جہاں چاہا حکم دے دیا، جہاں چاہا روک دیا۔ اور یہی بندگی ہے۔ نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے، آج حکم ہے کہ مغرب کی نماز عشا کے ساتھ پڑھی جائے جنھوں نے کبھی ایک وقت کی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں، عرفات والوں کے لیے آج نماز کی جگہ مزدلفہ اور مغرب کی نماز کا وقت عشا کو ہے۔ یفعل اللہ مایشاء ویحکم ما یرید۔

اب لاکھوں انسانوں کی یہ بستی یہاں سے تین میل پر منتقل ہو جائے گی، شہر کا اجڑنا اور بسنا کچھ ہنسی کھیل نہیں، ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی لیکن یہاں کچھ نہیں، حکم لایا تھا حکم لے جارہا ہے، غلاموں کی طرح آئے تھے غلاموں کی طرح جاتا ہے۔ لیجئے خیمے اکھڑے، طنابیں ڈھیلی ہوئیں، شامیانے تہہ ہوئے دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لق و دق میدان بن گیا، جو جوان ہمت اور سواری کے پابند نہ تھے وہ آزادی سے وقت مسنون پر روانہ ہو گئے، جو ضعیف اور عورتوں کی وجہ سے مجبور تھے ان کو سواری کی وجہ سے دقت پیش آئی، اور انتظار کرنا پڑا، سواری کے آنے میں دیر ہوئی، ایک گھنٹہ گذرا، دوسرا، تیسرا، رات کے ۸ بجے، ۹ بجے، ۱۰ بجے، سواری نہ اب آتی ہے نہ تب، اب میدان میں جہاں تک نظر کام کرتی ہے ہمارے چھوٹے سے قافلہ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا، لاریاں آتی ہیں اور

نکل جاتی ہیں کوئی ادھر کا رُخ نہیں کرتی، رات گذری چلی جا رہی ہے۔

مزدلفہ میں بسر ہونے والی رات کا خاصا حصہ عرفات میں گذرا جا رہا ہے، یا الٰہی کیا ہوگا، کیا ہم یہیں رہ جائیں گے، کیا ہم مزدلفہ سے محروم رہیں گے، مستورات کا ساتھ، دن بھر کے تھکے ماندہ، معلم صاحب بھی عاجز و مجبور، کچھ سمجھ میں نہیں آتا پیمانۂ صبر لبریز ہونے لگا، ڈرائیور پر غصہ، معلم پر خفگی، سب بے سود، آدھی رات ہونے کو آئی، خدا خدا کرکے لاری آئی، تیوری چڑھی، تلخ و تند لہجہ میں ڈرائیور سے محاسبہ کیا کہ کہاں اتنی دیر لگائی، کیا حجاج کو اذیت دینا تم لوگوں کے نزدیک کارِ ثواب ہے؟ اس نے آسانی سے کہہ دیا کہ راستہ صاف نہ تھا، گھنٹوں میں پہلی کھیپ پہونچی اور بہ مشکل واپسی ہوئی، کہہ کر افسوس ہوا، کاش زبان سے کچھ نہ کہا ہوتا، اللہ کا شکر ادا کیا ہوتا کہ اس نے آخر پہونچا دیا، اب بھی اگر لاری نہ آتی تو کیا کرتے، یہی فرق ہے بڑوں اور چھوٹوں میں!۔

عرفات اور مزدلفہ کے درمیان خدا کی شان نظر آتی ہے، موٹروں اور لاریوں کا ایک سیلاب، اتنا بڑا سیلاب زندگی بھر نہیں دیکھا، سب کو پہونچنے کی جلدی مگر کوئی حادثہ نہیں، لیجئے مزدلفہ پہونچ گئے، ایک میدان میں کئی لاکھ مسافر اترے ہوئے، اطمینان کی جگہ کا کیا سوال، جہاں موقع مل جائے غنیمت ہے، ایک جگہ سامان جمع کرکے درمیان میں لیٹ رہے، کچھ دیر کے بعد آنکھ کھلی سارا میدان جگمگا رہا تھا، مزدلفہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا تھا، کیا خیر و برکت کی رات ہے، جو

وقت ملجائے غنیمت ہے، لوگوں نے صبح سے پہلے ہی روانہ ہونا شروع کر دیا۔

ناواقفیت اور جہالت اور اسی کے ساتھ جلد بازی بھی ایک مصیبت ہے، یہاں کی سنت صبح ہونے کے بعد یہاں سے چلنا ہے مگر لوگوں کو منیٰ میں جلد پہونچنے کی ہیبت، اور اور لاری والوں کو بیگار ٹالنا، تاریکی اور ناواقفیت میں مشعر حرام کا تو پتہ نہ چل سکا جہاں دعا کرنا مسنون ہے اور قرآن مجید میں صاف طور پر ہے۔ "واذکروا اللّٰہ عند المشعر الحرام" جب اُجالا ہو گیا تو پتہ چلا اور اس مسجد میں جاکر جو جبل قزح کے پاس ہے کچھ دیر دعا کی، پھر کنکریاں چنیں اور رکھ لیں، اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک دن کا اُجڑا منیٰ اللہ کے حکم سے پھر آباد ہے، آج دسویں ذی الحجہ ہے یعنی عین عید الاضحیٰ، آج تمام روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جا رہی ہوگی، لیکن اللہ کی شان یہاں عید کی نماز نہیں، کسی کو خیال بھی نہیں، منیٰ کی عید یہی ہے کہ رمی کی جائے قربانی کی جائے، بال منڈائے یا کترائے جائیں، احرام کھول دیا جائے طواف زیارت کیا جائے، لیجئے حج تمام ہوا، اللہ قبول کرے۔

منیٰ پہونچ کر پہلا مرحلہ یہ تھا کہ جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے یعنی کنکریاں ماری جائیں، روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جب حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے چلے، تو شیطان سب سے پہلے اس جگہ ملا اور اس نے

ان کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہا، حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، آگے بڑھ کر پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گھس گیا، پھر جمرہ اولیٰ کی جگہ نظر آیا، پھر اس کے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ زمین میں گھس گیا[1]۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہر عمل پیغمبرانہ اخلاص اور عاشقانہ کیفیت کے ساتھ کیا تھا۔ وہ اللہ سے پہلے مانگ چکے تھے کہ

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ — میرا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھ۔

اور فرمادیا گیا تھا۔

وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (والصّٰفّٰت۔ ع ۳) — ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا، سلام ہو ابراہیم پر۔

اس لیے اللہ نے ان کے ہر فعل کو زندگی جاودان بخشی اور اس کی یادگار باقی رکھی۔ آج ان افعال کی نقل میں بھی عشق کی کیفیت اور زندگی و تازگی ہے، بشرطیکہ دل محبت و عظمت اور ایمانی کیفیات سے بالکل خالی نہ ہو، حج کی ہر چیز میں عاشقانہ کیفیت، اور محبوبانہ ادا ہے، سعی و طواف تو عشق و جذب کی کھلی نشانیاں ہیں، مگر یہ رمی (کنکری مارنا بھی) عجب پیاری ادا ہے، عاشقیت

---

[1] صحیح ابن خزیمہ

محبوبیت توام ہیں، سچے عشق کے ساتھ جو چیز کی جائے گی اس پر اہل دل کو پیار ہی آئے گا، رمی کرتے وقت اگر دل میں سیدنا ابراہیمؑ کی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا جذبہ اور اپنے دشمن حقیقی سے نفرت کا جوش ہو تو رمی عجب بہار کی چیز ہے، عجب عبادت ہے اور اگر یہ کیفیات اتفاقاً نہ ہوں یا ان کا استحضار نہ ہو تو بھی حکم الٰہی کی اطاعت کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں،

رمی جمرات کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں پڑھی تھی اس کے مقاصد و حکم حج کے سفر ناموں میں دیکھے تھے لیکن اس کا صحیح تصور اور نقشہ ذہن میں بالکل نہ تھا جمرات کی کیا صورت ہے؟ رمی کس طرح ہوتی ہے کچھ اندازہ نہ تھا منیٰ پہونچ کر رمی کی فکر ہوئی، دوستوں میں جو لوگ پہلے سال حج کر چکے تھے ان کو لے کر جمرۂ اُخری پر پہونچے، آج دسویں کو صرف اسی جمرہ کی جو سب سے آخر میں ہے رمی کرنی ہے۔ رمی کرنے والوں کا ہجوم تھا، ایک حوض سا بنا تھا اس کے اوپر ایک لکڑی لگا رکھی گئی تھی تاکہ دور والوں کو اندازہ ہو سکے، حوض میں کنکریوں کا ڈھیر تھا، بعض لوگوں نے غصہ میں جوتے بھی مارے تھے، بعض سادہ دل لوگوں میں نفرت و عداوت کا وہی جذبہ تھا جو اپنے دشمن سے ہوتا ہے، بعض مصریوں کو سنا گیا کہ بڑے غصہ سے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ پھر پریشان کرے گا، پھر گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا!۔

مجمع بہت تھا، اگر کوئی نظم کیا بھی جاتا تو مشکل تھا، کام صرف کنکریاں

پھینکنا تھا، مگر اس عمل میں بھی ایک خاص سنجیدگی اور عبادت کی شان تھی، اہلِ ذوق کو اس میں بھی خاص حظ اور کیف محسوس ہو رہا ہوگا۔

زوال سے پہلے پہلے الحمد للہ رمی سے فارغ ہو گئے، تلبیہ موقوف ہو گیا اب قربانی کا مرحلہ باقی تھا، احرام کھولنا اس پر موقوف تھا، مذبح میں جانور تلاش کرنا، طے کرنا اور قربانی کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ بھی حج کے مجاہدات میں سے ہے الحمد للہ یہ مرحلہ بھی آسان ہوا، بال منڈائے اور احرام اتار دیا۔

ابھی حج کا ایک رکن باقی تھا، وہ طوافِ زیارۃ ہے، دسویں ہی کو عصر کے وقت مکہ معظمہ گئے، مکہ معظمہ کی بڑی آبادی آج منیٰ میں تھی اور ابھی دو تین دن رہے گی، جو لوگ نظر آ رہے تھے اکثر طوافِ زیارۃ کے لیے حاضر ہوئے تھے، پھر بھی مطاف خالی نہ تھا، اگرچہ پہلے کا سا ہجوم نہ تھا، ہم نے سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کر لی تھی، اس لیے آج سعی کرنی نہ تھی[1] طواف سے فارغ ہو کر منیٰ واپس آ گئے۔

اب یہاں کی ہر رات اور ہر دن حاصلِ عمر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایک ایک گھڑی غنیمت سمجھیں اور غفلت کا کوئی لمحہ گزرنے نہ دیں، یہی دن ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں صراحۃً حکم ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں کتب مناسک

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ آبَاءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا ؕ (البقرہ ع ۲۵)

پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے زیادہ یاد

اور آگے فرمایا کہ

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ (البقرہ - ع - ۲۵)

اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے۔

اس لیے یادِ الٰہی میں جتنا انہماک اور عبادت میں جتنی مشغولیت ہو کم ہے، مگر افسوس کہ اس کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا اور اس میں شدید کوتاہی رہی، بے تکلف دوستوں کا مجمع، کھانے پینے کی بہتات، عمر بھر کی غفلت کی عادت، بڑا وقت ہنسنے بولنے، اور کھانے پینے میں گزر جاتا، ناظرین کرام سے کہنے کا جی چاہتا ہے

من نکردم شما حذر بکنید

یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ بہت سے حجاج نے اس قیمتی اور مختصر وقت کے اندر ہی جہازوں کی تحقیقات اور سفر کے منصوبے شروع کر دیے جو وقت قیام سے فائدہ اٹھانے میں گزرنا چاہیے تھا وہ سفر کے دھیان اور تصور میں گزرنے لگا۔

ان دنوں میں کھانا پینا اور خصوصاً قربانی کا گوشت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت سمجھ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھ کر کہ

"ھذہ ایام اکل و شرب" یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ثواب و عبادت سے خالی نہیں، یہ بھی اچھی طرح مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے کہ اس ارشاد کو سامنے رکھ کر کھانے پینے سے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔

تیرھویں تک ٹھہرنا ہے، دن میں حج کے سلسلہ کا ایک ضروری کام یہ ہے کہ رمی روزانہ کی جائے، پہلے دن (دسویں کو) صرف جمرۂ عقبیٰ کی رمی کی گئی تھی، اب جمرات ثلٰثہ کی رمی روزانہ ہوگی، دسویں کو زوال سے پہلے پہلے رمی مسنون ہے اور گیارھویں، بارھویں، تیرھویں کو (اگر تیرھویں کو ٹھہرنا ہو) زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر رمی کا حکم ہے، اول جمرۂ اولیٰ کی (جو مسجد خیف کے متصل ہے پھر جمرۂ وسطیٰ کی، پھر جمرۂ اخریٰ کی [1]

تیرھویں کو منیٰ سے جانے کا عزم ہے، ان دنوں میں بشدت اس کا احساس ہوتا ہے کہ منیٰ کے کم سے کم یہ تین دن دینی دعوت اور تعلیم و تربیت کے مغتنم ترین دن ہیں جو مجموعی طور پر عالم اسلام کو اتنے بڑے پیمانہ پر کبھی میسر نہیں آسکتے، عالم اسلام کا ایک بہترین نمائندہ مجمع جو راہِ خدا میں نکلا ہوا ہوتا ہے جس میں اتنے دنوں کے مجاہدہ، تعلقات و مشاغل سے انقطاع، فاسد ماحول سے بے تعلقی، حج کے انوار و تاثیرات کی وجہ سے دین کے جذب و قبول کرنے کی استعداد پیدا

---

[1] رمی کے مفصل احکام کتب مناسک میں دیکھے جائیں ۱۲

ہو چکی ہوتی ہے۔ اور دین و عبادت ہی کے لیے اس کا قیام ہوتا ہے۔ اگر اس وقت سے فائدہ اٹھایا جائے تو برسوں کا کام چند دنوں میں اور ہزاروں میل کا سفر ایک مختصر سے رقبہ میں طے ہو جائے۔ ایک جہاز پر اگر ایک ملک یا چند صوبوں کا قافلہ ہوتا ہے اور اس کے اوقات دین اور علمِ دین کے لیے فارغ ہوتے ہیں تو منیٰ کے میدان میں پورے عالمِ اسلام کا کارواں اُترا ہوا ہوتا ہے اور دین کے لئے فارغ۔

مگر صد حیف کہ ایسی فرصت سے دینی تعلیم و تربیت اور اسلامی دعوت کا فائدہ قطعاً نہیں اٹھایا جاتا، ہماری دینی زندگی کی چول اپنی جگہ سے ایسی ہٹی ہوئی ہے کہ کسی چیز سے بھی ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے، صرف منیٰ کے قیام کے یہ دن اور حجاج کا یہ مجمع ایسا تھا کہ اس سے پورے عالمِ اسلام میں دین کی روح پھونکی جا سکتی تھی اور دعوت کا جذبہ پیدا کیا جا سکتا تھا، یہ مجمع ایک بادِ بہاری تھا جو سارے عالم میں دینی دعوت و اصلاح کے بیج بکھیر سکتا تھا، اور دین کے ہزاروں چمن کھلا سکتا تھا، پچاس حکومتیں، ہزار انجمنیں، سینکڑوں اخبارات و رسائل، لاکھوں مبلغ و داعی وہ کام نہیں کر سکتے جو منیٰ کی ایک منظم دعوت اور ایک تربیت یافتہ جماعت کر سکتی ہے۔ پہلے یہ سب حج کے ثمرات و منافع میں داخل تھا۔ "لیشھدوا منافع لھم" کا مفہوم اتنا تنگ نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو آخری عالم گیر وصیت فرمائی ہے

وہ عرفات ومنیٰ کے میدان ہی میں فرمائی، عرفات ومنیٰ کا مخاطب مجمع ہی اس کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کہ فرمایا جاتا۔

لیبلغ الشاھد الغائب فرب مبلّغ اوعی من سامع

دیکھو جو موجود ہے وہ میری یہ باتیں ان تک پہونچائے جو یہاں موجود نہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بالواسطہ سنتا ہے وہ اپنے کانوں سے سننے والے سے زیادہ سمجھنے والا اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

حج ہی کے موقع پر سورۂ برأت کی ابتدائی آیات اور مشرکین کے احکام کا اعلان ہوا، حج ہی کے موقع پر ایک خلقت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین کی تعلیم حاصل کی، حج ہی کے موقع پر بلاد وامصار کے طالب علم دین سیکھنے، احکام معلوم کرنے، حدیث سننے جمع ہوا کرتے تھے، حج آج بھی عالم اسلام میں زندگی کی لہر پیدا کر سکتا ہے مسلمانوں میں دینی شعور اور اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرا سکتا ہے، حج ہی کے ذریعہ اس بھٹکے ہوئے قافلہ کو اپنی گم کردہ منزل نظر آسکتی ہے، اور "معمارِ حرم" کو "تعمیرِ جہاں" کا بھولا ہوا کام یاد آسکتا ہے، حج اصلاح وانقلاب کی ایک عظیم الشان طاقت ہے مگر ہماری کاہلی اور نادانی سے یہ طاقت بہت کچھ ضائع ہو رہی ہے، ہر سال ضائع ہوتی ہے اور برسہا برس سے ضائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات میں کمی نہیں، مگر ہماری طرف سے ناقدری میں بھی کمی نہیں

اگر کسی زندہ اور صاحبِ عمل قوم کو یہ موقع حاصل ہوتا اور اس کو ہر سال بلا کسی جد و جہد اور مادّی ترغیب کے محض دینی کشش اور اخروی نفع کی بنا پر یہ عالمگیر اجتماع میسر ہوتا تو وہ تمام عالم میں انقلاب کر سکتی تھی اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اپنا پیغام پہنچا سکتی تھی، دنیا کی بہت سی قومیں جو نبوت اور وحی الٰہی کی عطا کی ہوئی دولتوں سے محروم ہیں، حج کے اس بین الاقوامی اجتماع کو جس میں ہر حصّۂ زمین سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمان اپنا خرچ کرکے اور راستہ کی صعوبتیں برداشت کرکے اپنے شوق سے جمع ہوتے ہیں رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں، ان کو اپنی چھوٹی چھوٹی مجلسوں کے لیے لاکھوں روپئے خرچ کرنے پڑتے ہیں، طاقتور پروپگنڈا کرنا پڑتا ہے، پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی، اس لیے کہ ان کے ساتھ دینی کشش اور روحانی جذب نہیں لیکن مسلمانوں کو اس مفت کی دولت کی قدر نہیں۔

تعلیم و تربیت، دینی تذکیر و دعوت، حج کا ضمنی اور ثانوی فائدہ ہے، لیکن کسی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہیں، خصوصاً اس عہد میں کہ اس کی ضرورتیں بے حد بڑھ گئی ہیں، اگر کسی ایک ملک کے مسلمانوں میں بھی کسی درجہ کا عزم اور نظم پیدا ہو جائے اور اس کام کے لئے وہ ضروری تیاری کرلیں، مخلص، دردمند، صاحبِ علم داعی کسی تعداد میں بھی فراہم ہو جائیں اور عالمِ اسلام کی دو چار زبانوں خصوصاً عربی پر اتنی قدرت حاصل ہو کہ وہ اس میں دعوت کا کام انجام دے سکیں ان کے پاس دعوت کا ضروری سامان بھی ہو، عالمِ اسلام کے لیے

پیغام، اس کے اصل امراض و مصائب کی تشخیص اور ان کا صحیح علاج، دین کی طرف بازگشت کی دعوت، امت کی نشأت ثانیہ کا راستہ، امت کا اصل محل و مقام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس اُمّت کے ظہور کا مقصد، اسلام اور عالم انسانی کا رشتہ، آخرت کی دنیا پر ترجیح، صحابۂ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے حقیقی اوصاف و اخلاق۔

ان مضامین پر خود بھی تیار ہوں اور ان کے پاس ان حقائق کو ذہن نشین کرنے کے لئے اور بعد تک یاد دہانی کرنے کے لئے مختصر رسائل و مطبوعہ مضامین بھی ہوں، ایک ایسی جگہ بھی ہو (عارضی) جہاں وہ منتخب لوگوں کو بیٹھنے، گفتگو کرنے اور مطالعہ کرنے کی دعوت دے سکیں۔ اس لیے کہ اتنے وسیع اجتماع میں وہ ہر جگہ نہیں پہونچ سکتے، دینی زندگی پیدا کرنے کے لیے ان کے پاس ایک نظام عمل بھی ہو، جس کا تجربہ ہر ملک میں کیا جا سکے، تو منیٰ کے اس سہ روزہ قیام سے بحیر العقول فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

دوسرے ممالک کے علاوہ خود ہندستانی حجاج کی ہزاروں کی تعداد ملے گی جس کے پاس وقت گذارنے کے لیے لایعنی باتوں یا فرائض کے بعد کھانے پینے کے سوا کوئی مشغلہ نہیں، ان میں بہت بڑی تعداد دین کے ابتدائی اصول و ارکان سے اگر ناواقف نہیں تو غافل ضرور ہوگی اور کم سے کم ان کی دعوت و تذکیر اور ان کے احیاء و ترویج کے لیے جد و جہد سے ضرور غافل ہے، ان سب کو اس کی طرف متوجہ

کرنا بہت بڑا کام ہے اور اس کام کے لیے منیٰ اور مکہ معظمہ سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس کام میں سو فی صدی بلکہ شاید پچاس فی صدی کامیابی بھی یقینی نہیں، داعیوں اور کارکنوں کی کمی، ان کی بے سرو سامانی، مجمع کا پھیلاؤ، وقت کی قلت، انتشار و پراگندگی، ناواقفیت و اجنبیت، یہ اور بہت سی چیزیں جو تجربہ کے بعد علم میں آئیں گی کامیابی کے راستے میں حائل ہیں، لیکن اگر اس عظیم الشان کام میں دس فی صدی کامیابی کا بھی امکان ہو بلکہ سردست کوئی امکان نہ ہو تو بھی ہر قیمت پر یہ سودا سستا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کی اس میں قوی امید ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے قریبی نسبت ہے۔

گراں سودا بجاں بودے چہ بودے

کاش اس کو مسلمان اپنی ضروریات کی فہرست میں شامل کر لیتے، کاش! اس کے لیے کچھ اہل ہمت، کچھ اہل توفیق تیار ہو جاتے، کاش ہمارے یہ مجروحات دلوں میں کچھ آمادگی پیدا کر سکتے۔

آئیے منیٰ کے اس قیام سے فائدہ اٹھائیں، اور ذرا دیر کے لیے عقبہ چلیں جہاں مدینہ کے انصاریوں نے پہلے پہل حضورؐ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی اس کی حمایت و نصرت کا عہد کیا، اور جہاں حقیقۃً ہجرت اور مدنی زندگی کی داغ بیل پڑی، اسلام کی تاریخ میں اور عالم اسلامی کے طویل و عریض رقبہ میں یہ چند گز

زمین بڑی حرمت و قیمت رکھتی ہے، سچ پوچھیے تو بدر کی فتح کا سنگ بنیاد یہیں رکھا گیا، تاریخ اسلام کا افتتاح یہیں ہوا، عالمِ اسلام کی تاسیس یہیں عمل میں آئی۔ یہی وہ موقع ہے جہاں اللہ کے نبیؐ سے جو سارے حج کے مجمع سے مایوس ہو رہا تھا، یثرب کے بارہ آدمیوں نے چھپ کر بعیت کی اور اپنی خدمات پیش کیں، اگلے سال اسی جگہ تہتر مرد اور دو عورتوں نے بعیت کی اور حضورؐ کو اہل مدینہ کا پیامِ شوق پہونچایا اور مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی، حضورؐ نے فرمایا کیا تم دین کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کرو گے اور جب میں تمھارے شہر میں جا بسوں، کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کرو گے، مدینہ والوں نے پوچھا، ایسا کرنے کا معاوضہ ہم کو کیا ملے گا۔ فرمایا بہشت! - اہل مدینہ نے دریافت کیا کہ اے خدا کے رسولؐ ہماری تسلی فرما دیجئے کہ حضور ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے فرمایا نہیں! میرا جینا مرنا تمھارے ساتھ ہو گا۔ اس پر ان حضرات نے بڑے جوش و سرور کے ساتھ بعیت کی۔

یہ جگہ منیٰ اور مکہ کے راستہ میں ہے اور جمرۂ اخریٰ سے کچھ دور نہیں، آپ اس سے آتے جاتے گزرے ہوں گے، اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ مکروہ وقت نہیں ہے آئیے ہم بھی دو چار رکعت نفل پڑھیں، اس جگہ اللہ کے بہت سے مخلص بندوں نے اپنے مالک سے بندگی کا عہد و پیمان تازہ کیا اور اپنے رفیقوں کے ساتھ اسلام کی خدمت و نصرت

کا عہد کیا[1]۔ آئیے ہم بھی اللہ سے دعا کریں کہ ہم کو اسلام کی خدمت، اعلاءِ کلمۃ اللہ کی کوشش اور سنّت نبوی کے احیاء کی جدوجہد کے لیے قبول فرمائے، اور ان صادقین کے طفیل صدق و اخلاص کی دولت سے کوئی حصّہ عطا فرمائے۔

آج ذی الحجہ کی تیرھویں ہے اور منیٰ کے قیام کا آخری دن، عارضی آبادی کا ایک حصّہ کل جا چکا باقی آج جا رہے ہیں، خیمے اکھڑ رہے ہیں، شامیانے لپیٹے جا رہے ہیں، سامان بار ہو رہا ہے۔ منیٰ پر آخری نگاہ ڈالیے اور مکہ معظمہ کا رُخ کیجئے۔ رہے نام اللہ کا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

مکہ معظمہ میں داخل ہو گئے، حرم میں نماز پڑھیے اور طواف کیجئے، بیت اللہ کو دیکھیے اور دیکھتے رہیے، ہر وقت اس کا نیا جمال اور نئی شان ہے ؎

کعبہ را ہر دم تجلّی می فزود

این ز اخلاصات ابراہیم بود

اتنے دن سے اس کو دیکھ رہے ہیں مگر جی نہیں بھرتا، نگاہ نہیں تھکتی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ذاتِ عالی کے جمالِ جہاں آرا کا کیا حال اور اسکی

---

[1] حضرت سید احمد شہید رحمہ نے بھی اپنے حج کے موقع پر اس جگہ دین کے لئے سرفروشی و جانبازی پر اپنے ساتھیوں سے بیعت لی تھی اور اللہ سے عہد کیا تھا۔ ۱۲

دید کی کیا مسرّت و لذت ہوگی۔

آپ بیشک حج سے فارغ ہوگئے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپ کے اعزّہ اور دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے مبارک فرمائے اور آپ کو بار بار لائے، مناسکِ حج میں سے کوئی رکن، کوئی فریضہ اور واجب باقی نہیں رہا، آپ آج اگر حرم سے چلے جائیں تو کوئی فقیہ آپ کو ٹوک نہیں سکتا، آپ کا حج مکمل، مناسک سب تمام لیکن یہاں سے جانے کی ایسی عجلت کیوں ہے، یہاں کا قیام آپ پر خدانخواستہ بار کیوں ہونے لگا، اعزّہ کی یاد مسلّم، وطن کی کشش برحق، دوستوں اور عزیزوں کی ملاقات سر آنکھوں پر، لیکن یہاں جو لمحہ گزر جائے غنیمت اور حاصلِ زندگی، مجبوری کی بات اور ہے، مگر اپنی طرف سے جلد سے جلد چلے جانے کا اہتمام اور وطن کا اتنا شوق کہ پر لگ جائیں اور اُڑ کر پہونچ جائیں، اتنی بے مروّتی سمجھ میں نہیں آتی، اپنے لئے طواف کیجئے، اپنے مرحوم عزیزوں، دوستوں، استادوں، محسنوں، رفیقوں، اور ساتھیوں کے لیے کیجئے، تنعیم جائیے اور عمرہ لائیے، زمزم سے خوب سیراب ہوجیے، حرم شریف میں نمازیں پڑھیے اور ہر نماز میں لاکھ نمازوں کا ثواب پائیے، قرآن مجید کی تلاوت کیجئے، ہمت ہو تو غار حرا کی زیارت کیجئے، فرصت ہو تو غریب محلوں اور بکرونیوں کی آبادی میں جا کر ان کی دینی حالت دیکھئے، ان سے خود استفادہ کیجئے اور اگر آپ سے کوئی دینی فائدہ پہونچ سکے تو اس سے دریغ نہ کیجئے مکۂ معظمہ کے اہلِ علم و فضل سے ملاقاتیں کیجئے۔ حرم میں اب حجاج کا ہجوم نہیں،

حجر اسود کا باطمینان استلام کیجیے، رکن یمانی کے پاس، حطیم کے اندر، مقام ابراہیمؑ پر شوق سے نوافل پڑھیے، جتنے ارمان باقی رہ گئے ہوں سب نکالیے اور سب شوق سے پورے کیجیے۔

اب اگر صدائے رحیل بلند ہوگئی اور جانا ٹھہر گیا تو طوافِ وداع کرلیجیے اور بیت اللہ اور حرم شریف سے رخصت ہوجیے۔ جدّہ میں اگر جہاز میں اتفاقاً دیر ہو اور آپ مکۂ معظمہ واپس نہ آسکیں تو ان حجاج میں جو جہازوں کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کسی طرح وقت گزاری کر رہے ہیں۔ چل پھر کر اور مل جل کر پھر دینی ضروریات و احکام کی طرف ان کو متوجہ کیجیے، مگر خود ان کے حقوق اور ان کے احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ اگرچہ حج میں ان کے شریک ہیں مگر اس سے ان کے حج کا احترام آپ کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، کسی کلمہ سے ان کی تنقیص یا ان کی دل آزاری نہ ہو۔

جہاز تیار ہے، بسم اللہ کرکے سوار ہوئیے، واپسی ضرور ہے، سفر بیشک وطن کی طرف ہے لیکن یہ یاد رہے کہ واپسی اللہ کے گھر سے ہے اور آپ حج کی ذمہ داریوں کے ساتھ واپس ہو رہے ہیں، نمازوں کا اہتمام، ذکر میں مشغولیت، رفیقوں کا خیال، ساتھیوں کے لیے ایثار کا جذبہ، اپنی کوتاہیوں پر ندامت و استغفار، پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کی دینی خدمت و رفاقت کا موقع دوبارہ عطا فرمایا ہے

پھر اس موقع سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے حج کو قیمتی بنائیے،

اچھا اب رخصت، یہ نوشتہ کیا عجب ہے کہ ہم سے زیادہ خوش قسمت ہو کہ سفر حج میں آپ کے ساتھ ہو، اور حرمین میں اس کو آپ کی رفاقت کی سعادت حاصل ہو، اور خدا کی قدرت و رحمت سے بعید نہیں کہ آپ کو اس سے کچھ کام کی بات ہاتھ آجائے، اگر یہ نہ ہو تو بھی ایک ادنیٰ و ناا ہل رفیق کا بھی حق ہوتا ہے، حجاج کو اپنے اس سامان سے بھی انس ہو جاتا ہے جو اس سفر سعادت میں ساتھ ہو، یہ بھی نہیں تو اخوت اسلامی کا حق ضرور ہے، ان حقوق کی بنا پر اور بغیر کسی حق کے لوجہ اللہ یہ درخواست ہے کہ راقم سطور، اس کے والدین، اعزہ و احباب محسنین (اور اس مجموعہ کے مرتب و معاونین) کے لیے مواقع قبولیت پر دعا فرمائی جائے۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے ز رحمت — کند بر حال ایں مسکیں دعائے

وداعِ کعبہ

حضرت عروج قادری

رخصت اے رکنِ یمانی رخصت اے سنگِ سیاہ
یاد رکھنا میرے آنسو یاد رکھنا میری آہ

اے حطیمِ پاک رخصت تجھ سے بھی ہوتا ہوں میں
لب پہ آہِ سرد ہے، دیکھتا ہوں اور روتا ہوں میں

رخصت اے میزابِ رحمت الوداع اے بام و در
رخصت اے دیوارِ کعبہ الوداع اے پاک گھر

الفراق اے رکنِ شامی الوداع اے مستجار
چبھ رہے ہیں دل میں کانٹے ہو رہا ہوں بیقرار

چھوٹ کر سب سے چلا ہوں رخصت اے رکنِ عراق
مختصر یہ ہو رہا ہے ہجرِ کعبہ دل پہ شاق

الوداع اے بابِ کعبہ الوداع اے ملتزم
یاد رکھنا گریۂ شب، نالہ ہائے صبحدم

آ، لپٹ لوں خوب تجھ سے آج با قلبِ حزیں
جانے تجھ سے پھر لپٹنا ہے کہ قسمت میں نہیں

الوداع اے حجرۂ جبریل رخصت اے مطاف
چھوڑتا ہوں ہاتھ سے با چشمِ پرنم اب غلاف

زمزمی با رحمت ہو تجھ پر میں تو اب واپس چلا
روبرو اے کعبہ مجھ کو کاش آئے پھر بلا

الوداع اے چاہِ زمزم رخصت اے آبِ طہور
تجھ کو پینا دل کی ٹھنڈک دیکھنا آنکھوں کا نور

اے الٰہ الخلق، ربّ البیت، ربِّ دو جہاں
یہ دعا ہے آخری میری کہ پھر لانا یہاں

پڑھ چکا میں آخری جب واجب خلف المقام
ذرے ذرے کو کہا میں نے وداعی السلام

بیتابیٔ شوق

از سید انیس الدین احمد رضوی امروہی

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

دلدادۂ غم مہجوری، اے قلب حزیں لے چل
اے سازِ یقین لے چل، اے سوزِ یقیں لے چل

لے ذوقِ نظر لے چل، اے شوقِ جبیں لے چل
اس روضۂ اقدس کے، اس در کے قریں لے چل

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

وہ سامنے آنکھوں کے روضہ نظر آتا ہے
فردوسِ محبت کا نقشہ نظر آتا ہے

آنکھوں سے کچھ اُٹھتا سا پردہ نظر آتا ہے
خورشید محبت کا جلوہ نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

غرقابِ مصیبت کو ساحل نظر آتا ہے
مجنونِ طریقت کو محمل نظر آتا ہے

اس در سے کہیں جانا مشکل نظر آتا ہے
یہ سر انھیں قدموں کے قابل نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

پوچھے کوئی اس دل سے جو کشتۂ فرقت ہے
ناکامِ تمنا کیوں بیتابِ زیارت ہے

وہ بارگہِ انور عشاق کی جنت ہے
تسکینِ تمنا ہے، تقدیسِ محبت ہے

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

دنیائے محبت پر رحمت کی گھٹا چھائی
میخانۂ وحدت پر ہیں جمع تماشائی

پھر ساقیٔ طیبہ نے کی انجمن آرائی — بیتاب ہے اس سر میں پھر شوقِ جبیں سائی

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

گلزار بداماں ہے ہر نخلِ گلستاں کا — صد مہر درخشاں ہے ہر ذرہ خیاباں کا
ہر گوشہ میں منظر ہے دربارِ سلیماں کا — واللہ ہے عجب عالم بزمِ شہِ ذیشاں کا

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

اے جذبۂ دل تو ہی اس دل کی نشانی ہے — اس در کے قریں لے چل جو قصرِ معانی ہے
ہے ایک خلش دل میں جو اُن کو دکھانی ہے — اک غم کی کہانی ہے جو ان کو سنانی ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

اس درگہِ والا پر باچشمِ تر آیا ہوں — اپنے دلِ بغتوں کی لے کر خبر آیا ہوں
اک ٹوٹے ہوئے دل کا میں نوحہ گر آیا ہوں — آنکھوں کے بل آیا ہوں خاکم بسر آیا ہوں

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

کہتا ہے کہ آیا ہوں اس در پہ میں فریادی — کہتا ہے کہ لایا ہوں اک محضرِ بربادی
کہتا ہے کہ قسمت نے کیا کی ستم ایجادی — کہتا ہے کہ اک میں ہوں اور بخت کی ناشادی

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

کہتا ہے نعیمؔ اُن سے دورانِ جبیں سائی — اے مظہرِ محبوبی اے شانِ دل آرائی
کن بر سرِ تابوتم یک جلوہ بہ رعنائی — اے در لبِ لعلِ تو اعجازِ مسیحائی
اے بادشہِ خوباں داد از غمِ تنہائی — دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

"قربِ مقصود"

(زائرِ حرم حضرت حمید صدیقی لکھنوی)

تیرے کوچے میں حمید خستہ حال آ ہی گیا
اپنے بندے کا تجھے آخر خیال آ ہی گیا

آج اک جھونکا نسیمِ صبح کا میرے لئے
لیکے پیغامِ طرب، پیکِ وصال آ ہی گیا

جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں اور دل بیتاب تھا
آگیا وہ مظہرِ حسن و جمال آ ہی گیا

میں ابھی غرقِ تصور تھا کہ دیکھا یک بیک
روبرو میرے وہ حسنِ بے مثال آ ہی گیا

اے دلِ درد آشنا، اے جانِ مضطر ہوشیار
ہاں سنبھل اب وہ مقامِ وجد حال آ ہی گیا

مژدہ اے دل آفریں صد آفریں اے اضطراب
سامنے آنکھوں کے مینارِ بلال آ ہی گیا

دیکھ کر اُن کی نگاہِ خاص کا لطف و کرم
کیا کہوں بے ساختہ لب پر سوال آ ہی گیا

اللہ اللہ مجھ سے عاصی پر یہ اُنکی رحمتیں
بے گناہی کو بھی رشکِ انفعال آ ہی گیا

اُن کی اک ادنیٰ توجہ کا اثر ہے یہ حمید
بے کمالی میں بھی کچھ رنگِ کمال آ ہی گیا

عرض احسن

باستانۂ نبوت کبریٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

از حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت گیلانی کے خاص عقیدتمندانہ انداز میں

ہر کام سے پچھتا کر   ہر فعل سے شرما کر   ہر شغل سے گھبرا کر   ہر ایک سے ٹھکرا کر
آمد بدرت بنگر

اے خاتم پیغمبر   یا قاسم الکوثر   اے سرور ہر سرور   اے رہبر ہر رہبر
اے آنکہ توئی افسر   ہر کہتر و ہر مہتر   فی المبدء والمحشر   اے ہستی تو محور
للاکبر والاصغر   اے طلعت تو مظہر   للاول والآخر   اے رحم جہاں پرور
آقائے کرم گستر   آمد بدرت بنگر

امروز چہ مہمانے   ناکارہ و نادانے   آلودہ عصیانے   اغشتہ دامانے
بازیچہ شیطانے   از کردہ پشیمانے
آمد بدرت بنگر   نے مونس و نے یاور
نے ساز نہ سامانے   نے علم نہ عرفانے   نے دین نہ ایمانے   نے فضل نہ احسانے

از خانهٔ ویرانی   وز کلبهٔ احزانی   وز کنجِ زندانی   با شکوه و کفرانی
آمد بدرت بنگر   کالحائر والمضطر
با چاک گریبانی   با سینهٔ بریانی   با دیدهٔ گریانی   با اشک فراوانی
با نالهٔ و غوغانی   با شورش پنهانی   با دانش حیرانی   با عقل پریشانی
در صورت عطشانی   در گریه و درمانی   خواهد ز تو فرمانی   پروانهٔ غفرانی
آمد بدرت بنگر   البائس والمعتر
تا با تو من بنگر   بر رحمت خود بنگر   انصاف تو کن آخر   غیر از تو مرا دیگر
من ناظر والناصر   والشافع والمستغفر
تو جوشش رحمانی   تو سایهٔ یزدانی   تو شاهد ربانی   تو جلوهٔ سبحانی
تو مرکز اعیانی   تو جوهر فردانی   تو مبدء اکوانی   تو مقصد امکانی
تو مرجع دیانی   تو جانی و جانانی   هم روحی و ریحانی   تو زبدهٔ انسانی
تو نیّر فارانی   تو دُرّهٔ عدنانی
تو مهبط قرآنی
تو خاتم ادیانی   حامل دینی و ایمانی
ای آنکه تو درمانی   هر رنج و پریشانی   بنگر که مسلمانی   تورانی و ایرانی
هم هندی و افغانی   هم مصری و سودانی   از نزغهٔ شیطانی   وز جذبهٔ حیوانی
وز دانش نفسانی   وز شورش عمرانی   یونانی و رومانی   افرنجی و برطانی

در سکرت و ہیمانی در ظلمۂ نادانی

در ورطۂ ظلمانی

در فتنہ و طغیانی فی البغی و عدوانی

ہاں دستِ عطا بکشا، از ذروۂ او ادنیٰ[1] وز قبدِ ما اوحیٰ[2] اے مرضیٔ تو ترضیٰ[3]

وے ملتِ تو بیضا فاللیل لقد یغشیٰ[4] والکفر قد استعلیٰ[5] ذا امتک الضعفیٰ[6]

فی سیطرۃ الاعداء[7] ہاں سہمک لا یطغیٰ[8]

ورمیک لا یخطی[9]

واللہ ھو الاعلیٰ[10] والحق فلا یُعلیٰ[11]

---

[1] او ادنیٰ سورۂ النجم کی آیت ثم دنیٰ فتدلیٰ کان قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف تلمیح کی گئی ہے [2] فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (یعنی حبیب و ادنیٰ کے مقام تک عروج ہوا تو اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی جو کچھ بھی وحی کی) یہ بھی اسی سورۂ النجم کی آیت ہے ۱۲

[3] سورۂ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ارشادِ الٰہی ہوا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اتنا دے کہ تو راضی ہو جائے) بلا شبہ اس آیت میں بڑی بشارتیں پنہاں ہیں، العالمین کی رحمت کی رضامندی کے حدود کو سوچئے اور سر دُھنیے ۱۲ [4] بس رات چھا گئی [5] اور کفر اونچا ہوگیا [6] یہ آپ کی کمزور ناتواں امت ہے [7] دشمنوں کے قابو میں ہے [8] آپ کا تیر نشانہ سے ہٹ نہیں سکتا [9] اور آپ کے نشانہ کو غلط نہیں کہا جا سکتا ۱۲ [10] اللہ ہی سب سے بڑا ہے [11] اور حق پر کوئی غالب نہیں آسکتا.

پیارے محمدؐ!

از مولٰنا سید مناظر احسن گیلانی

(بہار کی دیہی زبان میں)

پیارے محمدؐ جگ کے سجن — تم پر واروں تن من دھن
تری صورتیا من موہن — کبھیو کرا ہو تو درشن
کبھی کرا دیجیے ۱۲
جیا کنٹھڑے ، دلوا ترسے
دل ۱۲ کرو ھتا ہے ۱۲
کریا کے بدرا کہیا برسے
بادل ۱۲ کب ۱۲
تری دوارِیا کیسے چھوڑوں — تم سے توڑوں تو کس سے جوڑوں
تری گلی کی دھور بٹوروں — ترے نگر میں دم بھی توڑوں
جی کا اب ارمان یہی ہے
اٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے
صلی اللہ علیک نبیا — ترے دوارے آیا دکھیا
بھنیا اکی پکڑو ہو راجا — اپنے حسینؓ و حسنؓ کا صدقا
باندھ اس کا پکڑ دیجے اے راجہ ۱۲
ڈھوا گھیریں ناؤ کو اس کے
موج عظیم ۱۲
اب نہیں ہم ہیں اپنے بس کے

سیس پہ اپکے پاواں دھر ہو   پیت کی اگیا من میں بھر ہو
سر ۱۲   پاؤں ۱۲   محبت ۱۲   آگ ۱۲

بجدر ہوا یہ تنگی کرپا کر ہو   سپنو میں ایسن کر گجر ہو
حد سے زیادہ منحوس و بدبخت یہ خدا مہربانی کیجئے   خواب میں بھی ایسا کر گذر دیجئے

راجا تمری دیوڑھی بڑی ہے

رحمت تمرے نام پڑی ہے

اندھرا کے تم رہیا بتا ہو   ہردے کا اپکے جوت جگا ہو
اندھے کو   بتائیے ۱۲   قوتِ باطنی ۱۲

ڈگری پہ اپنے اپکو چلا ہو   بودھا کے تم بدھی بنا ہو
راستہ ۱۲   بے وقوف کو آپ   دانش مند   بنا دیجئے

کھینچو اپکو پاپ نرکھ سے

دھو دیہو کا لیکھ منہ کا اپکے
سیاہی ۱۲

تمرے پیا کی اونچی اٹریا   ہمری نے ہی وال پہ گجریا
نہیں ہے   گزر

بتلا بتلا رہی نجریا   بکھلیئی ہی اک تمری دواریا
بھڑک بھڑک کر رہی ہے   نظر   دیکھتی ہوئی ہے ۱۲

ان کھر پتوا ترے سے چلی ہے
ان کا پتہ تم سے چلے گا

کھوجوا بھی ان کا ترے سے ملی ہے
سراغ ان کا آپ ہی سے ملے گا

پی کی پتیا تم ہی سے لہو   ان کھر بتا تم ہی سنی لہو
محبوب کا خط آپ ہی لائے   ان کی باتیں آپ ہی نے سنا ہیں

ہمنی کے نندیا سے تم جگے لہو   مرل کھصبی تم ہی جلے لہو
ہم لوگوں کو نیند سے آپ ہی نے جگایا   مرے ہوئے کو تم ہی نے جلایا

دھرمی بھے لوں تم ہی دیا سے
پرہیزگار ہو گئے ہم   تمہاری مہربانی

مکتی بھی ہوا ہی ہا تمری دیا سے
نجات بھی ہو گئی آپ ہی کی دعا سے

حج کے بعد

حسرت اور تمنا

(از حضرت صوفی ایم اے)

حسرت:-

یہ حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بردوش جا پہنچا مگر مرنا نہ سیکھا تھا

نہ رہبر تھا، نہ رہرو تھا، نہ منزل آشنا تھا میں
محبت کا سمندر، دل کی کشتی، ناخدا تھا میں

ہوائیں تھیں، تلاطم تھا، سفینہ ڈگمگاتا تھا
بڑا گہرا سمندر تھا، جدھر نظریں اٹھاتا تھا

وہ موتی تہ نشیں تھے، میں مسافر جن کا جویا تھا
کہاں موتی، کہاں میں، خود سفینہ ہی ڈبویا تھا

اگر فضل الٰہی دستگیر اپنا نہ ہو جاتا
تو اک ادنیٰ تھپیڑا موج عصیاں کا ڈبو جاتا

تسلسل وارداتِ عشق کا حج ہے خبر کیا تھی
جہاں پر شرطِ یکسوئی ہے آوارہ نظر کیا تھی

یہ کیا معلوم تھا ان کی تجلی کیسی ہوتی ہے
خبر کیا تھی کہ دل کعبہ تسلی کیسی ہوتی ہے

یہ کیا معلوم تھا کیا چیز خود لیلائے کعبہ ہے
خبر کیا تھی کہ کس رفعت کے اوپر پائے کعبہ ہے

اسے دے کے ابراہیم کی تعمیر سمجھا تھا
جو خود ہی جان و قالب ہے اسے تصویر سمجھا تھا

زمیں سے عرش اعظم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے
غضب ہے اپنا پرچم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے

فقط اک نام سے معمور کے کچھ آشنائی تھی
یہ کیا معلوم تھا کعبہ اسی کی رونمائی تھی

سمجھتا تھا صدا لبیک کی آواز ہے خالی
وہاں پہونچا تو حسرت تھی کہ اپنا ساز ہے خالی

کوئی نغمہ نہ تھا شایانِ محفل ساز ہستی میں
خدا کا نام بھی لینا نہ سیکھا خود پرستی میں

ہزاروں منزلیں آئیں، گئیں، میں رہ گیا سوتا
دلِ بیدار ہی لے کر نہ پہونچا تھا تو کیا ہوتا

نہ ہے وہ آنکھ جو وا از پئے دیدار ہو جائے
نہ ہے وہ دل وہاں جو مہبطِ انوار ہو جائے

صفا[1]، مروہ[2]، مقامِ سعی[3]، زمزم[4]، خیف[5]، حرا[6] میں
میں ششدر تھا، اڑاتے تھے یہ سب عرفان کی تانیں

دلِ ہر ذرہ سے تھی چھوٹ انوارِ الٰہی کی
مگر کچھ فکر میں نے کی نہ تھی دل کی سیاہی کی

خبر کیا تھی کہ کیا ہیں بو قبیس و طور کے جلوے
یہ کیا معلوم تھا ہوتے ہیں کیسے نور کے جلوے

یہ کیا معلوم تھا ان کی کرم فرمائیاں کیا ہیں
حرا کی خلوتیں یا ثور کی یکجائیاں کیا ہیں

رہی چشمِ محبت خونِ حسرت اب بھی روتی ہے
خبر اے کاش یہ ہوتی کہ حج کیا چیز ہوتی ہے

وہ منزل تقربِ باری کی وہ رفعت کوہِ رحمت کی
خبر کیا تھی کہ یہ سیڑھی ہے معراجِ محبت کی

گیا، حج کر کے لوٹ آیا، تو اب حسرت یہ ہے طاری
کہ پہلے سے نہ کی افسوس حج کرنے کی تیاری

حرم سطحِ زمیں پر مرکزِ عشق و محبت ہے
جسے کہتے ہیں صحرائے عرب بحرِ حقیقت ہے

جسے کہتے ہیں حاجی غیرتِ صد قیس ہوتا ہے
بگرد گردِ دامن لیلائے کعبہ خوب روتا ہے

دکھانے سحر کیا کرتی ہے یہ کالی ردا والی
کہ لاکھوں قیس آکر چومتے ہیں عتبۂ عالی

نہ سیریں ہیں نہ تفریحیں تجارت ہے نہ میلے ہیں
مگر اس دشت میں یہ جذب و مستی ہے یہ ریلے ہیں

اگر فرہاد کے کانٹے بچھائے جائیں صحرا میں
بجائے موج زنجیریں اگر تن جائیں دریا میں

تو ابراہیم نے جن خوش نصیبوں کو پکارا تھا ۔ پکارا کیا، جنونِ عشق کا اک نقش ابھارا تھا

وہ مجنونِ محبت، وہ سراپا عشق دیوانے ۔ چلے آ بیٹھے کانٹے توڑنے، زنجیر کھڑکانے

یہ دیوانے اگر پہلے سے کچھ ہشیار ہو جاتے ۔ حرم میں آ بن کے محرم صاحبِ اسرار ہو جاتے

جسے کہتے ہیں بطحا، منزلِ عشقِ الٰہی ہے ۔ یہاں شاہی فقیری ہے، فقیری رشکِ شاہی ہے

کفن پہنے، پریشاں حال، وہ ژولیدہ مو راہی ۔ چلا آتا ہے آنکھیں بند کئے سرمست جاں کاہی

یہ جاں کاہی حقیقت میں حیاتِ جاودانی ہے ۔ وگرنہ گوشت، ہڈی، کھال، مٹی، خون، پانی ہے

فضاؤں میں یہیں کی عشق کا پودا لچکتا ہے ۔ ہوا یہ کھا کے گلزارِ دلِ سوسن لہکتا ہے

منور کر کے قندیلِ حرم سے اپنے سینے کو ۔ چلا جاتا ہے ہنستا کھیلتا حاجی مدینے کو

ملائک راہ میں ہیں پر ان کے نیچے پر بچھاتے ہیں ۔ یہ ہے عشاق جو محبوب کی گلیوں میں جاتے ہیں

یہ وہ دربار ہے روح الامین دربان ہیں جس کے ۔ سمجھ میں کاش آ جاتے یہ رتبے انکی مجلس کے

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا ۔ جو بس چلتا تو مر کر بھی نہیں تجھ سے جدا ہوتا

یہیں جاں دادگانِ عشق کی بزمِ حسیناں ہے ۔ احد کا دامنِ زریں نرگس ریزِ شہیداں ہے

اگر کانِ شہادت کی طرف ہم کان دیتے ہیں ۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے صحابہ سانس لیتے ہیں

نبی کے نطق کی حامل مدینہ کی ہوائیں ہیں ۔ یہاں گونجی ہوئی اب تک صحابہ کی صدائیں ہیں

فضا خاموش ہو جاتی ہے جب تاروں کی چھاؤں میں ۔ تو ہنگامِ تہجد کی سکوت افزا فضاؤں میں

نبی کا نطق دل میں نورِ سکینہ بن کے آتا ہے ۔ صحابہ کا تکلم اک سکینہ بن کے آتا ہے

یہاں کا ذرہ ذرہ کھینچتا ہے دل کے دامن کو ۔ کہ او طائر کہاں؟ اب چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

کہیں ایسا نہ ہو مر کر کہیں برباد ہو جائیں
چلو طیبہ چلیں صوفی وہیں آباد ہو جائیں

تمنا:-

تمنا ہے کوئی اللہ والا پھر دعا کر دے — کہ مجھکو رب کعبہ دولت حج پھر عطا کر دے
وہی تیاریاں ہوں پھر علائق سے جدا ہو کر — یہ بندہ پھر خدا کا ہو کے ترک ما سوا کر دے
گلے سے اپنے بچوں کو لگاؤں اور جدا کر دوں — محبت اپنی غالب ہر محبت پر خدا کر دے
چلوں گھر چھوڑ کر جس دم تو رب البیت کا ہاتف — نوید یاریابی دل کے پردوں کو اٹھا کر دے
وطن کے باغ سے جس وقت نکلوں راہ غربت میں — مدینہ یاد آ کر باب جنت مجھ پہ وا کر دے
مجھے رخصت کریں رو رو کے جس دم آنسوؤں والے — جنونِ شوق بحر اشک میں طوفان بپا کر دے
مسافر کعبہ کے بسم اللہ مجریہا و مرساہا — جہازِ زندگی اپنا سپردِ ناخدا کر دے
کفن پہنائے جب مجھکو خدا میقات ہستی پر — فنا فی اللہ کر کے زندگی سر تا بپا کر دے
صدا لبیک کی یکبارگی جب چار سو گونجے — مجھے دیوانگی اس وقت مصروف بکا کر دے
فغاں کے ساتھ نکلیں پے بہ پے لبیک کی چیخیں — تصور ان کے گھر کا میری حالت کیا سے کیا کر دے
برہنہ پا، برہنہ سر، کفن بر دوش جا پہنچوں — جہانِ شوق میں میرا جنوں محشر بپا کر دے
وہی صحرا، وہی دشت و جبل پھر آنکھ سے دیکھوں — غبار اس کی گلی کا میری آنکھیں سرمہ سا کر دے
وہ دیکھوں میں بیاں ہے جس کے عاجز ہو زباں میری — وہ اتنا دے کہ مجھکو بے نیازِ دعا کر دے

حدودِ پاک میں اس کے حرم کے سر کے بل اُتروں — وہ سجدوں کو مرے قائم مقامِ نقشِ پا کر دے

تقاضائے ادب یوں آبلہ پائی کی خود لے لے — نیازِ راحلہ کی قید سے مجھکو رہا کر دے

نیازِ عاشقی لیکر گلی میں ان کی یوں دوڑوں — کہ مجھکو جذبِ معشوقانہ منزل آشنا کر دے

تڑپ کر جان دیدوں جب حریمِ پاک میں پہنچوں — مگر پھر جی اٹھوں جب دامنِ کعبہ ہوا کر دے

بہت دوڑوں لپٹ کر لیلیٔ کعبہ کے دامن سے — یہ بارش آنسوؤں کی نخلِ ہستی پھر ہرا کر دے

اسے چوموں حبیبِ کبریا نے جس کو چوما ہے — کہ شاید لذتِ عشقِ نبی سے آشنا کر دے

عذارِ کعبہ کا اک خالِ دلکش سنگِ اسود ہے — نہیں چشمِ سیہ ہے حسن جس کو سرمہ سا کر دے

پیوں پھر سیر ہو کر آبِ زمزم چاہِ زمزم پر — مرا جامِ طلب لبریز یہ آبِ بقا کر دے

شعائر پر خدا کے جاؤں ذوقِ ہاجرہ لیکر — مری توفیق شرحِ آیۂ اِنّ الصّفا کر دے

جھکاؤں سر کو اسماعیل ساں ہر سنگریزے پر — مجھے قسمت اگر آوارۂ دشتِ منا کر دے

پیادہ پا چلوں پھر خیف میں سے سوئے مزدلفہ — کہ مشعر پر خدا پھر ذکر کی نعمت عطا کر دے

بڑھوں حسرت کی جانب مکہ کے پھر ارمان سکتا — کہ اپنے پاک گھر کا مجھکو حاجی پھر خدا کر دے

منا میں جب کفن اترے تو میرا فاطرِ ہستی — حیاتِ طیبہ کا خلعتِ تازہ عطا کر دے

اڑا لے جائے پھر سوئے حرم مجھکو مری حسرت — کہ بلبل گل کے آگے آخری نغمہ ادا کر دے

تمنا ہے مری چشمِ ارادت دل کا سرمایہ — نثارِ آستینِ شاہِ مشکیں قبا کر دے

گزر کر عشق و شورش کے منازل سے چلوں طیبہ — تو وہ حسن آفریں میری ادائیں دلربا کر دے

حبیبِ کبریا کی بزمِ محبوبی میں جا پہنچوں — کرم پھر مجھ پہ اتنا وہ حبیبِ کبریا کر دے

جہاں سے گنبدِ خضرا نظر آئے ان آنکھوں کو
کوئی اپنے قصیدے کی وہیں سے ابتدا کر دے

درودِ دل کے ترنم سے صدائے بازگشت اُٹھے
پہاڑوں کو نبی کا نعت خواں، نغمہ سرا کر دے

نظر جس وقت آنکھوں کو مری بابُ السلام آئے
نکل کر جان قالب سے ادب کا حق ادا کر دے

یہ وہ در ہے جہاں املاک سربسجدہ ہیں
دعا یہ ہے کہ توفیقِ ادب مولیٰ عطا کر دے

کوئی مجھ سے بتاؤ میں وہاں پہونچوں تو کیا ہوگا
وہیں کا ہو رہوں بس یہ کرم مجھ پر خدا کر دے

گلِ خوبی نہیں گلزارِ خوبی، بلکہ جو کچھ ہے
اسی کا مجھکو مولا بلبلِ شیریں نوا کر دے

درودِ دل کے تحائف پیش کر کے میں کہوں اس سے
کہ اے شاہِ دو عالم مجھکو طیبہ کا گدا کر دے

ترے کوچہ میں گو رہنے کے قابل میں نہیں لیکن
ترا جود و سخا، تیری دعا، تیری عطا کر دے

بقیعِ پاک میں ڈھونڈا ہے میں نے خواب میں مدفن
خدا اس خواب کو اک واقعہ سر تا پا کر دے

تمنا ہے کہ خاکِ پاک کا پیوند ہو جاؤں
تمنا صوفیٔ محتاج کی پوری خدا کر دے